الدولة المکیہ
بالمادة الغیبیہ

مصنف
اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب
بریلوی

مکتبہ رضویہ
آرام باغ روڈ۔ کراچی ۱
فون:۔ ۲۱۷۸۸۹، ۲۱۶۴۶۴

الدولۃ المکیہ
بالمادۃ الغیبیہ

مصنفہ امام اہلِ سنت مجددِ ملت

اعلحضرت الشاہ **احمد رضا خاں صاحب** قادری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خانصاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

تعلیقاتہا للمصنف باسم التاریخی

الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ

قاری رضا المصطفیٰ اعظمی

مکتبہ رضویہ آرام باغ - گاڑی کھاتہ - کراچی

باہتمام دار العلوم امجدیہ کراچی

عرضِ ناشر

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ نادر کتاب "الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ" ایک عرصے سے ناپید تھی۔ حالات نے اس کے طبع کرانے کی اجازت نہیں دی۔ بہر حال ہر چیز کے لئے قسّامِ ازل نے ایک وقت مقرر فرمادیا ہے کلّ امر مرھون باوقاتہ مشہور ہے۔

یہ نادر کتاب اسلام کے ایک نہایت ہی اہم اور دشوار موضوع علمِ غیب اور اس کی حقیقت وماہیت پر مشتمل ہے اور اس پر ہر کس و ناکس قلم اٹھانے کی ہمّت نہیں رکھتا۔ "ہر کارے و ہر مردے" کے مصداق امام اہلسنت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی جیسے بلند پایہ جلیل القدر عالم ہی اس اہم موضوع پر قلم اٹھا سکتے تھے۔ چنانچہ زیرِ نظر کتاب میں اعلیٰ حضرت نے نہایت عالمانہ اور فاضلانہ انداز میں اس موضوع کا حق ادا کر دیا ہے۔

کتاب کو آسان اور عام فہم بنانے اور اس کی افادیت کو زیادہ سے زیادہ کرنے کے لئے عربی متن کے مقابل اردو ترجمہ بھی دیا گیا ہے شروع میں فہرست کا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قارئین کے عقائد و اعمال کی اس کتاب سے اصلاح اور تصحیح فرمائے۔

رضاء المصطفیٰ اعظمی
خطیب نیو میمن مسجد،
کراچی ۲۷

نگرانِ طباعت
مصطفیٰ اسور اعظمی
عالم، حافظ، قاری

چار ایسے عظیم رہنماؤں کے نام!

"جواب ہم میں نہیں ہیں"

صدر الشریعہ حضرت مولانا محمد امجد علی ... فقیہ اعظم

صدر الافاضل حضرت مولانا سیّد محمد نعیم الدین ... مفسر اعظم

مخدوم الملت حضرت مولانا سیّد محمد اشرفی جیلانی ... محدث اعظم

شیر بیشۂ اہلسنت حضرت مولانا محمد حشمت علیخاں ... مناظر اعظم

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

سوگوارِ غم

● رضا المصطفیٰ اعظمی

خطیب نیو میمن مسجد، بندر روڈ، کراچی ۲

فون: ۲۱۶۳۶۴

فون: ۲۱۷۸۸۹

نذر عقیدت

بحضور!

شیخ الاسلام والمسلمین حضور مفتی اعظم ہند

مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ

برہان ملت حضرت مولانا سید برہان الحق صاحب قبلہ

صدر العلماء حضرت مولانا سید غلام جیلانی صاحب قبلہ میرٹھی

دعاؤں کا طالب

● قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی
صدر ورلڈ اسلامک مشن پاکستان
آرام باغ روڈ۔ کراچی
فون: ۲۱۷۸۸۹
فون: ۲۱۶۴۶۴

یکم ستمبر ۱۹۹۶ء

فہرست مضامین، کتاب "الدولۃ المکیّۃ"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ؕ

الحمد للہ علام الغیوب٭ غفار الذنوب٭ ستار العیوب المظہر من ارتضٰے من رسول علی السر المحجوب٭ افضل الصلاۃ واکمل السلام علی ارضٰی من ارتضی واحب محبوب سیّد المطلعین علی الغیوب٭ الذی علمہ ربہ تعلیما وکان فضل اللہ علیہ عظیما٭ فھو علی کل غائب امین وماھو علی الغیب بضنین ولا ھو بنعمۃ ربہ بمجنون٭ مستور عنہ ماکان او یکون فھو شاھد الملک والملکوت ومشاھد الجبار والجبروت مازاغ البصر وما طغیٰ افتمرونہ علٰی مایریٰ نزل علیہ القران تبیانا لکل شئ فاحاط بعلوم الاولین والاخرین وبعلوم لاتحصر بحد وینحسر دونھا الحد ولایعلمھا احد من العٰلمین فعلوم ادم وعلوم العالم وعلوم اللوح و علوم القلم کلھا قطرۃ من بحار علوم حبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لدن علومہ وما یدریک ما علومہ علیہ صلوات اللہ تعالٰی وتسلیمہ ھی اعظم رشحۃ واکبر غرفۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سب خوبیاں اللہ کو جو جمیع غیوب کا کمال جاننے والا ہے، گناہوں کا بڑا بخشنے والا عیبوں کا بہت چھپانے والا۔ پوشیدہ راز پر اپنے پسندیدہ رسولوں کو مسلط کرنے والا[1]۔ اور سب سے افضل درود اور سب سے کامل تر سلام ان پر جو ہر پسندیدہ سے زیادہ پسندیدہ اور ہر پیارے سے بڑھ کر پیارے ہیں۔ غیبوں پر اطلاع پانے والوں کے سردار جن کو ان کے رب نے خوب سکھایا، اور اللہ کا ان پر فضل بہت بڑا ہے اور وہ ہر غیب پر امین اور غیب کے بتانے میں بخیل نہیں اور نہ وہ اپنے رب کے احسان سے کچھ پوشیدگی میں ہیں کہ جو ہو گزرا یا آنے والا ہو، ان سے چھپا ہو تو وہ ملک اور ملکوت کے مشاہدہ فرمانے والے ہیں اور اللہ عزوجل کی ذات وصفات کے ایسے دیکھنے والے ہیں کہ نہ آنکھ کج ہوئی اور نہ حد سے بڑھی، تو کیا تم جو کچھ وہ دیکھ رہے ہیں اس میں ان سے جھگڑتے ہو، اللہ نے اُن پر قرآن اُتارا ہر چیز کا روشن بیان کر دینے کو تو حضور نے تمام اگلے پچھلے علوم پر احاطہ فرمایا اور ایسے علموں پر جو کسی حد پر نہ رکیں اور گنتی ان تک پہنچنے سے تھک رہے اور تمام جہاں میں ان کو کوئی نہیں جانتا۔ تو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم۔ اور تمام عالم کے علم اور لوح وقلم کے علم یہ سب مل کر ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علموں کے سمندروں سے ایک بوند ہیں۔ اس واسطے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم (اور تو نے کیا جانا کہ حضور کے علم کیا ہیں۔) ان پر اللہ تعالیٰ کے

---

[1] مظہر کا ترجمہ مسلط کرنے والا اس لئے کیا گیا کہ ظہور یا اظہار کے صلہ میں جب علیٰ آئے تو اُس کے معنی چیرہ شدن یا چیرہ گردانیدن ہو جاتے ہیں یعنی مسلط کردینا یا قبضہ میں دیدینا کما یقال ظہر علیہ ای غلب علیہ کذا فی الصراح ۱۲ حامد رضا غفرلہ

من ذلك البحر الغير المتناهی اعنی العلم الازلی الالٰہی فھو یستمد من ربہ والخلق یستمدون منہ فما عندھم من العلوم انما ھی لہ وبہ ومنہ وعنہ ؎

وکلھم من رسول اللہ ملتمس غرفا من البحر او رشفا من الدیم
وواقفون لدیہ عند حدھم من نقطة العلم او من شکلة الحکم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وبارک وکرم۔ اٰمین۔

وبعد فقد اتانی وانا حل بالبلد الحرام۔ سؤال من بعض الھنود فی علم سید الانام۔ علیہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ افضل الصلاة والسلام۔ وقت العصر یوم الاثنین لخمس بقین من ذی الحجة۔ عام الف وثلاثمائة و ثلث وعشرین من ھجرة من اتم الحجة واوضح المحجة علیہ من الصلوات اکملھا ومن التسلیمات افضلھا، واظنہ ناشئا من بعض الوھابیة الذین قد سبّوا اللہ ورسولہ جلّ وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سبّا واشاعوا بذلک فی الھند کتبًا۔ وذلک لان السُّنّی ان احتاج ھھنا ان یسأل علما۔ فھذا بلد اللہ الامین ممتلیٔ بحمد اللہ عِلما وعُلماء فمن کان عند البحار الزواخر۔ فما مضیہ الی نھر فی الاخر علا ان ساداتنا علماء مکة المکرمة حفظھم اللہ تعالیٰ قد شرحوا مسئلة علمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسائر المسائل التی یخالف فیھا الوھابی الاظلم لا مرة ولا

درود و سلام) سب سے بڑا چھینٹا اور عظیم تر چلو ہیں اس غیر متناہی سمندر یعنی علم الٰہی سے تو حضور اپنے رب سے مدد لیتے ہیں اور تمام جہاں حضور سے مدد لیتا ہے تو اہل عالم کے پاس جو کچھ علوم ہیں وہ سب حضور کے علم ہیں اور حضور کے سبب ہیں اور حضور کی سرکار سے آئے اور حضور سے اخذ کیے گئے ہے

رسول اللہ تجھ سے مانگتا ہے ہر بڑا چھوٹا ۔۔۔ تیرے دریا سے چلو یا تیرے باراں سے اک چھینٹا

ترے آگے کھڑے ہیں اپنی حد پر تیرے علموں سے ۔۔۔ کوئی نقطہ ہی پر ٹھہرا کوئی اعراب پڑھ سکا

اللہ تعالیٰ ان پر درود و سلام بھیجے اور ان کے آل و اصحاب پر اور برکتیں اور اعزاز نازل فرمائے۔ الٰہی ایسا ہی کر۔ حمد و نعت کے بعد کہ اس اثنا میں کہ میں مکہ معظمہ میں مقیم تھا میرے پاس علم سرور عالم علیہ و آلہ و صحبہ افضل الصلاۃ والسلام کے بارے میں بعض ہندیوں کی طرف سے پیر کے دن عصر کے وقت پچیس۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو ان کی ہجرت سے جنھوں نے حجت تمام فرمائی اور راہ حق روشن کر دی ان پر سب سے کامل تر درود میں اور سب سے افضل تر سلام) ایک سوال آیا اور میرے گمان میں ان بعض وہابیہ کا اٹھایا ہوا ہے جنھوں نے دل کھول کر اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی اور ہندوستان میں اس کی کتابیں شائع کیں۔ یہ اس لئے کہ یہاں اگر کسی سنی کو کسی مسئلہ کی حاجت ہو علما سے دریافت کرنے کی تو یہ اللہ کا امان والا شہر ہے بحمد اللہ تعالیٰ علم و علما سے بھرا ہوا ہے۔ جو چھلکتے دریاؤں کے پاس ہو ایک پس ماندہ نہر کے پاس اُس کا کیا جانا۔ علاوہ بریں ہمارے سرداروں علمائے مکہ مکرمہ نے (اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے) علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مسئلہ اور باقی جتنے مسائل میں ستمگار وہابی خلاف کرتا ہے ایک دو بار نہیں بارہا مشرح بیان فرمایا ہے اور زنگ چھوڑا دی اور زینت بخشی اور عیب مٹا دیا اور وہابیہ پر موت قائم فرما دی۔

اور یہ بندۂ ضعیف اپنے قوی و لطیف رب کے فضل سے باپ دادا سے جھکتی

مرتین۔ وقد کشفوا الرین۔ وافادوا الزین۔ وابادوا الشین۔ واقاموا علی الوھابیۃ الحین۔ وھذا العبد الضعیف بفضل ربہ القوی اللطیف۔ ابأعن جدٍ فی خدمۃ السنۃ الزاھراء۔ مقیم علی الوھابیۃ الطامۃ الکبری۔ صنف کتبا تزید علی ماتین[1]۔ ودعا کبراء ھم الی المناظرۃ لاکرۃ ولا کرتین فما احار احد منھم جوابا۔ وبھت الذین کانوا یسبون نبینا سبابا۔ وکانوا ینسبون الی ربنا کذبا کذابا فھربوا وتبددوا۔ وماتوا۔ وخمدوا۔ ومن بقی منھم فسترون انشاء اللہ تعالیٰ ان یموت۔ حائرا بائرا و ھو اخرس مبھوت۔ فھذا ما یغیظھم وقد علموا انی بمکۃ منقطع عن کتبی مشتغل بزیارۃ بیت ربی۔ مستعجل الی بلد مولای وحبیبی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاثاروا ھذا السؤال۔ طمعا منھم ان یمنعنی الاستعجال۔ وشغل البال وفقدان الکتاب۔ عن ابانۃ الجواب۔ فیکون فی ذٰلک عید لھم ومسرۃ۔ ونوع عوض عما اصابھم من المعرۃ ان سکتُّ ایضا مرۃ کما اسکتُّ کبراء ھم الف مرۃ۔ وجھلوا ان ھذا الدین المتین مامون۔ وکل من ینصرہ منصور ومصون۔ وانما امر اللہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون۔ فھذا ما فھمت من ھذا السؤال۔ والعلم بالحق عند ذی الجلال۔ فاحسن تقسیم الجواب الی قسمین قسم للسائل المستفید۔ واخر علی الصائل العنید۔ لیصل کلاً

[1] ۔ فی الرد علی الوھابیۃ والان قد بلغت بحمد اللہ اربعمائۃ منھا فتاوٰی فی اثنی عشر مجلد ا کبار

سنت کی خدمت میں ہے۔ اور وہابیہ پر قیامت قائم کئے ہوئے ہے۔ میں نے
دو سو سے[1] زیادہ کتابیں تصنیف کیں اور ان کے بڑوں کو دو چار دفعہ نہیں بلکہ
بکثرت دعوت مناظرہ دی تو ان میں سے کسی نے لوٹ کر جواب نہ دیا اور مبہوت ہو کر
رہ گئے وہ جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دشنام دیتے تھے اور ہمارے رب
عزوجل کی طرف اپنے جھوٹ سے کذب نسبت کرتے تھے تو وہ بھاگے اور لوگ
دم گئے اور مر گئے اور بجھ گئے اور جو ان میں باقی رہا ہے تو عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ
دیکھو گے کہ اسی حال میں مر جائے گا۔ حیران ہلکان گونگا بدحواس تو یہ وہ بات ہے
جو انھیں غیظ دلا رہی ہے اور انھوں نے جانا کہ میں مکہ معظمہ میں اپنی کتابوں سے
جدا ہوں اور بیت اللہ کی زیارت میں مشغول اور اپنے مولیٰ و محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے شہر کی جانب جانے کی جلدی ہے تو انھوں نے یہ سوال اٹھایا اس طمع پر کہ یہ جلدی
اور اس دھیان میں دل کا لگا ہونا اور کتابیں پاس نہ ہونا مجھے اظہار جواب سے روک دے گا
تو اس میں اُن کو عید اور خوشی ہو جائے گی اور وہ مصیبت جو ان پر پڑی اس کا ایک
طرح کا بدلہ ہو جائے گا کہ میں بھی ایک بار چپ رہا جیسا کہ میں نے ان کے بڑوں کو ہزار
بار چپ کر دیا اور نہ جانا کہ یہ دین متین امان میں ہے اور جو کوئی اس کی مدد کرے
منصور و محفوظ ہے اور اللہ کا کام یوں ہی ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ فرماتا ہے تو اس
سے فرماتا ہے ہو جا۔ وہ فوراً ہو جاتی ہے تو اس سوال سے جو میں سمجھا وہ یہ ہے اور حق
کا علم اس عزت والے کو تو بہتر یہ ہے کہ جواب کے دو حصے کئے جائیں۔ ایک حصہ سائل
کے لئے جو فائدہ طلب کرتا ہو اور دوسرا اہٹ دھرم حملہ کرنے والے پر کہ ہر ایک کو
وہ پہنچے جس کے وہ لائق ہے اور ہر ایک کو ایسا جواب دیا جائے جس کے وہ قابل ہے

---

[1] یعنی وہابیہ کے رد میں ورنہ بحمدہ تعالیٰ چار سو سے زائد ہیں۔ جن میں سے فتاوائے مبارک
بڑی تقطیع کے بارہ ضخیم مجلدوں میں ہے ۱۲ حامد رضا غفرلہ

مايستاهله ويجاوب كلّ بما هو اهله۔

القسم الاول

فی کشف الحجاب عن وجه الصواب۔ فی هذا الباب وفیه انظار تنتقی اللباب۔ **النظر الاول** اعلم ان مدارك الامر ومناط النجاة الایمان بالکتاب کله وما ضل اکثر من ضل الا انهم یؤمنون ببعض الکتاب ویکفرون ببعض کالقدریة امنوا بقوله تعالٰی "وما ظلمنٰهم ولکن کانوا انفسهم یظلمون" وکفروا بقوله تعالٰی "والله خلقکم وما تعملون" والجبریة امنوا بقوله تعالٰی "وما تشاؤن الا ان یشاء الله رب العٰلمین" وکفروا بقوله تعالٰی "ذٰلك جزینٰهم ببغیهم وانا لصٰدقون" والخوارج امنوا بقوله تعالٰی "وان الفجار لفی جحیم یصلونها یوم الدین" وکفروا بقوله تعالٰی "ان الله لا یغفر ان یشرك به ویغفر مادون ذٰلك لمن یشاء" ومرجئة الضلال امنوا بقوله تعالٰی "لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعا انه هو الغفور الرحیم" وکفروا بقوله تعالٰی "من یعمل سوء یجزبه" وامثال ذلك کثیر۔ وفی کتب الکلام شهیر۔ والقران العظیم الذی نص انه "لا یعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا الله" نص ایضا انه "لا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول" وقال "وما کان الله لیطلعکم

پہلا حصّہ

اس مسئلہ میں چہرۂ حق سے پردہ کشائی میں اور اس باب میں چند نظریں ہیں کہ مغز سخن چن لیں **نظر اول** آگاہ ہو کہ امر دین کا مدار اور وہ جس پر نجات موقوف ہے پورے قرآن عظیم پر ایمان لانا ہے تو اکثر گمراہ یوں ہی گمراہ ہوئے کہ بعض آیتوں پر ایمان لائے اور بعض سے منکر ہو بیٹھے جیسے قدریہ (کہ اپنے آپ کو خود اپنے افعال کا خالق جانتے ہیں) اس آیت پر تو ایمان لائے کہ "ہم نے ان پر ظلم نہ کیا بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔" اور اس آیت سے منکر ہو بیٹھے کہ "اللہ تمھارا بھی خالق ہے اور تمھارے اعمال کا بھی" اور جبریہ (کہ انسان کو پتھر کی طرح مجبور جانتے ہیں) اس آیت پر ایمان لائے "تم کیا چاہو مگر یہ کہ چاہے اللہ جو مالک ہے سارے جہان کا" اور اس آیت کے منکر ہوئے "یہ ہم نے اُن کی سرکشی کا بدلہ دیا اور بے شک ہم ضرور سچے ہیں۔" اور خارجی (کہ مرتکب کبیرہ کو کافر کہتے ہیں) اس آیت کریمہ پر ایمان لائے کہ "بے شک فاجر لوگ ضرور جہنم میں ہیں قیامت کے دن اس میں جائیں گے" اور اس آیت کے منکر ہوئے کہ "بے شک اللہ کفر کو نہیں بخشتا اور اس کے نیچے جتنے گناہ ہیں جسے چاہے بخش دیتا ہے۔" اور گمراہ مرجیہ (جو کہتے ہیں کہ مسلمان کو کوئی گناہ ضرر نہیں دیتا) اس آیت پر ایمان لائے۔ کہ "اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بے شک وہی ہے بخشنے والا مہربان" اور اس آیت کے منکر ہوئے کہ "جو کوئی بُرا کام کرے گا اسے بدلہ دیا جائے گا۔ اور اس کی مثالیں اور بہت ہیں۔ اور کتب کلام میں مشہور۔ اور وہ قرآن عظیم جس نے نص فرمایا کہ "زمین آسمان والوں میں کوئی غیب نہیں جانتا سوائے خدا کے" اسی نے یہ بھی صاف فرمایا کہ "اللہ مسلط نہیں کرتا اپنے غیب پر کسی کو سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔" اور یہ بھی فرمایا کہ اے

علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء" وقال "وما هو علی الغیب بضنین" وقال وعلمك ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیك عظیما" وقال تعالیٰ "ذلك من انباء الغیب نوحیه الیك وما کنت لدیهم اذ اجمعوا امرهم وهم یمکرون" وقال تعالیٰ "ذلك من انباء الغیب نوحیه الیك وما کنت لدیهم اذ یلقون اقلامهم ایهم یکفل مریم وما کنت لدیهم اذ یختصمون" وقال تعالیٰ "تلك من انباء الغیب نوحیها الیك" الیٰ غیر ذلك من الایات فهذا ربنا تبارك وتعالیٰ قد نفی نفیا لا مرد له واثبت اثباتا لا ریب فیه فالکل حق والکل ایمان۔ ومن انکر شیئا منها فقد کفر بالقران فمن نفی مطلقا ولم یثبت بوجه فقد کفر بایات الاثبات ومن اثبت مطلقا ولم ینف بوجه فقد کفر بالایات النافیات والمؤمن یؤمن بالکل۔ ولا تتفرق به السبل وهما لا یمکن لهما مورد واحد۔ فوجب الفحص عن الموارد۔

فاقول:۔ وبحول ربی احول۔ وفی میدان التحقیق اجول وعلی من لبس ودلس اصول۔ ان للعلم قسمۃ[1] بحسب المصدر وقسمۃ بحسب المتعلق بفتح اللام وتنشعب منها قسمۃ اخریٰ بحسب وجه التعلق اما الاولیٰ فهی ان العلم اما ذاتی[1] ان کان مصدرہ ذات العالم لا مدخل فیه لغیرہ عطاء و

---

[1] لله در المؤلف فی هذا التقسیم المشتمل علی غایۃ التبیین والتفهیم الذی لم یبق معه غبار فی الفرق بین علم اللہ وعلم العباد وازاح به

لوگو اللہ اس لئے نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کر دے۔ ہاں اللہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے چُن لیتا ہے" اور یہ بھی فرمایا کہ "وہ (یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) غیب پر بخیل نہیں" "جو غیب وہ بتائیں اس میں ان پر غلطی کی تہمت نہیں" اور یہ بھی فرمایا کہ "اے نبی اللہ نے تمھیں سکھایا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بہت بڑا ہے" اور یہ بھی فرمایا کہ "یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمھاری طرف وحی کرتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب انھوں نے اپنے کام پر ایکا کیا اور یوسف کے ساتھ داؤں کھیلے" اور یہ بھی فرمایا کہ "یہ غیب کی خبریں ہیں جن کی وحی ہم تمھاری طرف بھیجتے ہیں اور تم اُن کے پاس نہ تھے جب وہ اپنے قلموں کا قرعہ ڈالتے تھے کہ ان میں کون مریم کی پرورش کرے اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے" اور یہ بھی فرمایا کہ "یہ غیب کی خبریں ہیں جن کی وحی ہم تمھاری طرف بھیجتے ہیں۔ اور ان کے سوا اور آیتیں۔ تو یہ ہے ہمارا رب تبارک وتعالیٰ جس نے نفی بھی ایسی کی کہ ٹل نہیں سکتی اور ثابت بھی ایسا کیا جس میں شبہہ نہیں تو نفی واثبات دونوں حق ہیں دونوں ایمان ہیں اور ان دونوں میں سے جو کوئی کسی بات کا انکار کرے اس نے قرآن کا انکار کیا تو جو غیر خدا سے علم غیب کی مطلقًا ایسی نفی کرے کہ کسی طرح ثابت ہی نہ مانے وہ ان آیتوں سے کفر کر رہا ہے جو ثابت فرماتی ہیں اور جو مطلقًا اس طرح ثابت کرے کہ کسی وجہ سے نفی مانے ہی نہیں وہ ان آیتوں سے کفر کرتا ہے جو نفی فرماتی ہیں اور مسلمان سب پر ایمان لاتا ہے اور وہ مختلف راہوں میں نہیں پڑتا۔ اور نفی واثبات دونوں ایک جگہ پر توارد ہو نہیں سکتے تو ان کے جدا جدا مورد تلاش کرنا واجب ہوا۔ تو میں کہتا ہوں اپنے رب کی قوت پر جنبش اور میدان تحقیق میں جولان کرتا ہوں اور اس پر جس نے دھوکا دیا اور فریب کیا وار کرتا ہوں کہ علم کی ایک تقسیم[1] اس کے مصدر کے

---

[1] اس تقسیم میں مصنف کی خوبیاں اللہ کے لئے ہے نہایت واضح اور خوب سمجھا دینے والے بیان پر حاوی ہے جس سے کوئی غبار تفرقہ علم الٰہی وعلم عباد میں باقی نہ رہا اور کم فہموں کو عبارات اہل سنت

الاسببیا واما عطائی اذا کان بعطاء غیرہ فالاول مختص بالمولیٰ سبحنہ وتعالیٰ لایمکن لغیرہ ومن اثبت شیئاً منہ ولو ادنی من ادنی من ادنی من ذرۃ لاحد من العلمین فقد کفر واشرک وبار وھلک ۔ والثانی مختص بعبادہ عزجلالہ لاامکان لہ فیہ ومن اثبت شیئاً منہ للہ تعالیٰ فقد کفر واتی بما ھو اخنع واشنع من الشرک الاکبر ۔ لان المشرک من یسوی باللہ غیرہ وھذا جعل غیرہ اعلیٰ منہ حیث افاض علیہ علمہ وخیرہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ) ما قد یتوھمہ القاصرون من عبارات اھل السنۃ والتحقیق ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعلم الغیب من المساواۃ المبینۃ علی عدم التدبر فی کلامھم رضی اللہ تعالیٰ عنھم قیاما انورمن کلام وارشقہ من استدلال یتلالؤ ھکذا ھکذا والا فلا لا اھ کتبہ العبد الفقیر حمدان الونیسی المالکی المدرس بالحرم النبوی الشریف غفراللہ لہ امین مدنیہ حمدانیہ ھذا اول الحواشی التی شرف بھا کتابی علامۃ المغرب فضیلۃ مولینا حمدان (احمد سعیہ الرحمن امین) والحمد للہ رب العلمین اھ منہ حفظہ ربہ تعالیٰ الردعلی غایۃ المعمول

لہ ھذا التقسیم واضح جلی نطق بہ علماء الاسلام فی غیر ما موضع وفی نفس مسألتنا ھذہ مسألۃ علم الغیب وسیأتی عن الامام الاجل ابی زکریا النووی والامام ابن حجر المکی التصریح بان المنفی عن الخلق ھو العلم الاستقلالی والعلم المحیط الکلی ولکن العجب ممن یومن بصحۃ ھذہ التقسیمات ثم یدندن علیھا بانھا وان کانت صحیحۃ فی نفسھا لکنھا من التدقیقات الفلسفیۃ التی لا یعتبرھا علماء الشرع وارباب العقول السلیمۃ فی فھم معانی الکتاب والسنۃ الی ان ادعی ان فی ذلک ایقاعا للمسلمین فی حیرۃ عظیمۃ وحلا لعری الدین الوثیقۃ ثم لم یلبث الا قلیلا ان جاء بالنقل المذکور عن الامامین الجلیلین النووی وابن حجر وحملھما العلم فی ایات النفی علی العلم

اعتبارات ہے (جہاں سے وہ صادر ہوا) اور دوسری تقسیم اس کے متعلق بفتح لام کے اعتبار سے ہے جس سے وہ متعلق ہوا اور ان سے ایک اور تقسیم نکلتی ہے اس اعتبار سے کہ تعلق کس طرح کا ہوا۔ پہلی تقسیم تو یہ ہے کہ علم یا تو ذاتی ہے جب کہ نفس ذات عالم سے صادر ہو

اور اس تحقیق نے ... حق کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب تھا، خدا کے ساتھ برابری کا جو وہم ناشی کلام کی بنا ... سے بالکل دور کردیا تو کیا ہی روشن کلام اور کیا لطیف استدلال ہے یوں ہی ہے یونہی ہے ورنہ یہ نہیں تو کچھ نہیں تحریر کردیئے۔ بندۂ فقیر حمدان ونیسی مالکی مدرس حرم نبوی اللہ اس کی مغفرت فرمائے الٰہی یوں ہی کر۔ یہ حاشیہ حمدانیہ مدینۂ طیبہ کے ان حواشی میں سے پہلا حاشیہ ہے جن سے میری کتاب کو علامہ ملک مغرب مولٰنا حمدان نے (رحمٰن اُن کی سعی محمود فرمائے) شرف بخشا اور سب خوبیوں کو سراہا پروردگار عالم۔ ۱۲ منہ غفرلہ حدیدہ رد غایۃ المعول

۲ھ یہ تقسیم واضح و روشن ہے۔ علمائے اسلام نے متعدد جگہ اسے ارشاد کیا اور خود ہمارے اسی مسئلہ علم غیب میں اسے ذکر فرمایا اور عنقریب بڑے جلیل القدر امام ابوزکریا نووی و امام ابن حجر مکی سے تصریح آتی ہے کہ مخلوق سے نفی علم ذاتی و علم محیط کلی کی ہے۔ لیکن اچنبا اس سے ہے کہ جو ان تقسیموں کی صحت کا معتقد ہے وہی ان پریوں گنگناتا ہے کہ وہ اگرچہ فی نفسہ صحیح ہیں لیکن فلاسفہ کی ان موشگافیوں کا نتیجہ ہیں۔ جن کا علمائے دین کریم اور ارباب عقل سلیم فہم معانی قرآن عظیم و احادیث نبی رؤف رحیم علیہ الصلاۃ والتسلیم میں اعتبار نہیں کرتے۔

حتی ... دعویٰ کردیا کہ اس میں مسلمانوں کو حیرت عظیم میں ڈال دینا اور دین الٰہی کی مضبوط رسی کو کھول کر تار تار کرنا ہے۔ پھر ذرا سے ہی توقف میں خود ہی نقل مذکور انھیں دونوں اماموں علامہ نووی و ابن حجر ... سے لے آیا۔ حالانکہ انھوں نے آیات نفی میں علم کو علم مستقل بالذات وعلم محیط کل پر محمول کہا۔ تو گویا اس کے نزدیک یہ دونوں امام نہ علمائے دین سے تھے، نہ عقل سلیم والوں میں تھے اور انھوں نے مسلمانوں کو عجیب حیرت میں ڈال دیا اور خدا کی پناہ دین کی جبل متین کو کھول کر تار تار کردیا وہ اگر ایسے تھے (اللہ انھیں اس سے محفوظ رکھے) تو ان سے کیوں استناد کیا انھیں دین کا امام بنا کر کیوں ان کا کلام سند میں پیش کیا اور نہیں ہے بدی سے پھیرنا اور نہ نیکی کی طاقت مگر عظمت والے خدا کی توفیق سے ۱۲ منہ مدظلہ

لے جان لو کہ وہ چیز جو بہ سبب غیر کے ہوگی تو ضرور غیر کی دین ہی سے ہوگی کیونکہ غیر کی سببیت کو صرف مخلوق ہی کے علوم میں دخل ہے اور وہ سب کے سب بعطا الٰہی ہیں مثلاً استاد شاگرد کے علم کا سبب

واما الثانية فهی ان العلم علمان مُطلق العلم واعنی به المصدق الاصولی الّذی یقتضی اثباته ثبوت فرد ما ویقتضی نفیه بانتفاء جمیع الافراد وهو الفرد المنتشر والطبیعة المتمکنة من ای فرد شاء نئ کما حققه خاتمة المحققین۔ سیدی الوالد قدس سرہ الماجد فی کتابه المستطاب اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد فالقضیة الایجابیة هٰهنا موجبة جزئیة تعم الکلیة والسلبیة سالبة کلیة والعلم المطلق واعنی به مؤدی اداة العموم والاستغراق الحقیقی الذی لایثبت الا بثبوت جمیع الافراد وینتفی بانتفاء فرد ما فالموجبة هٰهنا کلیة والسالبة جزئیة ویتنوع هذا التعلق الی وجهین جهة الاجمال وجهة التفصیل بحیث یمتاز فیه کل معلوم وینحاز فیه کل مفهوم اعنی ما علمهٗ العالم کلا او بعضا فهی اربعة اقسام

مطلب: معلومات اللّٰہ تعالیٰ غیر متناهیة فی غیر متناهیة لا یمکن حصول مثلها لمخلوق۔

(بقیه … صفحه …) المستقل والمحیط فکانهما لم یکونا عنده من علماء الشریعة ولا من ارباب العقول السلیمة واوقعا المسلمین فی حیرة عظیمة وحلة معاذ اللّٰه عری الدین الوثیقة فان کانا کذلک اجارهما اللّٰه عن ذلک افلم یحتج بهما ویستند بکلامهما جاعلا ایاهما من ائمة الدین ولا حول ولا قوة الا باللّٰه العلی العظیم اھ منه حفظه ربه مدنیه

؎۲ اعلم ان ما کان بسبب من غیرہ لابدّ ان یکون بعطاء غیرہ فان سببیة الغیر لا مدخل لها الا فی علوم الخلق وهی جمیعاً بعطاء اللّٰه تعالیٰ فالشیخ مثلا سبب فی التلمیذ والمعطی هو اللّٰه سبحٰنه فلا یتصور ما یکون بسبب غیرہ لا بعطاء غیرہ حتی یکون واسطة بین القسمین تتثبت اھ منه حفظه ربه جدیدہ

اس کے غیر کو اس میں کچھ دخل نہ ہو نہ یوں کہ غیر کی عطا سے ہو نہ یوں کہ غیر اس میں کسی طرح سبب پڑے۔ اور یا عطائی ہے جب کہ غیر کی عطا[1] سے ہو۔ پہلی قسم مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ خاص اُس کے غیر کے لئے محال ہے اور جو اس میں سے کوئی حصہ جہان بھر میں کسی کے لئے ثابت کرے اگرچہ ایک ذرہ سے کمتر سے کمتر وہ یقیناً مشرک ہے اور تباہ و برباد ہوا اور دوسری قسم مولیٰ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ خاص ہے۔ اللہ کے لئے ممکن نہیں اور جو اس طرح کا کوئی علم اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرے وہ کافر ہوا اور ایسی چیز لایا جو شرک اکبر سے بھی زیادہ خبیث وشنیع ہے اس لئے کہ مشرک تو وہ ہے جو اللہ کے برابر دوسرے کو جانے اور اس نے غیر خدا کو خدا سے برتر سمجھا کہ اس نے اپنے علم و ہنر کا فیض خدا کو پہنچا دیا۔ دوسری تقسیم یہ ہے کہ علم دو قسم کا ہے۔ ایک مطلق علم اور اس سے میری مراد وہ مطلق ہے جو علم اصول کی اصطلاح ہے جس کا ثابت کرنا کسی ایک فرد کا ثبوت چاہتا ہے اور نفی کرنا کل افراد کی نفی بتاتا ہے اور یہ مطلق یا تو فرد غیر معین ہے۔ یا نفس ماہیت جو کسی فرد میں ہو کر پائی جائے جیسا کہ اس کی تحقیق خاتمہ محققین حضرت والد ماجد قدس سرہ الماجد نے اپنی کتاب مستطاب اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد میں فرمائی تو قضیہ موجبہ یہاں موجبہ جزئیہ ہے کہ موجبہ کلیہ کو عام ہے اور قضیہ سالبہ سالبہ کلیہ ہے۔

دوسری علم مطلق[2] اور اُس سے میری مراد وہ ہے جو عموم و استغراق حقیقی کا مفاد ہے جس کا ثبوت نہیں ہوتا جب تک جملہ افراد موجود نہ ہوں اور صرف کسی ایک فرد کی نفی سے منتفی ہو جاتا ہے تو موجبہ یہاں کلیہ ہو گا اور سالبہ جزئیہ اور یہ علم کا تعلق دو وجہ پر ہوتا ہے ایک اجمال دوسرے تفصیل کہ جس میں ہر معلوم جدا اور ہر [illegible] دوسرے

---

[1] اور معطی وہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے تو [illegible] نہیں کہ جو سبب غیر ہو بعطائے غیر نہ ہو تا آنکہ دونوں قسموں کے درمیان واسطہ نکلے تو اسی پر جمے۔ ہو ۱۲ منہ حفظہ ربہ

[2] دیکھو ان کا رسالہ [illegible]

واحد منها مختص باللہ سبحٰنہ وتعالیٰ وهو العلم المطلق التفصیلی المدلول بقوله تعالیٰ وكان الله بكل شیٔ علیما فان ربنا تبارک وتعالیٰ یعلم ذاته الكریمة وصفاته الغیر المتناهیة والحوادث التی وجدت والتی توجد غیر متناهیة الی ابد الابد والممكنات التی لم توجد ولن توجد بل والمحالات باسرها فلیس شیٔ من المفاهیم خارجا عن علمه سبحانه و تعالیٰ بعلمها جمیعا تفصیلا تاما ازلا ابدا وذاته سبحانه وتعالیٰ غیر متناهیة وصفاته غیر متناهیات وكل صفة منها غیر متناهیة وسلاسل الاعداد[1] غیر متناهیة وكذا[2] ایام الابد

---

[1] اذا سئلنا عن ایام الابد وما ذکر بعدها هل یعلم المولیٰ سبحٰنہ وتعالیٰ عددها فان قیل لا فما اشنع هذا النفی وان قیل نعم لزم تناهی تلك الاشیاء لان العدد المعین لا یعرض الا للمتناهی لانه محصور بین حاصرین ولانه لا یزید علی ما قبله الا بواحد وكذا هو اعلیٰ ما قبله

وهکذا الی الواحد والزائد علی متناه بمتناه متناه بل یقال کما فی الفتاوے السراجیه ان المولیٰ سبحٰنہ وتعالیٰ یعلم ان لا عدد لها اقول وهذه رعایة ادب کما اشرت الیه والا فعلم عدد ما لا عدد له جهل یجب نفیه فلو اختیر الشق الاول لم یکن الا کقوله عزوجل ویقولون هؤلاء شفعاؤنا عند الله قل اتنبئون الله بما لا یعلم فی السمٰوات ولا فی الارض سبحٰنہ وتعالیٰ عما یشرکون ام منه حفظه جدیده

[2] بل اقول هذا المعلوم وحده من معلوماته سبحٰنہ غیر متناه فی غیر متناه فضلا عن المعلومات الاخر والیه اشرت بقولی سلاسل بالجمع وذلك لان واحد اثنین ثلاثة الخ غیر متناه وان اخذنا الافراد واحد ثلاثة خمسة الخ فغیر متناه وان اخذنا الازواج اثنین اربعة ستة الی اخره فغیر متناه وان اخذ من الواحد بفضل مثنیٰ واحد اربعة سبعة عشرة الخ فغیر متناه - ومن الاثنین

سے ممتاز ہو۔ یعنی عالم کو جتنی معلومات ہوں کل یا بعض، تو اس دوسری تقسیم میں
یہ چار قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور
وہ علم مطلق تفصیلی ہے جس پر یہ آیۂ کریمہ دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شے
کا جاننے والا ہے۔ اس لئے کہ ہمارا رب تبارک وتعالےٰ اپنی ذاتِ کریم
اور اپنی غیر متناہی صفتوں اور ان سب حادثوں کو جو موجود ہو لئے اور اُن کو جو
ابد کے ابد تک موجود ہوتے رہیں گے اور تمام ممکنات کو جو نہ کبھی موجود ہوئے اور
نہ کبھی موجود ہوں بلکہ تمام محالات کو بھی ان سب کو جانتا ہے تو تمام مفہومات میں
سے کوئی چیز علم الٰہی سے باہر نہیں اُن سب کو پوری تفصیل کے ساتھ جانتا ہے
ازل سے ابد تک اور اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ کی ذات غیر متناہی اور اس کی صفتیں
غیر متناہی اور ان میں ہر صفت غیر متناہی اور عدد کے سلسلے[1] غیر متناہی ہیں اور
ایسے ہی ابد کے دن اور اُس کی گھڑیاں اور اس کی آنیں اور جنت کی نعمتوں

---

[1] لطیفہ ایام ابد اور اُس کے مابعد کے مذکور کے متعلق جب ہم سے دریافت کیا کہ آیا مولیٰ عزوجل
اُن کا شمار جانتا ہے تو اگر نا کہا جائے تو کیسی سخت بدمزہ نفی ہے اور اگر ہاں کہا جائے تو ان
اشیاء کی تناہی لازم آئے کہ عدد معین عارض نہ ہوگا۔ مگر متناہی کو کہ وہ دو حدوں میں محدود ہے۔
نیز اس لئے کہ وہ اپنے پہلے سے صرف ایک عدد ہی زائد ہوگا اور یوں ہی وہ اپنے اگلے سے ایک تک
اور زائد تناہی پر بقدر متناہی، متناہی تو یوں کہا جائے گا جیسا کہ فتاوٰے سراجیہ میں ہے کہ
مولیٰ سبحٰنہٗ وتعالیٰ کو علم ہے کہ اس کے لئے کوئی عدد نہیں، میں کہتا ہوں یہ رعایت ادب ہے
جیسا کہ میں اس جانب اشارہ کر چکا۔ ورنہ جس کے لئے عدد نہیں اس کے لئے عدد جاننا جہل ہے
اور جہل کی نفی ضروری ہے تو پہلی شق اگر اختیار کی جائے تو نہ ہوگا مگر مثل ارشاد الٰہی جل علا "
کہتے ہیں۔ یہ ہیں ہمارے حمایتی اللہ کے پاس تم فرماؤ کیا خبر دیتے ہو اللہ کو اس کی کہ وہ نہیں
جانتے آسمانوں میں اور نہ زمین میں وہ پاک و برتر ہے شرک سے کہ وہ کرتے ہیں" اھ منہ غفرلہٗ عبدہٗ
[2] بلکہ میں کہتا ہوں یہی معلومات الٰہیہ سے غیر متناہی در غیر متناہی ہے جد ا بلکہ اس
کے دوسرے معلومات اور میں نے لفظ سلاسل بہ صیغہ جمع کہنے سے اُسی طرف اشارہ کیا اور

وساعاته وانا ته وكل نعيم من نعيم الجنة وكل عذاب من عقوبات جهنم وانفاس اهل الجنة واهل النار ولحاتهم

كذلك اثنين خمسة ثمانية احد عشر الخ نغير متناه او من الواحد بفصل ثلاثة ثلاثة واحد خمسة تسعة ثلاثة عشر الخ نغير متناه او من

الاثنين بفصل ثلث اثنين ستة عشرة اربعة عشر نغير متناه وهكذا بفصل الاعداد الغير المتناهية وكذا آن اخذ نا من كل عدد بضم مثله واحد اثنين اربعة ثمانية الخ نغير متناه او بضم مثليه واحد ثلاثة سبعة وعشرون الخ نغير متناه وكذا بثلاثة امثاله واربعة الى ما لا يتناهى وان شوتسنا ولم نراع نظاما فغير متناه فى غير متناه وان لم نراع الترتيب ايضا فغير متناه فى غير متناه وآن اخذنا الاموال واحد اربعة تسعة ستة عشر الخ نغير متناه والمكعبات واحد ثمانية سبعة وعشرين اربعة وستين الى اخره تذير متناه او اموال المال او اموال الكعب او كعوب الكعب الى ما لا يتناهى من القوى المتصاعدة فالكل غير متناه ويقابل كل ما ذكرنا سلاسل المتنازلات كالجذر وجزء الكعب وجزء مال المال الى ما لا نهاية له والكسور كالنصف والثلث والربع الى ما لا يتناهى والكل غير متناه و جميع تلك السلاسل الغير المتناهية فى غير المتناهية معلومات له سبحانه وتعالى ازلا ابدا تفصيلا تاما وما هى الا نوع واحد من انواع معلوماته الغير المتناهية فسبحان من جل عن ادراك العقول والافهام۔ وتعالى ان تصل الى سرادق عزه وجلاله التخيلات والاوهام۔ فله الحمد وعلى نبيه الكريم الصلاة والسلام عدد جميع معلومات ربنا ذى الجلال والاكرام اه منه حفظه ربه مكيه

سے ہر نعمت اور جہنم کے عذابوں سے ہر عذاب اور جنتیوں اور دوزخیوں کی سانسیں اور اُن کے پلک جھپکنا اور ان کی جنبشیں[1] اور ان کے سوا اور چیزیں یہ سب

بیوں کہ ۱۔۲۔۳۔ تا آخر غیر متناہی اور طاق اعداد ۱۔۳۔۵ تا آخریں تو بے نہایت اور جفت ۲۔۴۔۶ تا آخریں تو بے انتہا اور ایک سے چھوڑ کر لیے جائیں ۱۔۴۔۷۔۱۰ تا آخر تو بے نہایت یونہی دو سے ۲۔۵۔۸۔۱۱ تا آخر تو بے نہایت۔ یا ایک سے تین تین چھوڑ کر ۵۔۹۔۱۳ تا آخر تو بے نہایت یا دو سے تین تین کے فصل سے ۲۔۶۔۱۰۔۱۴۔ تو بے نہایت اور اسی طرح بفصل اعداد غیر متناہیہ اور یوں ہی ہر عدد سے اُسی جیسا ملا کر لیں ۱۔۲۔۴۔۸۔۱ لخ تو متناہی یا اس جیسے دو عدد ملا کر ۱۔۳۔۹۔۲۷۔۱ لخ تو نامتناہی اور ایسے ہی اس جیسے تین ملا کر یا چار تا بے نہایت۔ اور اگر انتشار کردیں اور کسی نظم خاص کی رعایت نہ کریں تو غیر متناہی اور غیر متناہی اور رعایت ترتیب نہ رکھیں تو بھی نامتناہی در نامتناہی اور اگر اموال لیں ۱۔۴۔۹۔۱۶۔۱ لخ تو نامتناہی اور مکعبات ۱۔۸۔۲۷۔۶۴ الیٰ آخرہ لیں تو نامتناہی اور اموال المال یا اموال الکعب یا کعب الکعب چڑھنے والی قوتوں میں سے تا بے نہایت لیں تو سب ہی نامتناہی اور ہر مذکورہ قوت متصاعدہ کے مقابل اترنے والی قوتوں کے سلسلے لیں۔ جیسے جذر اور جزر الکعب وجزر المال جس کی کوئی نہایت نہیں اور کسرین جیسے آدھا، تہائی، چوتھائی تا بے نہایت تو سب کے سب غیر متناہی اور سارے یہ سلسلے نامتناہی در نامتناہی۔ اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ کی معلومات میں داخل اور ازل تا ابد پوری تفصیل کے ساتھ شامل اور یہ صرف ایک ہی نوع ہے اس کے غیر متناہی الانواع معلومات میں سے تو پاک ہے وہ جسے ادراک نہیں کر سکتے عقول وافہام وہ بلند و برتر ہے اس سے کہ اس کے سراپردۂ عزت وجلالت تک رسائی پائیں تخیلات و اوہام۔ تو اسی کے لئے ہیں ساری خوبیاں اور اس کے نبی پر درود و سلام بے شمار بجمیع معلومات الٰہی پر ودگار ذی الجلال والاکرام ۱۲ امنہ غفرلہ مکیہ

[1] دیکھو ان اشیاء کو نامتناہی ہی ہے نے نہ کیا [illegible] کہ عدد مخلوق موجود [illegible] احاطہ نہیں کر سکتا۔ تم پر کھل جائے گا جھوٹ اس مفتری کا جس نے مجھ پر یہ کہنے کا افترا کیا کہ احاطہ علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوا ذات وصفات کے کچھ مستثنیٰ نہیں تو نساید عدد [illegible]

وحرکاتهم[ل] وغیر ذلك کلها غیر متناهٍ والکل معلوم للّٰه تعالیٰ ازلا ابدا باحاطة تامة تفصیلیة ففی علمه سبحٰنه وتعالیٰ سلاسل غیر المتناهیات بمرات غیر متناهیة بل له[۲] سبحانه وتعالیٰ فی کل ذرة علوم لا تتناهی لان لکل ذرة مع کل ذرة کانت اوتکون اویمکن ان تکون نسبة بالقرب والبعد والجهة مختلفة فی الازمنة باختلاف الامکنة الواقعة والممکنة من اول یوم الی مالا اخرله والکل معلوم له سبحانه وتعالیٰ بالفعل فعلمه عزجلاله غیر متناه فی غیر متناه فی غیر متناه کانه مکعب غیر المتناهی علی اصطلاح الحساب ان العدد اذاضرب فی نفسه کان مجذورا فاذا ضرب المجذور فی ذلك العدد کان مکعبا و هذا جمیعا واضح عند کل من له من الاسلام نصیب و معلوم ان علم المخلوق لا یحیط فی ان واحد بغیر المتناهی کما بالفعل تفصیلا تاما بحیث یمتاز فیه کل فرد عن صاحبه امتیازا کلیا فانه لا یکون الا باللحاظ الیه بخصوصه واللحاظات الغیر المتناهیة لا تتأتی فی ان واحد فعلم المخلوق الحاصل بالفعل وان کثر ما کثر حتی یشمل کل ما[ل] فی العرش

ف الرد علی غایة المعمول

[ل] انظرالی هذه الاشیاء التی عددتها مما لا یتناهی وتصریحاتی ان علم المخلوق لا یحیط بشیء من الامور الغیر المتناهیة بالفعل یظهر لك کذب من افتری علی القول بان احاطة علمه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم لا یستثنی منه شیٔ غیر ذاته تعالیٰ وصفاته فلعل الاعداد والایام والساعات والانات والنعیم والعقاب والانفاس واللمحات والحرکات کل ذلك عندهم ذات اللّٰه تعالیٰ او صفاته نسأل اللّٰه العافیة ام منه حفظه ربه جدید[۲]

غیر متناہی ہیں اور یہ سب اللہ تعالیٰ کو ازل و ابد میں پوری تفصیلی احاطہ کے ساتھ معلوم ہیں تو اللہ تعالیٰ کے علم میں غیر متناہی کے سلسلے غیر متناہی بار ہیں۔ بلکہ[1] اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے لئے ہر ہر ذرہ میں غیر متناہی علم ہیں۔ اس لئے کہ ہر ذرہ کو ہر ذرہ سے جو ہو گزرا یا آئندہ ہوگا یا ممکن ہے کہ ہو کوئی نہ کوئی نسبت قرب و بعد و جہت میں ہوگی جو زمانوں میں بدلے گی ان مکانوں کے بدلنے سے جو واقع ہوئے یا ممکن ہے روز اول سے زمانہ نا محدود تک اور یہ سب اللہ عزوجل کو بالفعل معلوم ہیں تو مولیٰ تعالیٰ کا علم غیر متناہی در غیر متناہی در غیر متناہی ہے گویا وہ اہلِ حساب کی اصطلاح پر غیر متناہی کی تیسری قوت ہے جسے مکعب (یا کعب) کہتے ہیں۔ عدد جب اپنے نفس میں ضرب دیا جائے تو یہ مجذور ہوا اور جب مجذور کو اسی عدد میں ضرب دو تو مکعب ہوا اور یہ سب باتیں روشن ہیں ہر اس شخص کے نزدیک جو اسلام میں حصہ رکھتا ہے اور معلوم ہے کہ کسی مخلوق کا علم آن واحد میں غیر متناہی بالفعل کو پوری تفصیل کے ساتھ کہ ہر فرد دوسرے سے بروجہ کامل ممتاز ہو محیط نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ امتیاز جب ہی ہوگا کہ ہر فرد کی جانب خصوصیت کے ساتھ لحاظ کیا جائے اور غیر متناہی لحاظ ایک آن میں نہیں حاصل ہو سکتے۔ تو مخلوق کا علم اگرچہ کتنا ہی کثیر و بسیار ہو یہاں تک کہ عرش و فرش میں

جو [illegible] نہیں نعیم جنت و عذاب دوزخ اور سانسیں پل جنبشیں سب اس کے نزدیک ذات صفات الٰہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہم طالبِ عافیت ہیں۔ ۱۲ منہ غفرلہ جدیدہ

[1] للہ الحمد یہ میں نے خود اپنی طرف سے اپنی قوت ایمانی سے لکھ دیا تھا پھر میں نے تفسیر کبیر میں اس کی تصریح دیکھی کہ زیر آیۂ کریمہ وکذلک نری ابراھیم فرماتے ہیں میں نے والد مرحوم حضرت امام عمر ضیاء الدین کو فرماتے سنا کہ میں نے سنا حضرت ابوالقاسم انصاری فرماتے تھے کہ میں نے امام الحرمین کو فرماتے سنا کہ معلومات الٰہیہ سب غیر متناہی ہیں اور ان معلومات میں سے بھی ہر ہر فرد کے متعلق غیر متناہی معلومات ہیں اس واسطے کہ جوہر فرد کا بدل بدل کر بے نہایت حیزوں میں پایا جانا ممکن اور اس کا بدل بدل کر غیر متناہی صفتوں سے متصف ہونا بھی ممکن الخ فرمایا اور حاصل ہونا معلومات غیر متناہیہ کا بدفعہ واحدہ عقول خلق میں محال ہے تو اب ان معلومات کے حاصل کرنے

(حاشیہ پر ہاتھ سے: الرد علی فاتح العلوم)

والفرش من اول یوم الی الیوم الاخر والوف الاف امثال ذلک لا یکون قط[1] الا متناهیا بالفعل لان العرش والفرش حدان حاصران واول یوم الی الیوم الاخر حدان اخران وما کان محصورا بین حاصرین لا یکون الا متناهیا نعم یصح فیہ عدم التناهی بمعنی لا تقف عند حد وھذا محال فی اللہ سبحانہ وتعالی

---

[1] الحمد للہ ھذا الذی کتبتہ من عندی ایمانا بربی ثم رایت التصریح بہ فی التفسیر الکبیر اذ یقول تحت کریمۃ وکذلک نری ابراھیم سمعت الشیخ الامام الوالد عمر ضیاء الدین رحمہ اللہ تعالی قال سمعت الشیخ ابا القاسم الانصاری یقول سمعت امام الحرمین یقول معلومات اللہ تعالی غیر متناھیۃ ومعلوماتہ فی کل واحد من تلک المعلومات ایضا غیر متناھیۃ وذلک لان الجوھر الفرد یمکن وقوعہ فی احیاز لا نھایۃ لھا علی البدل ویمکن اتصافہ بصفات لا نھایۃ لھا علی البدل الخ قال وحصول المعلومات التی لا نھایۃ لھا دفعۃ واحدۃ فی عقول الخلق محال فاذن لا طریق الی تحصیل تلک المعلوت الا بان یحصل بعضھا عقیب بعض لا الی نھایۃ ولا الی اخر فی المستقبل فلھذا السبب واللہ تعالی اعلم لم یقل وکذلک اریناہ ملکوت السموات والارض بل قال وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض وھذا ھو المراد من قول المحققین السفر الی اللہ لہ نھایۃ واما السفر فی اللہ فانہ لا نھایۃ لہ واللہ تعالی اعلم اھ ١٢ منہ حفظہ ربہ مدنیہ

[2] قال العلامۃ الشھاب رحمہ اللہ تعالی تحت قولہ تعالی اعلم غیب السموات والارض واعلم ما تبدون وما کنتم تکتمون قال الطیبی رحمہ اللہ تعالی معلومات اللہ تعالی لا نھایۃ لھا وغیب السموات والارض وما یبدونہ وما یکتمونہ قطرۃ منہ ١٢ منہ جدیدہ

[3] قولہ قط الا متناھیا بالفعل انظر الی ھذہ التصریحات الجلیۃ وقد تکررت فی ھذا المبحث ان علم المخلوق لا یحیط بغیر المتناھی بالفعل واذا اذن قد فریۃ من افتروا علی القول باحاطتہ جمیع المعلومات التی لا تتناھی فالذی رد رد اصریحا بالغا علی حصول علم واحد من غیر المتناھیات

سے روز آخر تک اور اس کے کروروں مثل سب کو محیط ہوجائے جب[عہ] بھی نہ ہوگا مگر محدود بالفعل اس لئے کہ عرش و فرش دو کنارے گھیرنے والے ہیں اور روز اول سے روز آخر تک یہ دوسری دو حدیں ہوئیں اور جو چیز دو گھیرنے والوں میں گھری ہو وہ نہ ہوگی مگر متناہی۔ ہاں علم مخلوق میں بایں معنی غیر متناہی ہونا ٹھیک ہوسکتا ہے کہ آئندہ کسی حد پر اس کی روک نہ کردی جائے (ہمیشہ بڑھتا رہے) اور بایں معنی لا متناہی اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے علم میں محال ہے اس واسطے کہ اس کے علم اور اس کی سب صفتیں تو

کوئی سبیل نہیں الا یہ کہ بعض بعد بعض کے حاصل ہوں نہ نہایت تک اور نہ دوسرے تک مستقبل میں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اسی سبب سے (اور اللہ خوب جاننے والا ہے) نہ فرمایا وکذالک اریناہ ملکوت السموات والارض بلکہ فرمایا "وکذالک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض" اور یہی مراد ہے قول محققین سے کہ السفر الی اللہ لہ نہایۃ (یعنی اللہ کی جانب سفر کی نہایت ہے) اما السفر فی اللہ فانہ لانہایۃ لہ (لیکن سفر فی اللہ اس کی کوئی نہایت نہیں) واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ مدینہ

لہ فرمایا علامہ شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ نے زیر آیت "اعلم غیب السموات والارض واعلم ما تبدون وما کنتم تکتمون" کہ فرمایا علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہ معلومات الٰہی بے نہایت ہیں اور سموات والارض کے غیوب اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں اور جو وہ چھپاتے ہیں اس کا ایک قطرہ ہے۔ ۱۲ منہ جدیدہ۔

عہ قولہ فقط الا متناھیا بالفعل الخ دیکھو یہ روشن تصریحیں اور وہ بھی بار بار اسی مبحث میں آئیں کہ مخلوق کا علم غیر متناہی بالفعل کا احاطہ نہیں کر سکتا اور اب انداز مفتریوں کے اس افترا کے مرتب کا کرو جنھوں نے مجھ پر اس کہنے کا بہتان باندھا کہ مخلوق کا علم جمیع معلومات غیر متناہیہ کو محیط ہے تو جس نے صریح رد بلیغ کیا ہو غیر متناہی بالفعل میں سے مخلوق کے لئے ایک علم کے بھی حاصل ہونے کا وہ کیونکر جمیع کے احاطہ کا قول کرے گا۔ اے کاش کہ انھوں نے سب سے یہ کہا ہوتا کہ میرے رسالہ میں نہیں یا ہاں کسی طرح کا اس مسئلہ سے مطلق تعرض نہ ہوتا تو اس وقت اس کی نسبت اگر ہوتی تو محض افترا ہی ہوتی۔ لیکن اب کہ میں اس

بالفعل للمخلوق كيف يقول باحاطة الجميع و ياليتهم تالوه ان لم يكن فى رسالتى
تعرض لهذه المسألة نفيا ولا اثباتا فما كانت نسبة اذ ذاك الا فرية اما وانا
صرحت بنفيه فى مواضع عديدة فالنسبة اذن مركبة من الفرية و العناد
والمكابرة واللداد - ولكن لا غرو اذ جلبت على ايدى الوهابية اهل الفساد
فانهم متعودون بامثال هذه الشنائع وهى عندهم من احسن البضائع
فظهر ان كل ما تكلمت به الرسالة على احاطة علم الخلق بما لا يتناهى
بالفعل نداء من بعيد ورد على وهم ما تصورته بل هى صورته
نسأل الله العفو والعافية
ام منه حفظه ربه جديدة

لان علومه وصفاته جميعا متعالية عن الحد فحصل ان اللا
تناهى الكلى مخصوص بعلوم الله تعالىٰ واللا تقفى مختص بعلوم
عباده ولا يحصل الاول لغيره اقول ولو قطعنا فيه النظر عما
مر لكفى برهانا عليه قوله تعالىٰ وكان الله بكل شئ محيطا و
ذلك ان ذاته تعالىٰ غير متناهية فلا يمكن لاحد من خلقه ان
يعلمها كما هو بحيث يصح ان يقال الان عرف الله تعالىٰ عرفانا تاما لم
يبق بعده فى المعرفة شئ فانه لو كان كذا لاحاط ذلك العلم
بذاته تعالىٰ فكان تعالىٰ محاطا له وهو متعالٍ عن ان يحيط
به احد بل هو بكل شئ محيط وانما يتفاضل العلماء بالله من
الانبياء والاولياء والصلحاء والمسلمين فى علمهم بالله فلا يزالون
يزدادون علما بعد علم الى ابد الاباد ولا[1] يقدرون من علمه
الا على القدر المتناهى ويبقى ابدا فيه ما لا يتناهى فثبت ان

---

[1] قوله ولا يقدرون من علمه الخ   عجبا ممن سمع هذا
ثم احتج لتنقيص علمه صلے الله تعالىٰ عليه وسلم بحديث الشفاعة فارفع

توپیدا ہونے سے برتر ہیں تو ثابت ہوا کہ غیر متناہی بالفعل ہونا اللہ تعالیٰ ہی کے علموں سے خاص ہے اور وہ عدم متناہی کہ بڑھنا کسی حد پر نہ رکے اس کے بندوں کے علم سے خاص ہے اور پہلا اس کے غیر کے لئے حاصل نہ ہوگا۔ **اقول:** اور اگر ہم تمام تقریر سے قطع نظر بھی کریں تو اس پر دلیل قاطع ہونے کے لئے یہ آیۂ کریمہ ہی بس ہے کہ اللہ ہر شے کو محیط ہے، اس لئے کہ ذات الٰہی محدود نہیں تو اس کی مخلوق میں کسی کو ممکن نہیں کہ اللہ عزوجل کو جیسا وہ ہے بتمام وکمال ایسا پہچان لے کہ یہ کہنا صحیح ہو جائے کہ اب اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو گئی، جس کے بعد اس کی معرفت سے کچھ باقی نہ رہا اس لئے ایسا ہوتا تو یہ علم اللہ عزوجل کی ذات کو محیط ہو جاتا تو اللہ عزوجل اس کے احاطہ میں آجاتا اور وہ برتر ہے کہ اسے کوئی چیز احاطہ کرسکے بلکہ وہی ہر چیز کو محیط ہے اور اللہ عزوجل کو جاننے والے انبیا اور اولیا اور صالحین اور مومنین ان میں جو باہم مراتب کا فرق ہے وہ اللہ تعالیٰ کو جاننے ہی میں فرق کی بنا پر ہے (جو جتنا زیادہ جانتا ہے اتنا ہی زیادہ اس کا مرتبہ ہے) تو ہمیشہ ابدالآباد تک انھیں علم پر علم بڑھتا رہے گا اور کبھی اس کے علم میں سے قادر[1] نہ ہوں گے مگر قدر متناہی پر

کی نفی متعدد مواقع میں صراحۃً کرچکا تو اس کا منسوب کرنا مرکب ہے افترا و عناد و ہٹ دھرمی اور سخت خصومت سے لیکن اس کا کوئی اچنبھا نہیں کہ مفسد وہابیہ کے ہاتھوں ہوا کیونکہ وہ تو ایسی بہت سی اشاعتوں کے خوگر ہیں اور یہی ان کے پاس بہترین پونجی ہے تو کھل گیا کہ سالے نے جو کچھ علامہ علم خلق غیر متناہی بالفعل کے متعلق کلام کیا بےدور کی بیکار ہے اور اس وہم کا رد ہے جس کا اُس نے تخیل کیا بلکہ جس کی تصویر کشی خود اسی نے کی تھی۔ میں خدا سے طالب عفو وعافیت ہوں ۱۲ منہ جدید

[1] قولہ ولا یقدرون من علمہ الخ عجب اس سے جس نے یہ سنا پھر استناد کیا تنقیص علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے حدیث شفاعت سے "تو میں سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی حمد وثنا ایسی تحمید سے کروں گا جسے میرا رب مجھے سکھائے گا" تو کہا رص ۲ پر یہ ناطق ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں وہ سکھائے گا جس کا انھیں اس سے پہلے علم نہ تھا اور یہ احاطۂ مذکورہ کو باطل کر دیتا ہے۔ ۱۲ منہ

راسی فا ثنی علی ربی بثناء و تحمید یعلمنیہ قال فھذا ناطق بان اللہ یعلمہ
حینئذ ما لم یعلمہ قبل ذلک من الثناء وھذا یبطل الاحاطۃ المذکورۃ
وقد کان سمع قولنا من قبل ان ذاتہ سبحٰنہ وتعالیٰ غیر متناھیۃ و
صفاتہ غیر متناھیات وکل صفۃ منھا غیر متناھیۃ وان الغیر المتناھی بالفعل
مطلب: لایمکن لجمیع علوم المخلوقین نسبۃ ما فی الکم ایضا الی علم الخالق علے
ان لا کم لعلمہ تعالےٰ

احاطۃ احد من الخلق بمعلومات اللہ تعالیٰ علی جھۃ التفصیل
التام محال شرعا وعقلا بل لو جمع علوم جمیع العٰلمین اولا و اخرا

لا یتعلق بہ علم المخلوق فعلمہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فی الاخرۃ بصفات اخر للہ تعالیٰ لم یعلمھا من قبل کیف یقدح
فی الاحاطۃ المذکورۃ فاستشعر ورود ذلک فاجاب بانہ۔ ان کان مرادک
انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ینطق حینئذ بکلام یدل علی کنہ ذات اللہ
تعالیٰ وحقیقۃ صفاتہ فھذا لا یصح واطال فی بیانہ بلا طائل اذ ھی
مسألۃ مسلمۃ قد صرحنا بھا قال وان کان مرادک غیر ذلک ثبت
بطلان الاحاطۃ المذکورۃ اھ فانظر الی ھذا الذی یزعم ان اللہ مع
جمیع صفاتہ داخل فی ما کان من اول یوم و یکون الی الیوم الاخر و
محصور مثبت فی اللوح ولیس خارجا عنہ الا کنہ الذات وحقیقۃ
الصفات فاذا علم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من ذاتہ وصفاتہ
فی الاخرۃ علما جدیدا لم یعلمہ فی الدنیا فلا یخلو عن احد امرین اما
ان یعلم کنہ اللہ تعالیٰ وکنہ صفاتہ اذ ھو الذی کان خارجا عن اللوح
المحفوظ اولا یکون علمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محیطا فی الدنیا
بما حصر فی اللوح ولم یدر ان اللوح لا یحصر الا المتناھی والعلوم المتعلقۃ
بذاتہ وصفاتہ تعالیٰ غیر متناھیۃ والانبیاء یزدادون فیہ علما الی الابد
ولا یحصل لھم فی شیء من الاوقات الا المتناھی والمتناھی لا یکون کنہ
غیر المتناھی فلا یلزم شیء من المحذورین ولکن عدم التدبر یکون غطاء
العین۔ نسأل اللہ السلامۃ فی الدارین۔ امین ۱۲ منہ حفظہ ربہ
تعالیٰ جدیدہ

اور ہمیشہ معرفت الٰہی سے غیر تناہی باقی رہے گا تو ثابت ہوا کہ جمیع معلومات الٰہیہ کو پوری تفصیل کے ساتھ کسی مخلوق کا محیط ہو جانا عقلاً اور شرعاً دونوں طرح محال ہے بلکہ اگر تمام اولین و آخرین سب کے علوم جمع کر لئے جاتیں تو ان کے مجموعہ کو علوم الٰہیہ سے اصلا کوئی نسبت نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ نسبت بھی نہیں ہو سکتی جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں میں سے ایک حصہ کو دس لاکھ سمندروں سے اس واسطے کہ بوند کا یہ حصہ بھی محدود ہے اور وہ دریائے ذخار بھی متناہی ہیں اور متناہی کو متناہی سے ضرور کوئی نسبت ہوتی ہے، اس لئے کہ ہم بوند کے اس حصہ کے برابر کیے بعد دیگرے ان سمندروں میں

اور یقیناً وہ پہلے سُن چکا تھا ہمارا یہ قول کہ ذات الٰہی غیر متناہی ہے اور اس کی صفات نامتناہی ہیں اور ہر صفت اس کی نامتناہی ہے اور بلا شبہہ غیر متناہی بالفعل سے متعلق نہیں ہوتا علم مخلوق تو ان کا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آخرت میں دوسری صفات الٰہی کا جاننا جنھیں پہلے سے نہ جانتے تھے احاطہ مذکور میں کیا قدح کرتا ہے اس اعتراض پڑنے کو سمجھا تو اس کا جواب یوں دیا کہ اگر تمھاری مراد یہ ہے کہ وہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس وقت ایسے کلام سے تکلم فرمائیں گے جو کنہ ذات الٰہی اور اس کی حقیقت صفات پر دلالت کرے گا تو یہ صحیح نہیں اور اس میں بے فائدہ طوالت کی یہ تو مسئلہ مسلمہ ہے اس کی تصریح ہم کر چکے۔ کہا" اور اگر تمھاری مراد اس کے ماسوا ہے تو بطلان احاطہ مذکور ثابت ہو گیا" تو دیکھو اس شخص کو جس کا زعم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی جمیع صفات کے ساتھ ما کان یعنی جو پہلے دن سے ہو لیا اور ما یکون جو پچھلے دن تک ہوگا، میں داخل و محدود و لوح محفوظ میں مکتوب ہے اور اس سے باہر صرف کنہ ذات و حقیقت صفات ہے تو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ذات و صفات سے کوئی نیا علم آخرت میں پایا کہ جسے وہ دنیا میں نہ جانتے تھے تو دو امر سے خالی نہیں یا وہ کنہ ذات و صفات الٰہی جانتے تھے کیونکہ وہی لوح محفوظ سے خارج ہے یا ان کا علم محیط نہ تھا دنیا میں اس شئے کو جو لوح محفوظ میں محصور ہے اور یہ نہ جانا کہ لوح میں محصور متناہی ہی ہے اور علوم متعلقہ بذات و صفات نامتناہی ہیں اور اس میں انبیا کے علوم تا ابد زیادہ ہوتے رہیں گے اور انھیں کبھی کسی وقت حاصل نہ ہوگا۔ مگر متناہی اور نامتناہی کبھی تناہی نہ ہوگا تو دونوں محذوروں میں کچھ لازم نہیں آتا لیکن نافہمی ہوتی ہے آنکھ کا حجاب و پردہ میں اللہ سے خواستگار رہوں دارین میں سلامتی کا الٰہی ایسا ہی کر ۱۲ منہ غفرلہ جدیدہ

لما كانت لها نسبة ما اصلا الی علوم اللہ سبحانہ وتعالٰی حتی کنسبة حصة من الف الف حصة قطرة الی الف الف بحر و ذلك لان تلك الحصة من القطرة متناهية وتلك البحار الزواخر ایضا متناهیات ولابد للمتناهی من نسبة الی المتناهی فانا لو اخذنا امثال تلك الحصة من البحار مرة بعد اخری لابد ان یاتی علی البحار یوم تنفد وتفنی لتناهیها اما غیر المتناهی فکل ما اخذت منہ امثال المتناهی وان کان بالغا فی الکبر ما بلغ کان الحاصل متناهیا ابدا والباقی فیہ غیر متناہ ابدا فلا یمکن حصول نسبة ابدا هذا[1] هو ایماننا باللہ۔

---

[1] قولہ۔ هذا هو ایماننا باللہ من تامل کل ما تقدم فی هذا المبحث لاسیما هذہ الکلمات الاخیرة من قطع النسبة بین علم الخالق والمخلوق ایقن انہ قد کذب واللہ وافتری من نسب الی بریٔ منہ ادعاء المساواة بینهما وان لا فرق الا بالقدم والحدوث نعم مع ذلك لانحب اکفار من یقول بہ کما زعم فی الموضوعات وذلك لان من العرفاء من نقل عنہ ما یذهب الی هذا وهو سیدی ابو الحسن البکری قدس سرہ ومن تبعہ قال الشیخ العلامة العشماوی رحمہ اللہ تعالٰی فی شرح صلاة سیدی احمد البدوی الکبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ ما نصہ وفی کلام العلامة عمر الحلبی وقد سئل

مطلب: الکلام علی مقالة سیدی ابی الحسن البکری انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یعلم جمیع علم اللہ تعالٰی

عن مقالة سیدی محمد البکری المذکور وهی ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یعلم جمیع علم اللہ تعالٰی ما حاصلہ مقالة الشیخ هذہ صحیحة اذ یجوز ان اللہ تعالٰی یهبہ علمہ ویطلعہ علیہ ولا یلزم من ذلك ان یدرك محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ مقام الربوبیة اذ العلم المذکور ثابت اللہ تعالٰی بذاتہ وللمصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ

ت انی لیتے جائیں تو ضرور ان سمندروں پر ایک دن وہ آئے گا کہ ختم و فنا ہو جائیں کہ آخر متناہی ہیں لیکن غیر متناہی میں سے کتنے ہی بڑے متناہی حصے کے امثال لیتے چلے جاؤ تو حاصل ہمیشہ متناہی ہی ہوگا اور اس میں ہمیشہ غیر متناہی باقی رہے گا تو کبھی کوئی نسبت حاصل نہیں ہو سکتی یہ[1] ہے ہمارا ایمان اللہ عزوجل پر۔

---

[1] قولہ ہذا ہوا یمانُنا باللہ جس نے اس بحث کے گزشتہ سارے مضامین میں فکر و تامل کام لیا خصوصًا ان پچھلے کلمات میں کہ "علم خالق و علم مخلوق میں قطعًا کوئی نسبت نہیں" وہ یقین کرے گا کہ بلاشبہ خدا کی قسم دروغ بانی و افترا پردازی کی جس نے منسوب کیا ایسے کی طرف جو اس سے بری ہے جھوٹے دعوی مساوات علم خالق و علم مخلوق کو اور یہ کہ فرق محض قدم و حدوث کا ہے۔ ہاں باوجود اس کے ہم تکفیر اس کی پسند نہیں کرتے جو اس کا قائل ہو جیسا کہ موضوعات میں ہے۔ کیونکہ بعض عارفین سے ادھر جاتا ہوا ارشاد منقول ہے اور وہ سیدی ابو الحسن بکری قدس سرہ اور ان کے اتباع ہیں فرمایا علامہ شیخ عشماوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے شرح صلاۃ سید احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جس کی عبارت یہ ہے کلام علامہ عمر حلبی میں ہے۔

مطلب :- اس ارشاد حضرت سیدی ابو الحسن بکری پر کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جمیع علم الٰہی کے عالم ہیں کلام

سیدی محمد بکری مذکور کے ایک قول سے سوال ہوا اور وہ یہ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سارے علم الٰہی کا علم تھا کلام علامہ عمر حلبی کا محصل یہ ہے کہ یہ ارشاد سیدی محمد بکری کا صحیح ہے اس لیے کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور پر فرما دے انھیں اپنا کل علم اور انھیں اس پر مطلع فرما دے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقام ربوبیت تک پہنچ جائیں اس لیے کہ علم مذکور اللہ تعالیٰ کے لیے بالذات ثابت ہے اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے تعلیم الٰہی سے اھ پھر علامہ عشماوی نے فرمایا مجھ سے ذکر کیا میرے بعض احباب نے کہ جب ہم کہیں گے کہ وہ ہر شے کو جانتے ہیں تو لازم آئے گی مساوات علم نبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے تعلیم الٰہی سے اھ پھر علامہ عشماوی نے فرمایا مجھ سے ذکر کیا میرے بعض احباب نے کہ جب ہم کہیں گے کہ وہ ہر شے کو جانتے ہیں تو لازم آئے گی مساوات علم نبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی علم الٰہی سے تو میں نے جواب دیا کہ اس سے یہ کچھ نہیں لازم آتا کہ یہ علم اللہ تعالیٰ کے لیے اصالتًا ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے تبعًا۔ فرمایا تو اسے یہ جواب خوش آیا

واليه اشار الخضر اذ قال لموسى عليهما الصلوٰة والسّلام فى نقرة
العصفور من البحر ما قال فهذا قسم مختص بالله تعالىٰ اما
الثلثة البواقى اعنى العلم المطلق الاجمالى ومطلق العلم
الاجمالى والتفصيلى فغير مختصات به تعالىٰ بل ان اخذنا

وسلم بتعليم الله تعالىٰ اياه اه ثم قال اعنى العشماوى وقد ذكر لى
بعض الاصحاب انه يلزم ان يساوى علمه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم
علم الله تعالىٰ اذا قلنا انه يعلم كل شئ فاجبته انه لا يلزم شئ من ذلك
لان ذلك لله تعالىٰ بالاصالة. وله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بالتبعية قال
فاعجبه هذا الجواب واستحسنه اه وقد اشار الى قول سيدى ابى الحسن
قدس سره ذا الشيخ عبد الحق المحدث الدهلوى فى مدارج النبوة
فلم يكن بعد ذا الله تعالىٰ ولم يبذل ولا ولا بل عبر عنه ببعض العرفاء واغ
قال هذا الكلام بظاهره يخالف كثيرا من الادلة فالله اعلم ماذا اراد به
قائله اه بالمعنى وسيأتيك فى النظر الثانى التنصيص بان ادعاء احاطة
علومه صلى الله تعالىٰ وسلم بجميع معلومات الالٰهية خطأ باطل ولكن
الرزيه كل الرزيه ممن يرى كل هذا ثم يفترى وعلى مثل الكذب الصريح
يجترئ ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم

ويهون الامران منشأ هذه الفرية هم الوهابية خذلهم الله تعالىٰ وهم
على الله ورسوله يفترون فمن بقى وعمن يفترون نسأل الله العفو
والعافية فان قلت الريقل فى الموضوعات من اعتقد تسوية علم الله و
رسوله يكفر اجماعا كما لا يخفى اه **اقول** ان اراد التسوية من كل
وجه فنعم اذ يلزم قدم غيره تعالىٰ وغناه عنه عز وجل كما عرفت مما
ذكرنا من الفروق ولا يمس قول هؤلاء العرفاء لما سمعت من كلماتهم
فهذا لا يقول به مسلم ولا من يقول به مسلم وان اراد مجرد التسوية
فى المقدار كما هو ظاهر كلامه حيث بناه على زعم ابن القيم ان الذين سماهم
بغاة غلاة عندهم ان علم رسول الله منطبق على علم الله سواء بسواء فكل
ما يعلم الله يعلم رسوله اه فلا وجه للاكفار فانه لم يرد نص قط فضلا عن

اور اسی طرف حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارہ فرمایا اپنے اس قول میں جو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا جس وقت چڑیا نے سمندر سے ایک چونچ بھر کر پانی لیا تو یہ قسم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ رہی باقی تین قسمیں یعنی علم مطلق اجمالی او مطلق علم اجمالی اور تفصیلی یہ قسمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ خاص نہیں۔

بلکہ اگر اجمال کو ہم مرتبہ بشرط لاشے میں لیں یعنی وہ جس میں ایک معلوم دوسرے سے پورے طور پر ممتاز نہ ہو جب تو اجمالی کی دونوں قسمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے محال ہوں گی اور بندوں کے ساتھ ان کا خاص ہونا واجب ہوگا، علم مطلق اجمالی کا بندوں کے لئے حاصل ہونا عقلاً بدیہی اور ضروریات دین سے ہے۔ اس لئے کہ ہم ایمان لائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر شے جانتا ہے تو ہر شے کہنے میں ہم نے جمیع معلومات الٰہیہ کا لحاظ کر لیا اور ان سب کو ایک اجمالی طور پر جان لیا تو جو اپنے لئے ثابت نہ جانے وہ اپنے نفس سے اس آیت پر

اور اسے دل سے چاہا اھ اور اس قول ابو الحسن بکری قدس سرہ کی طرف شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں ارشاد فرمایا تو نہ تکفیر کی نہ تضلیل نہ اور کچھ کہا بلکہ انھیں بعض عرفا سے تعبیر کیا، صرف اتنا ہی فرمایا کہ یہ کلام بظاہر بکثرت دلائل کے خلاف ہے تو اللہ زیادہ جاننے والا ہے کہ اس سے قائل کی کیا مراد ہے اھ بالمعنی اور ابھی آتی ہے نظر ثانی میں تصریح صریح کہ یہ دعوی کہ حضور کے علوم محیط ہیں جمیع معلومات الٰہیہ کو خطا ہے باطل ہے، لیکن عیب اور سخت عیب یہ کہ وہ شخص جو یہ سب کچھ دیکھتا ہے اور پھر افترا کرتا ہے ایسے صریح جھوٹ پر جرأت کرتا۔ اور نہیں نیکی کی قوت اور بدی سے بچنے کی طاقت مگر اللہ عظمت والے برتر کی توفیق سے اور کام سبک وآسان کر دیتا ہے یہ کہ یقیناً اس افترا کا منشا وہی وہابی ہیں اللہ انھیں رسوا کرے اور وہ تو اللہ ورسول پر افترا کرتے ہیں تو اور کون بچ رہا اور کس کے بارے میں سستی کریں گے ہم اللہ سے طالب عفو وعافیت ہیں اگر تم کہو کیا موضوعات میں نہیں کہا کہ جو علم الٰہی وعلم رسالت پناہی میں برابری کا اعتقاد کرے بالاتفاق کافر ہے جیسا کہ مخفی نہیں اھ میں کہوں گا اگر ہر طرح کی برابری مراد ہے تو ہاں کہ غیر خدا کا قدیم ہونا اور اس سے اس کا بے پرواہ ہونا لازم آئے گا جیسا کہ ان فرقوں سے جو ہم بیان کر آئے تمہیں معلوم ہو چکا۔ اور ان عرفا کے کلام سے اسے لگاؤ نہیں کیونکہ ان کے کلمات تم سن چکے تو یہ کوئی مسلمان نہ کہے گا ورنہ جو

الاجمال علی جھة شرط لاشئ ای ما لایمتا ز بیه بعض المعلومات عن البعض امتیازا کلیا استحال انیکون الاجمالیان له سبحانه وتعالیٰ ووجب اختصاصهما بالعباد اما المطلق الاجمالی فحصوله للعباد بدیهی عقلا وضروری دینا فانا اٰمنا انه تعالی بکل شئ علیم قد لاحظنا بقولنا کل شئ جمیع معلومات الله سبحانه وتعالیٰ فعلمنا ها جمیعا علما اجمالیا ومن نفاه عن نفسه فقد نفی عنه الایمان بهذه الاٰیة فاعترف بکفره والعیاذ بالله تعالیٰ ومعلوم ان ثبوت العلم المطلق الاجمالی ثبوت مطلق العلم الاجمالی وا التفصیلی منه کذلك فانا اٰمنا بالقیٰمة وبالجنة وبالنار وبالله تعالیٰ وبالامهات السبع من صفاته عزوجل وکل ذلك غیب وقد علمنا کلا بحیاله ممتازا عن غیره فوجب

القطعی الضروری ان الاعلام الا لهی عن بعض العلوم محجور بل الله علی کل شئ قدیر وحصر علم فی الله تعالیٰ لا ینفیه عن عباده

بعطائه ومداده کما سیأتی ولواتی الا کفار

من هذا الباب لزم والعیاذ بالله تعالیٰ کفار العلماء والاولیاء القائلین بانه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اعطی علم الساعة وامر بکتمها کما سیتبین لك وهذا الناقل عن الموضوعات اعترف بنفسه فی آخر رسالته ان من المتاخرین والصوفیة من ذهب الی اعطاء الخمس ثم لم یکفرهم ولاصرح بتضلیلهم اما عدم الاحاطة بغیر المتناهی فمسألة عقلیة لیس علیها من الشرع دلیل ولیس انکار کل مسألة عقلیة کفرا ما لم یکن فیه انکار شئ من الدین بل قد رأیت فی کلام امام الحقائق سیدی محی الدین رضی الله تعالیٰ عنه تجویز حصول ذلك لکن لم یجزم به واما العلم بکنهه تعالیٰ فقد اختلفوا فی جوازه ونسب فی شرح المواقف منعه الیٰ بعض اصحابنا کالغزالی وامام الحرمین قال ومنهم من توقف کالقاضی ابی بکر بل قال کثیر من اصحابنا بوقوعه کما

ایمان کی نفی کرتا ہے تو خود اپنے کفر کا مقر ہوا اور اللہ کی پناہ اور معلوم ہے کہ جب علم مطلق اجمالی بندوں کے لئے ثابت ہوا تو مطلق علم اجمالی اپنے آپ ثابت ہو گیا اور اسی طرح مطلق علم تفصیلی اس لئے کہ ہم قیامت وجنت ونار اور اللہ تعالیٰ اور اس کی صفتوں میں سے ساتوں صفات اصول پر ایمان لائے اور یہ سب کا سب غیب ہے اور ان میں ہر ایک ہم نے علیحدہ علیحدہ دوسرے سے ممتاز پہچانا تو واجب ہوا

کہ مسلمان ہوگا اور اگر محض برابری مقدار میں مراد ہے جیسا کہ وہ ظاہر کلام ہے کیونکہ اس کی بنا انھوں نے ابن تیمیہ کے زعم پر رکھی اس لئے کہ وہ لوگ جن کا اس نے اپنے غلو سے غلاۃ نام رکھا ہے ان کے نزدیک یہ ہے کہ علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منطبق ہے علم الٰہی پر برابر برابر تو اللہ تعالیٰ جو کچھ جانتا ہے اس کو اس کا رسول جانتا ہے اھ تو کوئی وجہ تکفیر کی نہیں کہ کوئی نص اصلا وارد نہ ہوئی کجا قطعی ضروری کہ بعض علوم سے خداوندی تسمیہ روک دی گئی ہو نہیں اللہ ہر شے پر بڑی قدرت والا ہے اور کسی علم کا اللہ ہی کے لئے منحصر ہونا اس کی عطا و امداد سے بندوں کے لئے ہونے کی منافی نہیں جیسا کہ عنقریب [illegible] کا اور جو یوں تکفیر آئے تو بیشک وہ بجد لازم ہو تکفیر ان [illegible] کی جو اس کے قائل ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا علم ساعت (قیامت) اور ان [illegible] کے چھپانے کا حکم ہوا جیسا کہ ابھی تم پر روشن ہوگا اور یہ موضوعات کے نقل کنندہ اپنے رسالہ کے آخر میں خود معترف ہے کہ متاخرین از صوفیہ میں سے بعض غیوب خمسہ کی عطا کی طرف گئے پھر نہ ان کی تکفیر کی نہ ان کی گمراہی کی تصریح کی رہا غیر متناہی کو محیط نہ ہونا تو مسئلہ عقلیہ ہے اس پر شرعیت کوئی دلیل نہیں نہ ہر مسئلہ عقلیہ کا انکار کفر تا وقتیکہ اس میں انکار کسی امر دینی کا نہ ہو بلکہ میں نے بلا شبہ کلام امام حقائق سیدی محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں دیکھا اس کے حاصل ہونے کا امکان مگر اس پر جزم نہ فرمایا لیکن علم بکنہ تعالیٰ اس کے جواز میں علماء کو ضرور اختلاف ہے اور شرح مواقف میں اس کے انکار کو ہمارے بعض اصحاب مثل امام غزالی و امام الحرمین کی طرف منسوب کیا اور کہا کہ بعض ان میں سے وہ ہیں جنھوں نے توقف کیا مثل قاضی ابو بکر باقلانی اور بہت ہمارے اصحاب اس کے وقوع کے قائل ہوئے جیسا کہ مواقف اور اس کی شرح میں ہے تو اس کے ہونے کس طرح تکفیر صحیح ہوگی اگرچہ ہمارے نزدیک اس کا امتناع حق ہے حتی کہ جنت میں بعد دیدار بھی واللہ نہیں ہوگی عطا کرے اور اگرچہ علامہ [illegible] کو اس میں تردد ہے اور موضوعات کے قول کا انہیں سے ظاہر کہ عرف سے کہیں منقول دیکھا صرف

حصول مطلق العلم التفصیلی بالغیوب لکل مؤمن فضلًا عن الانبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کیف لا وقد امرنا سبحٰنہ ان نؤمن بالغیب والایمان تصدیق والتصدیق علم فمن لم یعلم الغیب کیف یصدق ومن لم یصدق کیف یؤمن فثبت ان العلم الذی یتأھل الاختصاص بہ تعالٰی لیس الا العلم الذاتی

فی لموقف وشرحہ فکیف یصح الاکفار مع ھذا وان کان الحق عندنا امتناعہ حتی فی الجنۃ بعد رویتہ سبحٰنہ رزقنا اللہ تعالٰی وان تردد فیہ چلپی ر قول الموضوعات کما لا یخفی ظاھر فی انہ لم یرہ منقولا (باقی صـ۲۰۴ پر)

۲ قال فی رد المحتار باب ادراک الفریضۃ فی مسئلۃ ذکرھا فی البحر واعقبھا بقولہ کما لا یخفی ما نصہ ظاھرہ انہ لم یرہ البحر منقولا صریحا اھ ۱۲ منہ الرد علی غایۃ المعمول۔

انما بحث بحثا من عندہ ظنا منہ ان المسألۃ لا تصلح للنزاع ولیس الاجماع مما یثبت بظن لا مستند لہ فکیف یصح اکفار جمع من اولیاء اللہ تعالٰی بقول غیر معقول ولا منقول ولا مقبول فاستقم و باللہ التوفیق اھ منہ حفظہ ربہ تعالٰی جدیدہ۔

لہ فی التفسیر الکبیر لا یمتنع ان نقول نعلم من الغیب مالنا علیہ دلیل اھ وفی نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض لم یکلفنا اللہ الایمان بالغیب الا وقد فتح لنا باب غیبہ اھ وروی ابن جریر فی قولہ تعالٰی وما ھو علی الغیب بضنین عن ابن زید الغیب القرآن ومن زر الضنین البخیل والغیب القرآن وعن مجاھد قال ما یضن علیکم بما یعلم وعن قتادۃ ان ھذا القرآن غیب فاعطاہ اللہ محمدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فبذلہ وعلمہ اھ ۱۲ منہ حفظہ ربہ تعالٰی جدیدہ

مطلب:- کل مومن یعلم غیوبا ومن انکرہ لنفسہ فقد امن بکفرہ۔

کہ غیبوں کا مطلق علم تفصیلی ہر مسلمان کو حاصل ہو پھر انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کا کیا کہنا۔ اور کیونکر نہ ہو حالانکہ ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے غیب پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے اور ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے تو جو غیب کو جانتا نہیں اس کی تصدیق کیونکر کرے گا اور جو تصدیق نہ کرے گا اس پر ایمان کیونکر لائے گا۔ تو ثابت ہوا کہ وہ علم جو اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہونے کے لائق ہے وہ نہیں مگر علم ذاتی اور علم مطلق تفصیلی کہ جمیع معلومات الٰہیہ کو مستغرق ... کے ساتھ محیط ہو تو جن آیتوں میں غیر خدا سے نفی فرمائی ... ان میں ... یہی دونوں معنی مراد ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ علم جسے بندوں کے لئے ثابت کرسکتے ہیں وہ علم عطائی ہے خواہ علم مطلق اجمالی ہو یا مطلق علم تفصیلی اور ... کسی قسم اخیر سے ہوتی ہے اور بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے علم سے

۔ ردالمحتار باب ... لقریظہ کے ایک مسئلہ میں جسے بحر میں ذکر کیا تھا اور اس کے عقب میں ... ... تھا فرمایا جس کی عبارت یہ ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ بحر میں اسے صراحۃ منقول نہ دیکھا ... ... ہے ایک بحث اس گمان سے کہ مسئلہ صلاحیت ... نہیں ... تحریر کردی اور اجماع ثابت نہیں ہوتا ایسے ظن سے جس کے لئے کوئی حجت نہ ہو تو کیونکر صحیح ہو گی تکفیر ایک گروہ اولیاء کی ایسے قول سے جو نہ معقول ہے نہ منقول مقبول تو حق پر مستقیم رہو اور اللہ ہی سے ہے توفیق اھ منہ غفرلہ حدیدہ

۔ تفسیر کبیر میں ہے کہ یہ کہنا منع نہیں کہ غیب سے ہم وہ جانتے ہیں جس پر ہمارے لئے دلیل ہے (اھ) اور نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان بالغیب کی تکلیف نہیں دی مگر یوں کہ قطعاً ہمارے لئے اپنے غیب کا دروازہ کھول دیا۔ (اھ) اور علامہ ابن جریر نے آیہ کریمہ۔ ما ہو علی الغیب بضنین کی تفسیر میں ابن زید سے روایت کیا غیب قرآن ہے۔ اور زر سے روایت کیا کہ ضنین بخیل ہے اور غیب قرآن اور امام مجاہد سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ وہ تم سے بخل نہیں کرتے اس میں جو انھیں علم ہے اور قتادہ سے مروی ہے کہ بلاشبہ یہ قرآن غیب ہے اسے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا اور انھوں نے اسے بخشا تعلیم کیا اھ منہ غفرلہ حدیدہ

مطلب: ہر مسلمان بہت سے غیوب جانتا ہے اور جو اس سے انکار کرے وہ اپنے کفر پر ایمان لایا ہے

والعلم المطلق التفصيلي المحيط بجميع المعلومات الالهيــة
بالاستغراق الحقيقي فهما المرادان فى ايات النفى وان العلم
الذى يصح اثباته للعباد هو العلم العطائى سواء كان العلم
المطلق الاجمالى اومطلق العلم التفصيلي والتمدح انما يقع
بهذا وقد مدح الله به عباده فقال "وبشروه بغلام عليم"
وقال "وانه لذو علم لما علمناه" وقال "علمناه من لدنا علما"
وقال "وعلمك ما لم تكن تعلم" الى غير ذلك من ايات كثيرة
فهو المراد فى ايات الاثبات فهذا هو المحمل الحق الذى لا
محيد عنه ولا امكان لغيره وقد تبين لك ان كل ما ذكرنا
آنفا ثابت من الدين ضرورة بحيث ان من انكر شيأ منه
فقد انكر الدين. وفارق جماعة المسلمين. وهذا ما وفق
به العلماء الاثبات فى ايات النفى والاثبات. كما قال الامام
الاجل ابو زكريا النووى فى فتاواه ثم الامام ابن حجر المكى
فى الفتاوى الحديثية وغيرهما فى غيرهما ان معناها لا يعلم
ذلك استقلالا وعلم احاطة بكل المعلومات الا الله تعالى
فاستبان كالشمس والامس ان الذى ينفى مطلق العلم
بالمغيبات عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ولو بنعطاء الله
سبحانه وتعالىٰ كما صرحت به وهابية ديارنا حتى قالوا
انه صلى الله عليه وسلم لا يعلم حال خاتمته ولا خاتمة
امته كما ورد الى السوال عن حكم هذا الضلال فى شهر
ربيع الاول ١٣١٨ من بلدة دهلى وكتبت فى جوابه انباء
المصطفى بحال سر واخفى واقمت عليهم الطامة الكبرى

ــه من نفى عنه صلى الله عليه وسلم علم الغيب مطلقا فقد كفر وكذا من قال لم يكن يعلم حال خاتمته

اپنے بندوں کی مدح فرمائی کہ فرماتا ہے " ملائکہ نے ابراہیم کو ایک علم والے لڑکے کی خوشخبری دی" اور فرمایا کہ" بے شک یعقوب ہمارے علم دینے سے ضرور علم والا ہے" اور فرمایا" ہم نے خضر کو علم لدنی عطا کیا" اور فرمایا اے نبی اللہ تعالیٰ نے تمھیں سکھا دیا۔ جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور ان کے سوا اور بکثرت آیتیں تو یہی قسم ان آیتوں میں مراد ہے جن میں بندوں کے لئے علم غیب دیا جانا ثابت فرمایا ہے تو آیات کے یہ وہ سچے معنی ہیں جن سے اصلا مفر نہیں اور نہ ان کے غیر کا امکان اور تجھے روشن ہو گیا کہ جو کچھ ہم نے یہاں تک بیان کیا سب دین متین سے ایسا بالضرورۃ ثابت ہے کہ جو آن میں سے کسی شے کا انکار کرے وہ دین کا انکار کرتا ہے اور اسلامی جماعت سے جدا ہوتا ہے اور یہ وہ معنی ہیں جن سے معتمد عالموں نے آیات نفی واثبات میں تطبیق کی ہے جیسا کہ امام اجل ابوزکریا نووی نے اپنے فتاوی میں فرمایا ان کے بعد امام ابن حجر مکی نے فتاوی حدیثیہ میں اور اور علما نے اور کتابوں میں کہ غیر خدا سے نفی علم غیب کے معنی یہ ہیں کہ اپنی ذات سے کوئی نہیں جانتا اور نہ کسی کا علم جمیع معلومات الٰہیہ کو محیط ہے تو آفتاب اور گذرے ہوئے کل کی کی طرح روشن ہو گیا کہ وہ جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے غیبوں کے مطلق علم کی نفی کرتا ہے اگرچہ خدا کی عطا سے ہو جیسا کہ ہمارے ملک کے وہابی صاف کہہ رہے ہیں یہاں تک کہ انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ اپنے خاتمہ کا حال جانتے تھے نہ امت کے خاتمہ کا جیسا کہ اس گمراہی کی بابت میرے پاس ۱۳۱۸ھ میں دہلی سے سوال آیا تھا میں نے اس کے جواب میں رسالہ انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفی لکھا اور میں نے وہابیہ پر قیامت کبریٰ قائم کی تو ایسا شخص اس چیز کی نفی کر رہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں ثابت فرمائی اور اس کا یہ قول اس کے ایمان کی نفی کرتا ہے اور اس کے زبان کے رہونے کے لئے کافی ووافی ہے وہ اپنے اس کفران کے سبب

فهو ناف لما اثبته الله تعالیٰ فی قرآنہ - وقوله مناف لایمانه
کاف وواف لخسرانه - فهو کافرمرتد بکفرانه - وقوله انه
صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لا یعلم حال خاتمته ولا خاتمة
امته کفر آخر - لانکاره کثیرا من الایات الغرر - قال
تعالیٰ وللاخرة خیر لك من الاولیٰ وقال تعالیٰ ولسوف
یعطیك ربك فترضی وقال تعالیٰ یوم لا یخزی الله النبی
والذین امنوا معه نورهم یسعی بین ایدیهم وبایمانهم
وقال تعالیٰ عسی ان یبعثك ربك مقاما محمودا وقال تعالیٰ
انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهر
کم تطهیرا وقال تعالیٰ "انا فتحنا لك فتحا مبینا لیغفرلك الله
ما تقدم من ذنبك وما تاخر ویتم نعمته علیك ویهدیك
صراطا مستقیما وینصرك الله نصرا عزیزا الی قوله تعالیٰ لیدخل
المومنین والمومنات جنت تجری من تحتها الانهر خالدین
فیها ویکفر عنهم سیاتهم وکان ذلك عند الله فوزا عظیما"
وقال تعالیٰ "تبرك الذی ان شاء جعل لك خیرا من ذلك
جنت تجری من تحتها الانهر ویجعل لك قصورا" علی قراءة

ے هذه فتوی ربنا عزوجل اذ قال عزمن قائل فی القرآن العظیم
لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم اخرج ابن ابی شیبة وابن جریر
وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ عن مجاهد فی هذه الآیة قال رجل
من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادی کذا وکذا وما
یدریه بالغیب اھ کیف لا وهو انکار النبوة قال الامام القسطلانی فی المواهب
الشریفة النبوة هی الاطلاع علی الغیب وقال ایضا النبوة ماخوذة من النبأ
وهو الخبر لان الله تعالیٰ اطلعه علی غیبه الا منه حفظه ربه مجید

کافر مرتد ہے اور اس کا کہنا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ اپنے خاتمہ کا حال جانتے تھے نہ امت کے یہ دوسرا کفر ہے کہ وہ بہت سی روشن آیتوں کا انکار ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے "اور بے شک آخرت تمہارے لئے دنیا سے بہتر ہے" اور فرماتا ہے کہ "بے شک عنقریب تمہیں تمہارا رب اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے" اور فرماتا ہے "جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی کو نہ ان ایمان والوں کو جو اس کے ساتھ ہیں ان کا نور دوڑتا ہو گا ان کے آگے اور ان کے داہنے" اور فرماتا ہے کہ "عنقریب تمہارا رب تمہیں حمد والے مقام میں بھیجے گا" اور فرماتا ہے "اللہ یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ناپاکی دور رکھے اور تمہیں خوب پاک کر دے" اور فرماتا ہے "بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح کر دی تاکہ اللہ تمہارے[2] سبب بخش دے تمہارے اگلوں پچھلوں کے گناہ اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دے اور تمہیں اپنی طرف سیدھی راہ دکھائے اور اللہ تمہاری مدد کرے عزت والی مدد" یہاں تک کہ فرمایا ... کہ

---

[1] یہ فتویٰ ہے ہمارے رب عزوجل کا کہ اس نے فرمایا (عزت والا وہ فرمانے والا) قرآن عظیم میں حیلے نہ بناؤ تم کافر ہو گئے ہو بعد ایمان کے روایت کیا ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم و ابو الشیخ نے مجاہد سے اس آیت کی تفسیر میں کہ کسی منافق نے کہا محمد ہم سے باتیں بناتے ہیں کہ فلاں کی اونٹنی فلاں وادی میں ہے اور وہ کیا جانیں غیب اھ کیونکر نہ ہو کہ یہ انکار نبوت ہے علامہ قسطلانی نے مواہب شریف میں فرمایا کہ نبوت غیب پر اطلاع ہے نیز فرمایا کہ نبوت مشتق ہے نباء سے اور وہ بمعنی خبر ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے انھیں غیب پر اطلاع دی اھ منہ غفرلہ حمیدہ ۱۴

[2] لام لک میں تعلیل کے لئے ہے اور ذنب کی اضافت ادنیٰ ملابست سے ہے معنی یہ ہوئے تاکہ معاف کر دے اللہ تمہارے سبب یا تمہاری وجاہت سے خطائیں تمہارے گھر والوں کی یعنی گناہ یا لغزشیں تمہارے آبا و امہات حضرت عبد اللہ و آمنہ سے لے کر آدم و حوا تک در پچھلے دلو تمہاری نسل یعنی بیٹیوں پوتوں بلکہ ساری نسل معنوی کہ قیام قیامت تک تمام اہل سنت ہیں یہی بہتر و شیریں تر ہے تاویل آیت میں ہمارے نزدیک واللہ تعالیٰ اعلم اھ منہ غفرلہ کمیہ

الرفع قراءۃ ابن کثیر وعامر ورواية ابی بکر عن عاصم الی غیر ذلك من الایات اما الاحادیث المتواترۃ المغنی فی هذا الباب۔ فبحر عباب۔ لا یدری قعرہ۔ ولا ینزف غمرہ۔ ولکن بای حدیث بعد اللہ وایته یؤمنون۔ الٰهی اسئالك العفو والعافیة واعوذ بك مما اجترح الکفرون۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

النظر الثانی

زهر وبهر مما تقرران شبهة مساواۃ علوم المخلوقین طرا اجمعین بعلم ربنا اللہ العلمین ماکانت لتخطر ببال المسلمین اما تری العیان ان علم اللہ ذاتی وعلم الخلق عطائی علم اللہ واجب لذاته وعلم الخلق ممکن له علم اللہ ازلی سرمدی قدیم حقیقی وعلم الخلق حادث لان الخلق کله حادث الصفة لاتتقدم الموصوف علم اللہ غیر مخلوق وعلم الخلق مخلوق علم اللہ غیر مقدور وعلم الخلق مقدور ومقهور علم اللہ واجب البقا وعلم الخلق جائز الفنا علم اللہ ممتنع التغیر وعلم الخلق ممکن التبدل ومع هذه التفرقات لا یتوهم المساواۃ الا الذین لعنهم اللہ واصمهم واعمی ابصارهم فلو فرضنا

ے اللام فی لك للتعلیل واضافة الذنب لادنی ملابسة ای لیغفر اللہ بسببك ولاجلك ما تقدم من ذنوب اهلك معاصیهم او رتهم من ابائك ومهتك من سید اللہ وامنة الی ادم وحواء وما تأخر من ذنوب نسلك من احفادك واسباطك بل ونسلك المعنوی جمیعا وهم اهل سنة الی یوم القیمة هذا هو الاحسن الازین لاحلی تاویل الایة عندنا واللہ تعالٰی اعلم اھ منه حفظه ربه محجبه

داخل کرے اللہ ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں جن کے نیچے لہریں بہتی ہیں کہ ہمیشہ ان میں رہیں اور ان کے گناہ ان سے مٹادے اور یہ اللہ کے یہاں بڑی مراد پانا ہے" اور فرماتا ہے "برکت والا ہے وہ کہ اگر چاہے تو تمھارے لئے اس سے بہتر کردے جنتیں جن کے نیچے نہریں رواں اور کرے گا تمھارے لئے اونچے اونچے محل" لام کے پیش کے ساتھ جو ابن کثیر و عامر کی قرأت اور عاصم سے ابوبکر کی روایت ہے اور ان کے سوا اور آیتیں ہیں۔ اس باب میں وہ حدیثیں کہ معنی واحد پر متواتر آئیں وہ تو ایک عمیق دریا ہیں جن کا گہراؤ نہ جانا جائے اور وہ کبھی پایاب نہ ہو۔ مگر اللہ اور اس کی آیتوں کے بعد کون سی حدیث پر ایمان لائیں گے۔ الٰہی میں تجھ سے معافی اور عافیت چاہتا ہوں اور کافروں کے کرتوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

نظر دوم

تقریر سابق سے ایسا چمک اٹھا جس کی نگاہ خیرہ ہو کہ تمام و کمال جملہ مخلوقات کے مجموعۂ علوم کی ہمارے رب العالمین کے علوم سے برابری کا شبہہ اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل میں اس کا خطرہ بھی گذرے کیا اندھوں کو یہ نہیں سوجھتا کہ اللہ کا علم ذاتی ہے اور خلق کا علم عطائی اور اللہ کا علم اس کے ذات کے لئے واجب اور خلق کا علم اس کے لئے ممکن اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا علم ازلی سرمدی قدیم حقیقی ہے اور مخلوق کا علم حادث اس لئے کہ تمام مخلوق حادث ہے اور صفت موصوف سے پہلے نہیں ہوسکتی اور اللہ سبحانہ تعالیٰ کا علم مخلوق نہیں اور خلق کا علم مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم کسی کے زیر قدرت نہیں اور خلق کا علم اللہ کی قدرت میں اور اس کا زیر دست ہے علم الٰہی کا ہمیشہ رہنا واجب اور علم مخلوق کی فنا ممکن علم الٰہی کسی طرح بدل نہیں سکتا اور علم خلق میں تغیر روا اور ان فرقوں کے ہوتے ہوئے

ان زاعما یزعم باحاطۃ علومہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
بجمیع المعلومات الالٰھیۃ فمع بطلان زعمہ وخطأ وھمہ
لم تکن فیہ مساواۃ لعلم اللہ تعالیٰ لما ذکرنا من الفروق
الھائلۃ التی لا تبقی لعلم المخلوق من علم الخالق الاعلم[۱]

---

[۱] قولہ الاعلم۔ یرید الوفاق فی الاسم
وھو ترق من التفرقۃ بالصفات الی المباینۃ
بنفس الحقیقۃ والذات۔ وانبھک علی داھیۃ کبری
فی التحریر المفتری اقول ای رب غفرا ھذا اھوا ایماننا
باللہ رب العلمین لا شریک لہ فی ذاتہ فاعلم انہ لا الہ
الا اللہ لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد ولا فی
صفاتہ لہ الحمد۔ لیس کمثلہ شیء ولا فی اسمائہ ھل
تعلم لہ سمیا ولا فی حکمہ ولا یشرک فی حکمہ احدا ولا
فی ملکہ ولم یکن لہ شریک فی الملک ولا فی سلکہ للہ ما
فی السمٰوات وما فی الارض۔ والذین تدعون من
من دونہ ما یملکون من قطمیر ولا فی افعالہ ھل
من خالق غیر اللہ وما یری من اطلاق اسم واحد
علیہ وعلی احد من خلقہ عزوجل کعلیم حکیم حلیم
کریم سمیع بصیر ونحوھا فمجرد وفاق فی اللفظ دون
شرکۃ فی المعنی ولذا قال فی الفتاوی السراجیۃ
والتاتارخانیۃ ومنح الغفار والدر المختار وغیرھا
التسمیۃ باسم یوجد فی کتاب اللہ تعالیٰ کالعلی والکبیر والرشید والبدیع
جائز لانہ من الاسماء المشترکۃ ویراد بالھامش: صحاح رشدان علیہ
سبیں نجاح

[۲] قال الامام القاضی عیاض
فی الشفاء الشریف یعتقدان
اللہ عزوجل فی عظمتہ و
کبریائہ وملکوتہ وحسنی
اسمائہ وعلا صفاتہ لا یشبہ
شیأ من مخلوقاتہ ولا یشبہ
بہ وان ما جاء مما اطلقہ الشرع
علی الخالق وعلی المخلوق فلا
تشابہ بینھما فی المعنی الحقیقی اذ
صفات القدیم بخلاف صفات
القدیم بخلاف صفات المخلوق
فکما ان ذاتہ لا تشبہ الذوات
کذلک صفاتہ لا تشبہ صفات
المخلوقین ثم نقل عن الامام
الواسطی رحمہ اللہ تعالیٰ قال
لیس کذاتہ ذات ولا کاسمہ
اسم ولا کفعلہ فعل ولا کصفتہ
صفۃ الا من جھۃ موافقۃ
اللفظ قال وھذا کلہ مذھب
اھل الحق والسنۃ والجماعۃ
رضی اللہ تعالیٰ عنھم اھ

قلت وفی املاء الامام

انکر تنبیھا ھھنا وادعت[۱۹] ان العم الاتم فی النصوص الشرعیۃ انما یراد بہ
مطلق الادراک واحتجت[۱۸] لہ باطلاق اعلم علیہ تعالیٰ فی ایات وفی قولھم
اللہ ورسولہ اعلم قالت الرسالۃ ومن المقرر فی العربیۃ ان معنی افعل التفضیل

ف الرد علی زیغ وتعز فی غایۃ المعمول

برابری کا وہم نہ کرے گا۔ مگر وہ جن پر اللہ نے لعنت کی اور انھیں بہرا کردیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں تو اگر ہم فرض کریں کہ کوئی گمان کرنے والا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع معلومات الٰہیہ کا محیط جانے تو اتنا تو ضرور ہے کہ اس کا گمان باطل اور اس کا وہم خطا مگر علم الٰہی سے برابری اب بھی نہ ہوئی ان ہولناک فرقوں کے سبب جو ہم اوپر ذکر کر آئے جو علم خالق سے علوم مخلوق کے لئے سوائے[1] ل م

---

[1] قولہ سوائے ل م اس سے مراد موافقت اسمی ہے اور یہ ترقی ہے تفرقہ صفات سے جانب تباین باعتبار حقیقت و نفس ذات کے اور میں تمھیں مطلع کرتا ہوں اس دروغ باف تحریر کی سخت مصیبت ناک بات پر میں کہتا ہوں پروردگار معاف فرمائے ہمارا ایمان ہے ہمارا پروردگار عالم کے ساتھ جس کا کوئی ساجھی نہیں اسکی ذات میں تو جان تو کہ وہی ایک ذات معبود برحق ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں نہ جنا نہ جنا گیا نہ کوئی اس کی جوڑ کا نہ اس کی صفات میں اسی کیلئے ہیں ساری خوبیاں اس جیسا کوئی نہیں اس کے ناموں میں تو کیا تو جانتا ہے کوئی اس کا ہم نام نہ اس کے حکم میں اور کوئی شریک نہیں اس کے حکم میں نہ اس کی سلطنت میں اور کوئی ساجھی نہیں اس کے ملک میں اور نہ اسکی ملک میں اللہ ہی کا ہے جو کچھ سارے آسمانوں اور ساری زمین میں اور جنھیں تم پکارتے ہو اس کے سوا وہ مالک نہیں کسی ادنیٰ شے کے اور نہ اس کے کاموں میں، کیا کوئی اور خالق ہے اللہ کے سوا اور یہ جو ایک ہی نام کا اطلاق اس پر اور اس کی کسی مخلوق پر دیکھا جاتا ہے جیسے علیم، حکیم، حلیم کریم، سمیع، بصیر، اور اس جیسے اور تو محض لفظی موافقت ہے نہ معنی میں شرکت لہٰذا[ع] فتاوی سراجیہ اور تاتارخانیہ و منح الغفار و درمختار وغیرہا میں ہے ایسا نام رکھنا جو کتاب الٰہی میں اللہ کے لیے ہے جیسے علی و کبیر و رشید و بدیع جائز ہے کہ یہ اسماء مشترکہ میں سے ہے اور حق عباد میں وہ معنی مراد نہیں جو رب العباد کے لئے مراد ہے اھ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صیغہ افعل ذیل صفات الٰہی میں ایک معنی پر ہیں جیسا کہ ہدایہ میں ہے عنایہ میں فرمایا کہ صفات الٰہی میں کوئی زیادتی ثابت کرنا مقصود نہیں کہ کسی کو اس کے ساتھ نفس عظمت اور بڑائی میں برابری نہیں یہاں تک کہ افعل زیادتی کے لیے ہو جیسا کہ صفات عباد میں ہوتا ہے تو

(باقی حاشیہ صــ پر)

[ع] امام قاضی عیاض نے شفا شریف میں فرمایا اعتقاد رکھا جائے کہ اللہ عزوجل اپنی بزرگی اپنی بڑائی اپنی سلطنت اور اپنے اسماء حسنیٰ اور اپنی بلند و بالا صفات میں مخلوقات سے نہ کسی کے مثل نہ اس جیسا اور کوئی اور یقیناً وہ جس کا اطلاق شریعت طاہرہ نے خالق و مخلوق دونوں پر کیا اس میں حقیقی معنی پر کوئی تشابہ نہیں کیونکہ قدیم کی صفات مخالف صفات حادث ہیں تو جس طرح اس کی ذات ذوات کے مشابہ نہیں یونہی اس کی صفات بھی صفات مخلوق کے مشابہ نہیں الخ پھر امام واسطی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل فرمایا کہ نہیں ہے کوئی ذات اس ذات سی کوئی نام اس کے نام سا نہ اس کے کام سا کام نہ اسکی صفت سی صفت مگر باعتبار موافقت لفظی کے اور فرمایا یہ سب مذہب اہل حق اہلسنت و جماعت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اھ میں کہتا ہوں کہ امام حجۃ الاسلام غزالی کی املاء علی الاحیاء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ علم آخرت میں ہے لوگوں کے پاس فقط نام ہیں اھ تو صفات مولیٰ تعالیٰ کے ساتھ

اعنی المشارکة الاسمیة وحدها فکیف وقد اقمنا الدلائل القاهرة علی ان احاطة علم المخلوق بجمیع المعلومات الالٰهیة محال قطعا عقلا وسمعا فالوهابیة الذین اذا سمعوا اتباع الائمة یثبتون باتباعهم واتباع القران والحدیث لرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم علم جمیع ما کان وما یکون من اول یوم الی آخر الایام حکموا علیهم بالشرك والکفر وانهم یدعون مساواة علمه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم لعلم ربه عز وجل

ان المفضل یشارك لمفضل علیه مع اختصاص بزیادة فی المعنی وهذه کلمة فی حق العباد غیر ما یراد فی حق اللّٰه تعالٰی اھ وقال امامنا ابو یوسف رحمه اللّٰه تعالٰی ان افعل وفعیلا فی صفاته اللّٰه تعالٰی سواء کما فی الهدایة قال فی العنایة لان اثبات الزیادة لیس بمراد فی صفات اللّٰه تعالٰی لعدم مساواة احد ایاه فی اصل الکبریاء حتی یکون افعل للزیادة کما یکون فی اوصاف العباد فکان افعل وفعیل من دون شرکة منها قوله تعالٰی اصحب الجنة یومئذ خیر مستقرا واحسن مقیلا وقوله تعالٰی اللّٰه خیر اما یشرکون وقوله تعالٰی فای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون وقد عقبه بقوله عز وجل الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانهم بظلم اولئك لهم الامن وهم مهتدون ولکن العجب ممن جعل تقسیمنا العلم الی الذاتی والعطائی والی المحیط وغیره کلاما فلسفیا غیر مقبول عند اهل الشرع مع کثرة من صرح به من الائمة کما اکثرنا النقول منهم فی کتابنا مالی الجیب[۳۲۸] لعلوم الغیب وذکرنا طرفا صالحا منه فی کتابنا خالص الاعتقاد وقد نقلته الرسالة المفتراة عن الامامین النووی وابن حجر کما تقدم وذکرت الفرق بان علمه تعالٰی محیط لا علوم الخلائق عن الامام حجة الاسلام الغزالی بل صرحت به بنفسها کما سیاتی ان شاء اللّٰه تعالٰی لکن لما رأت القسمین تبطلان

۱۔ سوال ۱۴ ھ بلکہ قال العلماء فی غیر ما موضع ان اسم التفضیل کثیرا ما یراد به اصل الفعل

یعنی شرکت نام کے کچھ باقی نہیں رکھتے نہ کہ اس حالت میں کہ ہم دلائل قطعیہ قائم کرائے
کہ علم مخلوق کا جمیع معلومات الٰہیہ کو محیط ہونا یقیناً عقل سے بھی باطل اور شرع سے بھی باطل
اور وہابیہ وہ کہ جب ائمہ کے پیروؤں کو سنتے ہیں کہ وہ ائمہ کی پیروی اور قرآن و حدیث کے تابع

افعل در تعیین برابر ہیں بلکہ بلا شبہہ علماء نے متعدد مقامات میں فرمایا کہ افعل التفضیل سے نفس
فعل بلا شرکت مراد ہوتا ہے جیسے ارشاد الٰہی جنت والے آج کے دن بہتر مسکن اور بہتر خواب گاہ میں ہیں
اور اس کا ارشاد تو کون سا فریق حق دار امن ہے اگر تمھیں علم ہے۔ حالانکہ اس کے بعد فرمایا وہ کہ ایمان
لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہ کیا انھیں کے لئے ہے امن اور وہی ہیں راہ پائے ہوئے
لیکن اچنبھا اس سے جس نے ہماری تقسیم علم ذاتی و عطائی و محیط و غیر محیط کو فلسفی کلام، نامقبول نزد علمائے
اسلام قرار دیا باوجودیکہ بکثرت ائمہ کرام نے اس کی تصریحات فرمائیں اور کثرت سے ان کی نقول ہم نے
اپنے رسالہ مالی الجیب لعلوم الغیب [۱۳۱۸] اور کافی حصہ خالص الاعتقاد اپنے رسالہ میں ذکر کیا اور اسی ثانی
رسالہ میں امام نووی اور امام ابن حجر مکی سے نقل کیا جیسا کہ اوپر ذکر ہوا اور اس رسالہ میں
علامہ حجۃ الاسلام غزالی سے فرق لکھا کہ علم الٰہی محیط ہے اور علم خلائق نہیں بلکہ آپ ہی اس کی
تصریح کر دی جیسا کہ ابھی آگے آتا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ لیکن اس نے اپنی حجت باطل ہوتی
اور اپنے راستہ احتجاج کا بند ہوتا دیکھا تو انکار کر دیا اور ادعا کر دیا [۱۹] کہ علم الٰہی سے مراد
نصوص شرعیہ میں مطلق ادراک ہے اور لفظ اعلم کا اطلاق باری تعالیٰ پر آیات کریمہ
اور اس قول میں کہ اللہ و رسول اعلم ہیں سند پکڑی

اور کہہ دیا کہ علم عربیت میں قرار پا چکا ہے کہ صیغہ التفضیل کے
معنی یہ ہیں کہ مفضل (جسے تفضیل دی گئی) اور مفضل علیہ (جس پر اسے تفضیل دی گئی)
معنے میں دونوں شریک ہیں زیادت فی المعنی مفضل کا حصہ خاص ہے یہ کلمہ کہا اور اس کا
انجام کچھ نہ سمجھا اور اگر اس کا وبال جانا ہوتا تو ضرور کہتا کہ مجھے اس سے اور اسے مجھ سے
کیا کیونکہ اس میں دو بڑی مصیبتیں ہیں۔ پہلی مصیبت اس سے پوچھو کہ علم اور اس
کے مثل حمد الٰہی ہیں جس کا ذکر نصوص شرعیہ و آیات کریمہ میں ہے۔ وہ مولیٰ عزوجل
کی صفات و کمال ہیں یا نہیں تو اگر ہاں کہے جس کی ہر مسلم سے امید ہے تو اولاً کہو اے
سبحان اللہ اللہ اور اس کی آیات پر تو ایمان لاؤ اور شریک کرو اس کے ساتھ اس کی
صفات میں مخلوقات کو اور پکار کر کہو کہ اس کی صفات میں مخلوق کا ساجھا ہے ہاں زیادتی
اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے اور اسی کی امثال سے اس کا اندیشہ قوی ہوتا ہے کہ اس رسالہ

خائضون غالطون ؛ وهم بانفسهم فی مهوی الشرک والکفر ساقطون ؛ لانهم اذ ازعموا فی اثبات هذا العلم المحدود والمحصور المعدود المساواۃ مع علم اللہ فقد شهدوا ان علم اللہ تعالیٰ لیس الا بهذا القدر القلیل الصغیر النزر الیسیر اذ لو زاد

قائلها۔ وہ یتامل مالہ ولو عمر وب لہا نقل مالی وما لہا ؛ فان فیها رزیتین کبیرتین الرزیۃ الاولی سلہ ان العلم ونحوہ مما تذکرہ النصوص الشرعیۃ والآیات الفرقانیۃ فی حدہ عزوجل هل هی صفات کمال لربنا جل جلالہ اولا فان قال نعم کما هو المرجو من کل من اسلم فقل اولا یا سبحٰن اللہ ممن یؤمن باللہ وآیاتہ ثم یشرک

بہ مخلوقات فی صفاتہ ویتجاهر بان الخلق شرکاؤہ فیها مع اختصاص اللہ تعالیٰ بزیادۃ وعن امثال هذا یغلب علی الظن ان الرسالۃ ان کان لہا اصل فقد حرفتها ایدی الوهابیۃ اذهم المجترؤن بامثال هذا کما اشرکوا کل صبی ومجنون وحیوان وبهیمۃ فی علم الغیب مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکا اری اصل تلک الشبهۃ اعنی تشریک الصفۃ بین اللہ تعالیٰ وخلقہ الا من سلف الوهابیۃ

نمرود اذ قال ابراهیم ربی الذی یحی ویمیت قال انا احی وامیت وثانیا ماذکرت لیست قاعدۃ غیر منخرمۃ بل یجب اتباع الدلیل لا الجمود علی صورۃ التفضیل والا لزمک کذلک اشراک الخلق باللہ تعالیٰ فی العظمۃ والعلو والجلال والکبریاء والحکم وغیر ذلک مما اطلق منہ افعل علی ربنا تبارک وتعالیٰ فنقول اللہ اکبر واعظم واعلیٰ واجل واحکم مع ان اللہ تعالیٰ یقول ولا یشرک فی حکمہ احدا وقال تعالیٰ فیما یرویہ عنہ نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری فمن نازعنی واحدا منهما قذفتہ فی النار وثالثا حملت الصفات الالهیۃ علی المعانی المصدریۃ وما هی الا من الامور الانتزاعیۃ الحادثۃ الفانیۃ وصفاتہ تعالیٰ عن ذلک متعالیۃ وان قال لا فقد قرر النصوص الدینیۃ والآیات القرآنیۃ

ے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے روزِ اول سے روزِ آخر تک کی تمام
گذشتہ و آیندہ باتوں کا علم ثابت کرتے ہیں تو یہ وہابی ان پر شرک وکفر کا
حکم لگاتے ہیں اور یہ کہ انھوں نے علم الٰہی سے علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برابر

کی اگر کوئی اصل تھی تو اس کی تحریف کردی وہابیہ کے ہاتھوں نے کیونکہ وہی جرأت کرنے
والے ہیں اس جیسی باتوں کی جیسا کہ شریک کردیا ہے بچے اور پاگل اور حیوان و بہائم کو علم
غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اور میں نہیں دیکھتا اصل اس شبہ کی یعنی
شریک کرنا مخلوق کو اللہ کی صفت میں مگر وہابیہ کے اگلے پیشوا نمرود سے جب کہ ابراہیم
علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا وہ رب ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے تو نمرود نے کہا میں
(بھی) جلاتا اور مارتا ہوں ثانیاً جو رسالے نے ذکر کیا وہ لوٹنے والا ضابطہ نہیں بلکہ
واجب اتباع دلیل ہے [illegible] تفصیل کی صورت پر جم جانا، ورنہ یونہی خدا کا شریک

بنانا ہوگا مخلوق کو نعمت و بلندی و بزرگی وحکم وغیرہ

ان [illegible] میں [illegible] اطلاق [illegible] ہمارے رب تبارک وتعالیٰ پر ہوا مثلاً ہم
[illegible] لِلّٰہ اکثر [illegible] اور اجب [illegible] اور جو دیکھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
ولا یشرک [illegible] احدا" اور حدیث قدسی میں ہے "الکبریاء ردائی والعظمۃ آزاری الخ
بڑائی میری چادر اور عظمت میرا تہبند ہے تو جو مجھ سے منازعت کرے ان دونوں میں سے
کسی ایک میں، اسے میں آگ میں پھینکوں گا ثالثاً رسالہ نے محمول کیا صفات الٰہی کو معانی
مصدریہ پر اور معانی مصدریہ امور اعتباریہ تابع انتزاع منتزع فانی ولو پیدا ہیں اور
صفات الٰہی اس سے برتر ہیں اور اگر نا کہے تو بلاشبہ اس نے مقرر کیا یہ کہ نصوص دینیہ
اور آیات قرآنیہ جہاں اللہ تعالیٰ کی حمد علم اور اس کے مثل سے کرتی ہیں تو اس کی تعریف
صفات کمالیہ الٰہیہ سے نہیں کرتیں یوں ہی ہیں کہ حمد کرتی ہیں کسی مبتذل چیز سے جو حاصل ہے برے
سے شریف کمین مومن کافر کو اس پر کوئی مسلمان جرأت نہ کرے گا بلکہ کہے گا کہ حمد کرتی ہیں
عظمت والی بلند مرتبہ صفات سے جو اپنی ذات میں برتر ہیں نوپید عوارض اور ان کی نشانیوں
سے دوسری مصیبت یہ کہ ارادہ احاطہ سے کبھی راضی نہ ہوا چہ جائیکہ زیادتی کیونکہ دونوں کو
صفت بنا کر فہم معانی کتاب وسنت میں ساقط [illegible] اعتبار کردیا اور دونوں کو ظاہر
[illegible] سے خارج کرنے والا نصوص کا اور کثیر نصوص کو [illegible] ثبوت ٹھہرنے کی وجہ سے

اور مجد [illegible]
[illegible]

عليه عندهم فالزائد لا يساوى الناقص فلم يحكموا بالمساواة لكنهم يحكمون؛ فبعلم الله يتهكمون؛ وبالنقص عليه يتحكمون؛ قاتلهم الله انى يؤفكون؛ نسأل الله النجاة من الفتون؛

حيث تحمد الله تعالى بالعلم ونحوه فانه تحمده بصفة كمالية لله عزوجل انما تحمده بشئ مبتذل حاصل لكل حسن وقبيح وشريف ووضيع ومؤمن وكافر هذا لا يجترئ به مسلم بل تحمده بصفات جليلة رفيعة فى ذاتها متعالية عن اعراض المحدثات وسماتها

الرزية الثانية حيث لم يرض ارادة الاحاطة ايضا فضلا عن الذاتية جاعلا لهما تفلسفا قطاعن الاعتبار فى فهم معانى الكتاب والسنة مخرجين لها عن ظواهرها مفضيين الى عدم الوثوق بكثير من النصوص موقعين للمسلمين فى حيرة عظيمة ناقضين عرى الدين الوثيقة وقرران ليس المراد فيهما الا مطلق الادراك الشامل للخالق والمخلوق فقد ترك الايات تتناقض لما علمت ان القرآن العظيم انما نفى علم المغيبات بكلا طرفى النفى والاثبات والمراد عنده فيهما هو مطلق الادراك فترارد النفى والاثبات على معنى واحد وتمكن مخلب التناقض فى ايات الرحمن واى مصيبة اعظم من هذا وكذلك كل من نابذ الحق فان الباطل لا ينصره الا الباطل نسأل الله العافية۔

بلية اخرى امروادهى وقع فى الرسالة المفتراة ان المعلومات كلها بالنسبة اليه تعالى من عالم الشهادة اقول هذه زلة شديدة وحقه ان يقول الموجودات كلها لان معلوماته تعالى تعم المعدومات التى لم تكتس الوجود ولا تكتسيه ابدا بل والمحالات باسرها كما نصوا عليه فى كتب العقائد ولو كان المحال من عالم الشهادة

کردیا۔ یہ حکم لگانے والے خود ہی خبط و غلطی میں پڑے ہیں اور آپ ہی شرک و کفر کے گڑھے میں گرے ہیں۔ اس لئے کہ جب انھوں نے اس گھڑے ہوئے حد باندھے ہوئے گنتی کے علم کے ثابت کرنے میں علم الٰہی سے مساوات ٹھہرا دی تو وہ گواہی دے چکے کہ اللہ تعالیٰ کا علم بس اسی قدر ہے کم چھوٹا قلیل تھوڑا کیونکہ علم الٰہی ان کے نزدیک اس مقدار سے زیادہ ہوتا تو زیادہ کم کے کیسے برابر ہو جاتا تو وہ مساوات کا حکم نہ کرتے لیکن وہ اس کا حکم لگا رہے ہیں تو اللہ ہی کے علم سے ٹھٹھا کر رہے ہیں اور زبردستی اسے ناقص بتا رہے ہیں خدا انھیں مارے، کہاں اوندھے جاتے ہیں ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ فتنہ سے بچائے۔

حیلانے والا مسلمان کو حیرت عظیمہ میں ڈالنے والا دین کی متحد

رسی کو توڑ دینے والا بتایا۔ در ٹھہرا ب کہ مطلق ادراک ہی آیت میں مراد ہے جو خالق و مخلوق دونوں کو شامل ہے تو اس نے آیاتِ کریمہ کو ایک دوسرے کا نقیض بنا کر چھوڑ دیا کہ تمھیں معلوم ہو چکا ہے کہ قرآن عظیم میں نفی و ثبوت علم غیب دونوں کی آیات موجود ہیں اور اس کے نزدیک مراد مطلق ادراک ہے تو نفی و اثبات دونوں کی آیات کا ایک ہی معنی پر توارد ہوا تو شاہین تناقض کا خونخوار پنجہ آیات رحمٰن پر خوب جم گیا اس سے بڑی کون سی مصیبت ہے اور ہر تارک حق ایسا ہی ہے کہ یقیناً باطل مرد باطل ہی کی کرتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے ایک دوسری نہایت تلخ سخت بلا یہ کہ افترا پرداز رسالہ کے صـ۲۳ میں ہے کہ کل معلومات بہ نسبت اللہ عزوجل کے عالم شہادت ہیں میں کہتا ہوں یہ شدید لغزش ہے اور حق یہ تھا کہ کل موجودات کہتا کیونکہ معلومات الٰہی ان معدومات کو کہ جنھوں نے جامۂ ہستی نہ پہنا اور نہ کبھی تا ابد پہنیں بلکہ تمام تر محالات کو بھی عام ہیں اس کی تصریح کتب عقائد میں ہے اور محال اگر عالم شہادت سے ہوتا بہ نسبت باری تعالیٰ کے تو ضرور مشہود و شاہد موجود ہوتا اور اس سے زائد بد تر کون سی شناعت ہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے شریک اور اپنی موت اور اپنے عجز و جہل وغیرہ ذالک کا مشاہدہ فرماتا ہے اور اس کے مواہبت سے

النظر الثالث

اللھم غفرا نری الظلمات عمت وطمت ؛ وکلمۃ النکال علی کثیر من الناس تمت ؛ فیما قررناہ ان العلم الذاتی والمطلق المحیط التفصیلی مختص باللہ تعالیٰ وما للعباد الا مطلق العطائی وانہ حاصل لکل مؤمن فضلا عن الانبیاء الکرام ؛ علیھم الصلوۃ والسلام ؛ [illegible] لما صح الایمان ؛ کما مر البیان ؛

[illegible] سبہ [illegible] یہ تعالیٰ لما رشاھد امشھود [illegible]

موجودا وای شنعۃ اشنع من ھذا فان فیہ انہ تعالیٰ یشاھد شریکہ وموتہ وعجزہ وجھلہ الی غیر ذلک من المصائب تعالیٰ عنھا علوا کبیرا وقد نص العلماء ان الرؤیۃ تتوقف علی الوجود وان المعدوم غیر مرئی للہ تعالی واختلفوا انہ تعالیٰ ھل یری المعدوم حین [illegible] یری فی القدم کل ما یخرج الی الابد من العدم مع الاجماع علی ان المحال لا تتعلق بہ رؤیۃ ذی الجلال کما بیناہ فی سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح ۱۳۰۷ فتنبہ فنحل ھذہ الزلات مثل مصنف الرسالۃ فی حق بعض الائمۃ انہ قد کان یعتقد بمذھب اھل السنۃ لکنہ سہا فی ھذہ المسالۃ نسأل اللہ العفو والعافیۃ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ [illegible] حفظہ ربہ تعالیٰ حبریدہ

نظر سوم

الٰہی تیری ہی بخشش ہم دیکھتے ہیں کہ تاریکیاں چھا گئیں اور حد سے بڑھ گئیں اور
بہت سے لوگوں پر گمراہی کا قول پورا ہوا یہ تقریر جو ہم نے بیان کی کہ علم ذاتی اور
علم مطلق محیط تفصیلی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں اور بندوں کے لئے نہیں
مگر مطلق علم عطائی اور یہ ہر مسلمان کو حاصل ہے۔ چہ جائے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ
والسلام اس لئے کہ یہ علم نہ ہو تو ایمان ہی ٹھیک نہیں جیسا کہ اوپر بیان گذرا
عجب کہ اس تقریر سے کسی وہابی کو وہم گذرے یوں کہ ہم میں اور ہمارے نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم میں کوئی فرق نہ رہا پھر اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کیا ذکر
کہ جیسا علم حضور اور دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہے ویسا ہم کو بھی
حاصل ہوا اور جس قسم کا ہم کو نہیں ان کو بھی نہیں تو ہم برابر ہو لئے۔ اور یہ اگرچہ
ایسی بات ہے کہ عام درکنار کسی عاقل کے بھی کہنے کی نہیں مگر وہابیہ سے دور

معائب میں جن سے اللہ تعالیٰ منزہ و بالا ہے اور بات نہ
رؤیت وہ علم ہے اور علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ رؤیت وجود پر موقوف ہے اور
معدوم اللہ تعالیٰ کے لئے مرئی نہیں اور اختلاف صرف اس میں ہے کہ بلاشبہ
اللہ تعالیٰ موجود کو بوقت وجود دیکھتا ہے یا ازل میں ہر اس چیز کو جو ہستی سے متصف
ہونے کو ہے دیکھتا ہے لہٰذا اس پر اتفاق ہے کہ محال سے متعلق نہیں ہوگی رؤیت
والحمد للہ ہے۔ رسالہ سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح میں خوب روشن
پر بیان کر دیا ہے تو آگاہ رہو۔ تو بات یہ ہے یہ خرافات جیسی ہیں جس کی رسالہ نے
بعض ائمہ کے بارے میں صراحت حکایت کی۔ وہ بلاشبہ مذہباً سنی تھے لیکن اس
مسئلہ میں سہو ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ سے ہم خواہان عفو و عافیت ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم۔

[illegible] صہ

از [illegible] مصنف [illegible]

عسیٰ ان یتوھم متوھم ان لم یبق اذن فرق بیننا وبین نبینا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فما ظنك بسائر الانبیاء علیھم الصلوٰۃ
والسلام فان الذی حصل لہ ولھم قد حصل لنا وما ھو منتف
عنا فھو منتف عنھم ایضا فقد استوینا وھذا وان کان
لا یصدر عن عاقل ؞ فضلا عن فاضل ؞ عن الوھابیۃ غیر بعید
ذلك بانھم قوم لا یعقلون ولیس منھم رجل رشید ؞ مالی
اقدّر وقد رقم اما سمعت ذلك المتقشف المتصلف ؞ المتشیخ
المتصوف ؞ المنصور المتکبر ؞ منھم فی زماننا من الھنود ؞ الطغام
العنود ؞ صنف رُسیّلۃ لا تبلغ اربعۃ اوراق ؞ تکاد تتفطر
منھا السبع الطباق ؞ سماھا حفظ الایمان ؞ وما ھی الا خفض الایمان
صرح فیھا بھذا القول ؞ ولم یخش وبال یوم الاول ؞ اذ قال
ما ترجمتہ ان صح الحکم علی ذات النبی المقدسۃ بعلم المغیبات
کما یقول بہ زید فالمسئول عنہ انہ ماذا اراد بھذا البعض
الغیوب ام کلھا فان اراد البعض فای خصوصیۃ فیہ لحضرۃ
الرسالۃ فان مثل ھذا العلم بالغیب حاصل لزید وعمرو بل لکل
صبی ومجنون بل لجمیع الحیوانات والبھائم وان اراد الکل
بحیث لا یشذ منہ فرد فبطلانہ ثابت نقلا وعقلا ام ولم یدر
العبد العنید ان مطلق العلم العطائی بالمغیبات خاص اصالۃ
بحضرات الانبیاء الکرام علیھم افضل الصلوٰۃ والسلام لقول ربھم
جل وعلا علم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من
رسول وقولہ عز مجدہ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب

نہیں یہ اس لئے کہ وہ ایک بے عقل قوم ہے اور ان میں کوئی شخص راہ پر نہیں
مجھے کیا ہوا کہ فرض کرتا ہوں حالانکہ واقع ہو لیا کیا تم نے نہ سنا کہ آج کل وہابیوں
میں کا وہ کھر کھراڈھیٹ شیخ وصوفی بننے والا اونچے بیٹھنے کا مدعی مغرور۔
جو کینے ہٹ دھرم ہندیوں میں سے ہے اس نے ایک رِسلیا تصنیف کی جو چار
ورق کی بھی نہیں۔ جس سے قریب ہے کہ ساتوں آسمان پھٹ پڑیں اس نے
اس کا نام حفظ الایمان رکھا اور وہ نہیں مگر خفض الایمان (یعنی ایمان کی پست
خوار کرنے والی) اس میں اس قول کی تصریح کردی اور روز قیامت کے وبال
سے نہ ڈرا اس کی عبارت یہ ہے :۔ "پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم
غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب
سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی
کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم
کے لئے بھی حاصل ہے .... اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک
فرد بھی خارج نہیں تو اس کا بطلان دلیل عقلی ونقلی سے ثابت ہے اھ"

اور ہٹ دھرم مردود نے نہ جانا کہ غیبوں کا مطلق علم عطائی اصالۃً
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے ان کے رب جل علا کے اس
قول سے کہ "اللہ غیب کا جاننے والا ہے تو اپنے غیب پر مطلع نہیں کرتا۔ مگر اپنے پسندیدہ
رسولوں کو" اور اس کے اس ارشاد سے کہ "خدا اس لئے نہیں کہ تم کو اپنے غیب
پر مطلع کردے، ہاں اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے چن لیتا ہے" تو ان کے
غیر کو جو علم حاصل ہوگا وہ انھیں کے فیض ومدد اور فائدہ عطا فرمانے اور راہ
دکھانے سے ملے گا تو برابری کیسی۔ علاوہ بریں علوم انبیاء میں سے ان کے غیر نہیں جانتے
مگر تھوڑا قلیل کہ انبیاء کے علوم غیب کے جو سمندر چھلک رہے ہیں ان کے سامنے

ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فما یحصل لغیرھم
انما یحصل بافاضتھم وامدادھم ؛ وافادتھم وارشادھم ؛
فانی التساوی علی ان غیرھم لایعلم من علومھم الانزرا یسیرا
لایعد شیأ بجنب مالھم من بحار متدفقۃ من العلوم
الغیبیۃ فانھم علیھم الصلوٰۃ والسلام یعلمون بل یرون و
یشاھدون جمیع ماکان وما یکون من اول یوم الی الیوم
الاخر قال اللہ تعالیٰ وکذلک نری ابراھیم ملکوت السمٰوات
والارض وللطبرانی فی کبیرہ ونعیم ابن حماد فی کتاب الفتن
والی نعیم فی الحلیۃ عن عبد اللہ بن عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ
عنھما عن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ان اللہ قد رفع
لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیمۃ کانما
انظر الی کفی ھذہ جلیا نامن اللہ تعالیٰ جلاہ لنبیہ کما جلاہ
للنبیین من قبلہ صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیھم اجمعین
فالبعید شقق بین الکل والبعض واذ قد انتفی الاول وای
الثانی شاملا للکل حکم باستواء علوم رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم الذی وسع العٰلمین علما وحلما وعلمہ اللہ مالم یکن
یعلم وکان فضل اللہ علیہ عظیما فعلم علوم الاولین والاٰخرین
وعلم ماکان وما یکون وعلم ما فی السمٰوات والارض وعلم ما بین
الشرق والغرب وتجلّیٰ لہ کل شئ وعرف ونزل علیہ القرآن
تبیانا لکل شئ وفصّل اللہ لہ کل شئ تفصیلا مع علم زید
وعمرو بل کل صبی ومجنون بل کل حیوان وبھیمۃ ولم یدر

کسی گنتی شمار میں نہیں اس لئے کہ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام روز ازل سے روز آخر تک
کے تمام ماکان و مایکون کو جانتے بلکہ دیکھ رہے اور مشاہدہ فرما رہے ہیں اللہ تعالےٰ
فرماتا ہے اور اسی طرح دکھاتے ہیں ہم ابراہیم کو ساری سلطنت آسمانوں اور
زمین کی۔ طبرانی نے معجم کبیر اور نعیم بن حماد نے کتاب الفتن اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء
میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا بے شک یقیناً اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا اٹھالی تو میں اسے اور اس
میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے سب کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس
ہتھیلی کو یہ ایک روشنی ہے اللہ کی طرف سے۔ جو اللہ نے اپنے نبی کے لئے چمکائی۔
جس طرح اگلے انبیاء کے لئے چمکائی تھی۔

تو مردود نے کل اور بعض دو شقیں رکھیں و رحب کہ پہلی شق موجود نہیں در
ان سے دوسری شق کسب کے لئے شامل خیال کیا تو حکم لگا دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم جن کا علم و حلم سارے جہان کو وسیع ہے اور اللہ نے انھیں سکھا دیا
جو کچھ وہ نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل ان پر بہت بڑا ہے تو انھوں نے سب اگلوں
پچھلوں کا علم جان لیا اور جو کچھ ہو گذرا ہے اور آنے والا ہے سب ان کے علم
میں آگیا۔ اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب انھیں معلوم ہو گیا اور مشرق
سے مغرب تک جو کچھ ہے سب سے خبردار ہو گئے اور ہر چیز ان پر روشن ہو گئی۔
اور انھوں نے پہچان لی اور ان پر قرآن اُترا ہر چیز کا روشن بیان اور اللہ تعالےٰ
نے ان کے لئے ہر چیز خوب مفصل بیان فرما دی۔ مردود نے اُن کو زید و عمر بلکہ ہر بچہ
اور پاگل بلکہ ہر جانور اور چوپایہ کے علم سے برابر کر دیا اور بدبخت نے نہ جانا کہ
بعض میں تو بڑی چوڑی وسعت ہے جو ایک چھوٹی سی بوند کی خوار بے مقدار سے۔
لے کر لاکھوں کروڑوں چھلکتے سمندروں تک کو شامل ہے۔ جن کا گہراؤ نہ جانا

الشقی ان البعض له عرض عریض شامل من قطیرۃ صغیرۃ ضئیلة ذلیلة الی الوف الوف بحار زواخر لایدری قعرها ولا لها حد ولا انتهاء وما الکل الا من علومه تعالیٰ لایحیطون بشئ من علمه الا بما شاء فان کان مجرد صدق لفظ البعض کا نیافی التساوی والتماثل ونفی الخصوصیة کما زعم الطرید البعید فلیحکم بتساوی قدرۃ الله تعالیٰ لقدرۃ زید وعمرو بل کل صبی ومجنون بل کل حیوان وبهیمة فان الحیوانات جمیعا تقدر علیٰ

ـه نحن معشر اهل السنة والجماعة نثبت القدرۃ الحادثه بعطاء المولیٰ سبحٰنه وتعالیٰ وان کانت کاسبة لاخالقة ونفیها مطلقا انما هو مذهب جهم بن صفوان الضال کما فی المواقف وشرحه وقد قال تعالیٰ ز

وغدوا علی حرد قادرین ای اصبحوا جمعین علی المنع مع کونهم قادرین علی النفع قال العلامة ابوالسعود فی تفسیرہ ارشاد العقل السلیم المعنی انهم ارادوا ان ینکدوا علی المساکین یحرموهم وهم قادرون علی نفعهم الخ وقال تعالیٰ لئلا یعلم اهل الکتاب الا یقدرون علی شئ من فضل الله قال فی التفسیر الکبیر القول الثانی ان لفظة لا غیر زائدۃ فالضمیر فی الا یقدرون الی الرسول صلی الله تعالیٰ علیه وسلم واصحابه والتقدیر لئلا یعلم اهل الکتاب ان النبی والمومنین لایقدرون علی شئ من فضل الله واذا لم یعلموا انهم لا یقدرون فقد علموا انهم یقدرون علیه واعلم ان هذا القول اولیٰ اھ مختصرا فان قیل ان القدرۃ الالٰهیة ازلیة ابدیة واجبة مؤثرۃ ولا کذلک قدرۃ العبد قلت هذہ امور غیر الکلیة والبعضیة وانما الکلام فیهما فالبعید هل یتحقق لعلم محمد صلی الله علیه وسلم مزیة ما علی علم المجنون والبهیمة فی صفات وکیفیات ؛ واحاطة وانادات ؛ وجلالة وتم وجزالة نفع واولیة فی الایجاد ؛ وتوسط فی الامداد ؛ الی غیر ذلک من فروق عظیمة جسیمة ؛ کبیرۃ

جائے اور نہ ان کا کوئی کنارہ نہ انتہا تو یہ سب کا سب نہیں مگر اللہ کے علموں میں سے بعض اور وہ اس کے علموں سے احاطہ نہیں کرتے مگر جتنا وہ چاہے تو اگر فقط لفظ بعض کا صادق آنا برابری اور مماثلت اور نفی خصوصیت کے لئے کافی ہو جیسا اس مردود مطرود نے گمان کیا تو یہ بھی حکم لگا دے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت زید و عمر بلکہ ہر بچہ و پاگل بلکہ ہر جانور اور چوپایہ کی قدرت[1] کے برابر ہے

---

[1] ہم گروہ اہل سنت خدا کی دین سے تو پیدا قدرت ثابت کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ کام کرنے والی ہے نہ پیدا کرنے والی اور اس کی بالکل نفی جہم بن صفوان گمراہ کا مذہب ہے جیسا کہ مواقف اور اس کی شرح میں ہے اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد کیا "وغدوا علی حرد قادرین" یعنی انھوں نے سویرے کو دینے کی ٹھان لی باوجودیکہ انھیں دینے اور نفع پہنچانے کی قدرت تھی علامہ ابو السعود نے اپنی تفسیر ارشاد العقل السلیم میں کہا کہ معنی یہ ہیں کہ انھوں نے چاہا کہ سختی کریں مساکین پر اور انھیں محروم کر دیں حالانکہ وہ انھیں نفع پہنچانے پر قادر تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا "تاکہ نہ جانیں اہلِ کتاب نبی اور ان کے صحابہ کو کسی شے پر قدرت نہیں اللہ کے فضل سے"۔ تفسیر کبیر میں کہا کہ دوسرا قول یہ ہے کہ لا زائد نہیں تو ضمیر الا یقدرون جانب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کے ہے اور تقدیر اس طرح ہے۔ تاکہ نہ جانیں اہلِ کتاب کہ نبی اور مسلمان قدرت نہیں رکھتے کسی چیز پر فضل الٰہی سے اور انھوں نے جب ان کا قادر ہونا نہ جانا تو ان کا قادر ہونا جانا اور جان لو کہ یہی قول بہتر ہے اھ بطور اختصار اگر کہا جائے کہ قدرت الٰہیہ ازلی ابدی واجب اور تاثیر والی ہے اور عبد کی قدرت ایسی نہیں تو میں کہوں گا یہ امور کلیت و جزئیت کے ماسوا ہیں اور کلام انھیں میں ہے تو کیا وہ دنکار معتقد ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کی کچھ بھی زیادتی کا علم مجنون اور چوپائے پر صفات و کیفیات میں محیط و مفید ہونے میں جلالت و وسعت کثرت منفعت میں ابتدا و ایجاد وسیلہ و امداد میں اور ان کے سوا بڑے بڑے عظیم۔ بہت بہت بزرگ و جسیم امتیازات جلیلہ سوا اس بعضیت کے کہ مشترک نزلا مردود مطرود ہیں یا نہیں۔ بلکہ ان کے علم کو اصلاً کوئی فضل کسی طرح پاگلوں اور چوپاؤں کے علم پر نہیں۔ دوسری شق پر اس کا کفر خوب کھل کر ظاہر ہو گیا کہ وہ دنکار ہوا مردود خود اپنے لئے اس کا مقر ہے کہ اس کے علم کے لئے فضیلتیں ہیں۔ گدھے بیل اور کتے سؤر کے علم پر اور پہلی شق پر اس نے خصوصیت کی نفی اور مماثلت کے حکم کی بنا صرف بعضیت میں شرکت پر رکھی باوجود اسی یقین کے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم کے لئے ان کے علم پر

مطلب: بندہ کی قدرت

بعض الافعال والحرکات وان لم تکن قدرتها موثرۃ

جلیلۃ ٭ کثیرۃ جزیلۃ ٭ سوی البعضیۃ المترکۃ عندہ ام لا بل علمہ لا یفضل عندہ اذا فی شیٔ ما علی علم المجانین والبھائم علی الثانی ظھر کفرہ ظھورا بینا فان الطرید البعید یعترف لنفسہ ایضا ان لعلمہ مزایا علی علم الثور والحمیر والکلب والخنزیر وعلی الاول اذ قد بنی نفی الخصوصیۃ والحکم بالتماثل علی مجرد الاشتراک فی البعضیۃ مع اذعانہ ان لعلومہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزایا علی علم ھؤلاء من جھات آخری لاتحاط کثرا فانتقض بالقدرۃ الالٰھیۃ تام ولا یجدی ذکر الفروق بتلک المزایا الخارجۃ عن الکلیۃ والبعضیۃ فاعرف وافھم واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ۱۲ منہ حفظہ ربہ من نیہ۔

لے ای فی الخلق ولا یجاد باجماع اھل السنۃ والجماعۃ ٭ حفظھم اللہ تعالیٰ عن کل شناعۃ ٭ واختلفوا انھا ھل لھا اثر ما فی شیٔ زائد علی الوجود کنسب واضافات واعتبارات یسمیھا البعض حالا والماتریدیون لا ینکرون ان ھناک امورا اعتباریۃ لھا قسط من الواقعیۃ لیست مجرد اختراع وھم کانیاب اغوال وان نازعوا فی القول بالاحوال واثبات واسطۃ بین الوجود والعدم فالخلف لفظی کما صرح بہ المحققون فجمھور الاشاعرۃ نفوہ مطلقا وما عندھم من الفعل للقدرۃ الحادثۃ الامعیۃ وللعبد منہ الامحلیۃ والحنفیۃ حسبوہ لا یکفی لنفی الجبر فاثبتوا لھا تاثیرا فی القصد وھو امر اضافی قطعا لیس من الموجود عینا فلا یکون استنادہ خلقا وتکوینا فانہ افاضۃ الوجود لا افاضۃ موجود ولا عبرۃ بقدم زلت وتاثیرھا فی الاضافات قد ارتضاہ بعض کبراء الاشعریۃ ایضا کامام السنۃ القاضی ابی بکر الباقلانی ولا اعلم علی خلافہ نصا ولا اجماعا وقد بینت کل ذلک فی رسالتی تجبیر الحبر بقصم الجبر واما انا فلست ممن یخوض فی ھذا وانما ایمانی وللہ الحمد ما ثبت بالقرآن ٭ واجمع علیہ الفریقان ٭ وشھدت بہ البداھۃ وادی الیہ البرھان ٭ ان لا جبر ولا تفویض ولکن امر بین امرین والفرق بین حرکتی البطشۃ والرعشۃ والصعود والھبوط ٭

کہ تمام حیوانات کسی نہ کسی فعل و حرکت پر قدرت رکھتے ہیں اگرچہ ان کی قدرت پیدا کرنے والی نہیں۔ تو بعض صادق آیا اور اللہ تعالیٰ اس سے برتر نہ بنی

دوسری جہات سے بکثرت بے حد فضیلتیں ہیں تو قدرت الٰہی سے نقص پورا ہے اور بیان کرنا فرقوں کا ان زیادتیوں سے جو کمیت وجیفیت سے خارج ہیں کچھ نفع بخش نہیں تو جان لو سمجھ لو واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ غفرلہ مدینہ

لے یعنی پیدا کرنے اور عدم سے وجود میں لانے میں باتفاق اہل سنت وجماعت اللہ کی ہیں ثبات سے مخصوص رکھے اور خلاف اس میں ہے کہ کیا اس کا کچھ بھی اثر کسی شے زائد علی الوجود میں ہے۔ مثل نسبت واضافت واعتبارات بعض اس کا حال نام رکھتے ہیں اور نفی اس کے منکر نہیں کہ امور اعتباریہ میں جن کے لئے واقعیت کا ایک حصہ ہے محض وہمی اختراع نہیں محض دندان غول بیابانی کی طرح اور اگر انہیں تول احوال اور وجود و عدم میں واسطہ ثابت کرنے میں نزاع ہے تو خلاف لفظی ہے جیسا کہ محققین نے اس کی تصریح کی تو جمہور اشاعرہ نے اس کو مصدق نہ مانا اور ان کے نزدیک نہیں ہے فعل سے قدرت حادثہ کے لئے مگر معیت اور بندہ کے لئے نہیں مگر تحسین تو اور احناف نے خیال کیا کہ یہ کافی نہیں انکار جبر کے لئے تو انھوں نے ثابت کی اس کے لئے تاثیر قصد میں اور قصد یقیناً امر اضافی ہے موجود عینی نہیں تو اس کی جانب استناد تخلیق و تکوین نہیں کہ وہ وجود کا افاضہ نہ موجود کا افاضہ اور لغزش قدم کا کچھ اعتبار نہیں اور اس کی تاثیر اضافتوں میں اسے بعض اکابر اشاعرہ نے بھی پسند کیا جیسے امام اہلسنت مدرقانی ابوبکر باقلانی اور اس کے خلاف میرے علم میں نہ کوئی نص نہ اجماع اور میں نے یہ سب بیان کیا ہے اپنے رسالہ "تجبیر الجبر بتصم الجبر[۲۹]" میں لیکن ان میں سے نہیں جو اس میں خوض کریں اور اللہ کے لئے حمد ہے کہ میرا وہی ایمان ہے جو قرآن سے ثابت ہوا اور جس پر دونوں فریق نے اجماع کیا اور ہدایت عقل نے اس پر گواہی دی اور دلیل قطعی اس حرف سے چلی کہ نہ مجبوری ہے نہ سپردگی، لیکن کام دونوں کے بین بین ہے

اور گرفت اور رعشہ چڑھنے اترنے اور کود نے کر پڑنے کی حرکتوں میں فرق کا شاہد ہے ضمیر انسان ناواقف نہیں اس سے کوئی بچہ نہ حیوان اور بندہ کے لئے آفرینش میں بالکل کوئی حصہ نہیں جو کچھ اپنے میں قدرت وارادہ واختیار محسوس کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہی بنائے سے ہے نہیں ان کے لئے کوئی اختیار نہ قدرت یا ارادہ جوان کا اپنا ہو اور تمہ کیا ہے موم

بالوثوب والسقوط؛ مما یشہد بہ الوجدان
ولا یجہلہ صبی ولا حیوان؛ ولیس للعبد من الخلق شیٔ جملۃ واحدۃ وما
یحس فی نفسہ من قدرۃ وارادۃ واختیار فانما خلقہا اللہ تعالٰی فیہ ماکان
لہم الخیرۃ ولا قدرۃ اوارادۃ لیستبدون بہا وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ
ما شاء اللہ کان ولو اجتمع علی دفعہ العٰلمون؛ ومالم یشاء لم یکن ولو اجتھد
لایقاعہ الاولون والاخرون؛ واللہ خلقکم وما تعملون؛ یثیب من
شاء والثواب فضلہ؛ ویعذب من شاء والعذاب عدلہ؛ وما ظلمھم اللہ
ولکن کانوا ھم الظالمین؛ جزاء بما کانو یکسبون؛ فالتکلیف حق والجزاء
حق والحکم عدل والاعتراض کفر والاستبداد ضلال والتحجر جنون
والجنون فنون؛ ولا حجۃ لاحد علی اللہ مھما فعل و للہ الحجۃ البالغۃ
لا یسئل عما یفعل وھم یسألون؛ فھذا ایماننا ولا نزید علیہ وان سُئلنا
عمّا وراءہ قلنا لاندری ولا کلفنا بہ ولا نخوض بحرا لا نقدر علی سباحتہ؛
نسأل اللہ الثبات علی دین الحق وسداجتہ؛ والحمد للہ
رب العٰلمین

ام منہ حفظہ ربہ
حیدرہ

ذات کریم اور صفات قدیم پر قدرت رکھے ورنہ تحت قدرت ہوگا تو ممکن، ہو جائے گا تو خدا نہ ہوگا اور اس کی صفتیں مخلوق و نو پیدا ٹھہریں گی۔ اس لئے کہ جو قدرت سے موجود ہوا۔ وہ پیدا کرنے سے موجود ہوتا ہے اور جو پیدا کرنے سے موجود ہوتا ہے وہ پہلے ناپید ہوتا ہے تو یہاں بھی بعض کا لفظ صادق آیا کہ تمام اشیاء کا احاطہ یہاں بھی نہیں تو برابری اور ساری برائیاں لازم آگئیں اور میں تجھے ایک مثال بیان کروں۔ ایک بادشاہ جبار تمام و کمال دنیا کا مالک ہوا اور ہر چھوٹا بڑا خزانہ سب اسی کے ملک میں تھا اور اس کے کچھ نواب سردار تھے۔ جنھیں ایک ایک ضلع کے خزانے پر اس نے مسلط کیا۔ تاکہ محتاجوں کی اعانت کریں اور مسکینوں کو خیرات دیں اور سب پر ایک نائب اعظم کو سردار کیا

وہ اللہ چاہے اور وہی ہوا جو اللہ نے چاہا اگرچہ اس کے دفع پر ایکا کرے سارا جہاں اور جو وہ نہ چاہے نہ ہو اگرچہ اس کے ہونے کی بلیغ کوشش کریں سارے اگلے جن و انسان اللہ ہی نے تمھیں پیدا کیا۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اسی نے خلق فرمایا۔ ثواب دیتا ہے جسے چاہے اور ثواب اس کا فضل ہے اور عذاب دیتا ہے جسے چاہے اور عذاب اس کا عدل ہے اور نہ تھا اللہ کہ ان پر ظلم فرماتا لیکن وہ خود آپ ہی ظالم ہیں بدلہ اس کا جو وہ کمایا کرتے۔ تو تکلیف حق ہے اور جزا و سزا حق اور حکم انصاف اور اعتراض اسلام کے خلاف کفر و اشکاف اور استقلال ماننا گمراہی اور مجبور جاننا پاگل پن اور جنون کی بہت قسمیں بہت سے فن۔ اور کسی کے لئے کوئی حجت اللہ پر نہیں کہ کیا کیا اور اللہ ہی کے لئے حجت ابالغہ اس سے کوئی کام نہیں پوچھا جائے گا کہ کیا کیا اور بندوں ہی سے پوچھ ہوگی یہ ہے ہمارا ایمان اور اس پر ہم کچھ زیادہ نہ کریں گے اور جو ہم سے پوچھا جائے گا اس کے ماسوا تو ہم کہہ دیں گے کہ ہم نہیں جانتے نہ ہم کو اس کی تکلیف دی گئی۔ نہ ہم گھسیں ایسے سمندر میں جس میں تیرنے کی ہم میں قدرت نہیں اور ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں نکمہ حق پر ثابت قدم رکھنے کا۔ والحمد للہ رب العالمین ۱۲ منہ غفرلہ جدیدہ۔

وصفاته القديمة والا لكان مقدورا فكان ممكنا فلم يكن الٰها وكانت
صفاته مخلوقات حوادث اذ كل موجود بالقدرة موجود بالخلق
وكل موجود بالخلق مسبوق بالعدم فصدق ههنا ايضا لفظ البعض
لانتفاء الاحاطة بجميع الاشياء فلزم التساوى مع جميع المساوى
وسأضرب لك مثلا ملك جبار ملك الدنيا بحذافيرها ومَلك الخزائن
بنقيرها وقطميرها وله نُواب وامراء سلطهم على خزائن قطر
قطر ليعينوا المحتاجين ويتصدقوا على المساكين وامّر عليهم
جميعا خليفة اعظم ليس فوقه الا الملك الاكرم وجعل خزائنه
جميعا طوع يديه وآمر الكل مفوضا اليه الّا خاصة نفسه
فهو يقسم على النواب والامراء وهم على من تحتهم درجة فدرجة
حتى تصل القسمة الى الفقراء فيصيب كلا نصيبه وفيهم شقى
طريد خبيث بعيد ينازع الملك ونوابه فلا يذعن لهم ولا
يعظمهم ولا يرى فضلا عليه لهم وما عنده قوت يومه
فقير بائس مسكين مفلس لم يصل اليه من قسمة الامراء الا فلس
واحد مطموس كاسد وهو يقول انا والخليفة الاكبر
كلانا سواء فى المال والملك لانه ان اريد ملك الكل فليس
للخليفة ايضا وان اريد ملك البعض فاى خصوصية فيه
للخليفة فانى ايضا املك البعض اليس فى ملكى هذا الفلس الا سود
الكاسد فهذا الشقى الكفور العائل المتكبر المغرور لا شكر
عطاء الخليفة ولا عظم منصب الخلافة ولا فرق بين الفلس
الكاسد والخزائن العامرة المالئة وجه الارض من الشرق
والغرب بل ولا قدر الملك الجبار حق قدره واستخف بعظيم شان

جس سے اوپر سب سے زیادہ عزت والے بادشاہ کے سوا کوئی نہیں تو بادشاہ
نے اپنے تمام خزانے اس کے ہاتھ اختیار میں دیدیئے اور خاص اپنی ذات کے
سوا سب کے معاملات اسے سپرد کردیئے تو وہ نائب اعظم سب نوابوں اور سرداروں
پر تقسیم کرتا ہے اور وہ درجہ بدرجہ اپنے ماتحتوں پر بانٹتے ہیں یہاں تک کہ وہ تقسیم
فقیروں تک پہنچتی ہے تو ہر ایک کو اس کا نصیب ملتا ہے اور ان محتاجوں میں ایک
بدبخت مطرود گندہ مردود ہے جو بادشاہ اور اس کے نوابوں سے جھگڑتا ہے نہ ان کی عقیدت
رکھے اور نہ ان کی تعظیم کرے نہ انھیں اپنے سے کچھ بڑھ کر سمجھے اور وہ نان شبینہ کا محتاج ہے،
فقیر آفت زدہ مسکین مفلس اسے امیروں کی تقسیم سے صرف ایک پیسہ پہنچا مات کھوٹا اور
وہ کہتا ہے کہ میں اور نائب اعظم دونوں مال و ملک میں برابر ہیں اس لئے اگر تمام اموال
کی ملک مراد لی جائے تو وہ خلیفہ کو بھی حاصل نہیں اور اگر بعض کی ملک مراد ہے تو
اس میں خلیفہ کی خصوصیت کیا ہے کہ بعض کا میں بھی مالک ہوں کیا یہ کالا کھوٹا پیسہ میری
ملک میں نہیں تو اس بدبخت بڑے ناشکرے محتاج مغرور بکنے والے نے نہ تو عظمت
خلیفہ کا حق [illegible] اور نہ منصب خلافت کی تعظیم کی اور ایک کھوٹے پیسے اور معمور خزانوں میں
جو شرق سے غرب تک زمین کو بھرے ہوئے ہیں کچھ فرق [illegible] بادشاہ جبار
ہی کی قدر جیسی چاہیے نہ پہچانی اور اس کی خلافت [illegible] تو ان میں
تو بڑے وبال [illegible] عذاب اور سخت مار [illegible] بادشاہ تو اللہ
عزوجل ہے اور اس کے خلیفہ اعظم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] انبیاء
اولیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور ہم فقیر ہیں ان سے بھیک مانگنے والے اور وہ گالی
دینے والا مردود وہ کنگال ہے راندہ گیا ہٹ دھرم [illegible] اللہ سے عفو و
عافیت مانگتے ہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اے مسلمان اللہ تیری حمایت کرے کیا تجھے [illegible] اس برے

خلافته ورة ؛ فاستحق العذاب الوبيل والعقاب الشديد؛
والنكال المديد؛ فالملك هو الله سبحٰنه وتعالیٰ وخليفته
الاکبر محمد صلّے الله تعالیٰ عليه وسلم والنواب والامراء الانبياء
والاولياء عليهم الصلوٰة والسلام ونحن الفقراء المتكففون منهم
وآلساب البعيد ؛ هو ذلك العائل الطريد ؛ العنود اللدود
المريد ؛ نسأل الله العفو والعافية ولاحول ولاقوة الابالله
العلی العظيم يامسلم رحماک الله أتظن ان الاخرا للئيم جاهل
ذلك الفرق العظيم حاش لله بل دار به ولانكار فضل رسول الله
صلی الله تعالیٰ عليه وسلم داریٔ له فان شئت ان ترى حقيقة
ذلك فأته وخاطبه بقولك يامساوى الكلب والخنزير؛
فی العلم والتوقير؛ ستراه يحترق غيظا؛ ويكاد يموت
غنظا ؛ فسله هل احطت بكل شئ علما كمثل الله سبحانه
وتعالےٰ فان قال نعم فقد كفر وان قال لا
فقل له ای خصوصية لك فی العلم فان العلم ببعض الاشياء
حاصل لك ولكل كلب وخنزير؛ فما لك تسمی عالما دون نظرائك
الكلاب والخنازير؛ وهكذا حال التوقير؛ فليس لك كل الوقار
ولم تخل الكلاب والخنازير عن بعضه لان الكفار اذلّ واوضع
قدرا منها قال تعالیٰ اولئك هم شر البرية فعند ذلك يؤمن
بالفرق بين القليل والكثير فضلا عن فرق الامالة والتطفل
والعطاء والتكفف فان الكلب لم يتعلم منه والخنزير لم يتطفل،

فرق کو جانتا نہیں حاش للہ بلکہ خوب جانتا ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت سے انکار کرنے کے لئے اسے دفع کر رہا ہے اگر تو اس کی حقیقت دیکھنا چاہے تو اس کے پاس جا اور اس سے یوں خطاب کر کہ اے علم و حکمت میں کتے اور سور کے برابر ابھی تو اسے دیکھ لے گا کہ غیظ میں جل جائے گا۔ اور غصہ میں مرنے کے قریب ہو جائے گا تو اب اس سے پوچھ کیا تیرا علم اللہ تعالیٰ کی طرح ہر شے کو محیط ہے اگر کہے ہاں جب تو آپ ہی کافر ہے اور اگر کہے نہیں تو اس سے کہہ کہ علم میں تیری خصوصیت کیا ہے؟ کہ بعض کا علم تو ہر کتے اور سوٗر کو حاصل ہے تو کیا سبب کہ تجھے عالم کہا جاتا ہے نہ تیرے ان مانندوں کتوں اور سوروں کو اور عزت کا بھی یہی حال ہے کہ جمیع عزت تو تیرے لئے ہے نہیں اور کتے اور سور بھی اس کے بعض سے خالی نہیں اس لئے کہ کافران سے زیادہ ذلیل و خوار تر ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ سارے جہان سے بدتر ہیں اس وقت کم و بیش کے ایمان پر فرق لائے گا۔ چہ جائے اصلی اور طفیلی اور بخشنے اور بھیک مانگنے کا فرق اس لئے کہ کتے نے اس سے علم حاصل نہ کیا اور سور اس کا طفیلی نہیں بخلاف تمام جہان کے علم[۱] والوں کے کہ ان کو جو کچھ ملا ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

[۱] امام عبدالوہاب کی یواقیت والجواہر فی العقائد الاکابر کے مبحث ۳۲ میں ہے اگر تم نے کہا کیا کوئی وہاں ایسا بشر ہے جو بلا واسطہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا میں کچھ علم پائے تو جواب وہ ہے کہ فرمایا شیخ نے باب ۱۹ میں کوئی نہیں کہ دنیا میں کچھ علم حاصل کرے اور وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روحانیت سے نہ ہو خواہ انبیا، یا علما ان کی بعثت سے اگلے یا پچھلے اھ

میں کہوں گا سوال کے قول میں البشر اور فی الدنیا کا مفہوم مخالف نہیں کیونکہ وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے بڑے نائب خدا اور علی الاطلاق ہر شے کے بانٹنے والے ہیں۔ تو نہیں ملتی ساری کائنات میں سے کسی کو کوئی دنیا و آخرت کی نعمت مگر ان کے دستِ مبارک سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسے کہ اس کی تصریح فرمائی اکابر نے اور ہم نے ان کی وہ سب تصریحات اپنی کتاب سلطنۃ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ میں نقل کیں ۱۲ منہ غفرلہ جدیدہ

علیہ بخلاف علماء العالم فانما وصل الیھم ما وصل من العلوم بامداد محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما قال تعالیٰ لتبین للناس ما نزل الیھم وقد سمعت قول البوصیری فی البردۃ ؎ وکلھم من رسول اللہ ملتمس الی اخر البیتین الموردین فی الخطبۃ والحمد للہ رب العلمین۔

النظر الرابع

الوھابیۃ خذلھم اللہ تعالیٰ اذا عجزوا وایسوا جعلوا یطلبون لھم الخلاص ؛ ولات حین مناص ؛ فقالوا نعم اطلع اللہ تعالیٰ محمدا صلّے اللہ علیہ وسلم علی بعض المغیبات فی بعض الاوقات علیٰ جھۃ الاعجاز بید انہ لایعلم الا ما علم قالوا ونحن ایضا لا نقولون الا بھذا فارتفع الشقاق ؛ وحصل الوفاق ؛ وھم

؎ فی الیواقیت والجواھر فی عقائد الاکابر للامام الشعرانی فی المبحث الثالث والثلثین فان قلت ھل ثم احد من البشر ینال فی الدنیا علما من غیر واسطۃ محمد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فالجواب کما قالہ الشیخ فی الباب الاحد وتسعین ولیس احد ینال علما فی الدنیا الا وھو من باطنیۃ محمد صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سواء الانبیا والعلماء المتقدمون علی مبعثہ والمتأخرون عنہ واطال فی ذلک کما تقدم بسطہ فی المبحث قبلہ ام قلت ولا مفھوم لقول السوال من البشر ولا لقولہ فی الدنیا فانہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھو الخلیفۃ الاکبر والقاسم المطلق فلا تصل لاحد من الخلق دنیا واخری نعمۃ الا علی یدہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما نص علیہ الاکابر وسردنا نصوصھم فی کتابنا سلطنۃ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ ۱۲۹۷ء ام منہ حفظہ حبیدہ

کی امداد سے ملا ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا تاکہ تم لوگوں سے بیان کردو جو کچھ ان
کی طرف اتارا گیا ہے اور قصیدہ بردہ شریف میں امام بوصیری کا ارشاد سن چکے سے

"رسول اللہ تجھ سے مانگتا ہے ہر بڑا چھوٹا"

دونوں شعروں کے اخیر تک جو خطبہ میں لائے گئے۔ والحمد للہ رب العلمین

منظر چہارم

خدا کے مخذول وہابیہ جب عاجز و ناامید ہوتے ہیں تو اپنے لئے بچاؤ ڈھونڈھتے ہیں حالانکہ بچاؤ کا وقت کہاں تو یوں کہتے ہیں کہ ہاں اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعض وقت بعض غیبوں کا علم معجزہ کے طور پر دیا مگر ہے یہ کہ وہ اتنا ہی جانتے ہیں جتنا سکھائے گئے کہتے ہیں کہ تم بھی تو اسی کے قائل ہو تو اختلاف اٹھ گیا اور اتفاق حاصل ہوا۔ وہ اپنی باتوں سے یہ چاہتے ہیں کہ جاہل کو دھوکا دیں اور غافل کو شکار کریں لیکن وہ جس نے ان کی باتیں دیکھیں اور ان کی گالیاں سنیں اس پر پوشیدہ نہیں کہ سب بھوؤں میں بری بھوؤ وہ ہے جو جھانکے اور دبک جائے۔ کیا دلی کے وہابی نے نہ کہا؟ کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ نہ جانتے تھے یہاں تک خود اپنے خاتمہ کا حال اس ذلیل کو چھوڑ اور اس جیسے نیچے والے کو دھکا دے کیا ان کے دہلوی پیشوا نے تقویۃ الایمان میں نہ کہا جو کسی نبی کے لئے غیب کی بات جاننے کا دعویٰ کرے اگرچہ ایک پیڑ کے پتوں کی گنتی اس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا چاہے یوں مانے کہ وہ اپنی ذات سے جانتے ہیں یا خدا کے بتانے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ کیا ان کے بڑے گنگوہی نے اپنی براہین میں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیوار پیچھے کا حال نہ جانتے تھے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

انما یریدون ان یکیدوا الجاہل ؛ ویصیدوا الغافل ؛ اماّ

الذی رائی کلماتھم ؛ وسمع سبّاتھم ؛ فلا یخفی علیہ ان شر

الکنائن الخبأۃ الطلعۃ - اما قال وھابی دھلی ان محمد صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم لا یعلم شیأ حتی حال خاتمۃ نفسہ دع ذلک

المھین ؛ ودُعَّ امثالہ من الاسفلین ؛ اما قال اما مھم الدھلوی

فی تقویۃ الایمان ان من ادعی لنبی علم المغیبات ولو علم عدد

اوراق شجرۃ نقد اشرک باللہ سوآء قال انہ یعلمہ بنفسہ او بعطاء

اللہ تعالیٰ علی کل وجہ یثبت الشرک اما قال کبیرھم الکنکوھی

فی براھینہ انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن یعلم ما وراء جدار

وجعلہ قول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افتراء علیہ

ونسب روایتہ بکمال الوقاحۃ الی الشیخ المحقق المحدث الدھلوی

مع ان الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ انما اوردہ اشکالا واجاب بانہ

لم یثبت[۱] ولم تصح الروایۃ بہ کما نص علیہ فی مدارج النبوۃ

فانّی ھذا مما نطق بہ القرآن العظیم ؛ ونصت علیہ صحاح

احادیث النبی الکریم ؛ علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم ؛ و

امتلأت بہ زبر الاولین ؛ واسفار الاخرین ؛ من ائمۃ الدین

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم علوم الاولین والاخرین و

علم جمیع ما کان وما یکون وتجلی لہ کل شئ وعرف اٰما

---

[۱] وکذلک قال الامام ابن حجر العسقلانی لا اصل لہ اھ وقال
الامام ابن حجر المکی فی افضل القری لم یعرف لہ سند اھ من
حسام الحرمین للمصنف حفظہ اللہ تعالیٰ -

مطلب :- الوھابیۃ افنی من المشرکین

وسلم پرافترا کرکے اسے خود حضور کا قول ٹھہرادیا اور بکمال بےحیائی اس کا روایت کرنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی طرف نسبت کیا۔ حالانکہ شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تو اس کو اشکال کے طور پر ذکر کیا اور اس کا یہ جواب دیا کہ یہ حدیث ثابت[1] نہیں اور اس کی روایت صحیح نہیں جیساکہ مدارج النبوۃ میں تصریح فرمائی تو کہاں یہ قول اور کہاں وہ جس پر قرآن عظیم ناطق ہے اور جس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحیح حدیثیں نص فرمارہی ہیں اور ائمہ دین سے اگلوں کی کتابیں اور پچھلوں کی تصنیفیں اس سے مملو ہیں یہ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب اگلوں پچھلوں کا علم جانتے ہیں اور تمام گذشتہ وآئندہ سے آگاہ ہیں اور ہر چیز ان کے لئے روشن ہوگئی اور انھوں نے پہچان لی۔۔ رہا ان کا کہنا کہ وہ نہیں جانتے مگر جتنا بتائے گئے یہ حق بات ہے جس سے انھوں نے باطل کا ارادہ کیا اور ایسا ہی ان کا کہنا کہ بعض مغیبات اور بعض اوقات اس لئے کہ ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمیع معلومات الٰہیہ کا احاطہ کرلیا کہ یہ تو مخلوق کے لئے محال ہے جیسا کہ ہم اوپر بیان کرآئے اور عنقریب ہم تم سے بیان کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سکھانا بذریعہ قرآن عظیم ہوا اور قرآن تھوڑا تھوڑا کرکے اترا اور ہر وقت نہیں اترتا تھا تو اوقات اور معلومات دونوں میں بعض ہونا صادق ہوا۔ مگر ہے یہ کہ وہابیہ اس بعض سے "قلیل وحقیر واندک" مراد لیتے ہیں یوں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے کمینہ نفسوں پر قیاس کرتے ہیں جیسی کہ یہ مشرکین کی قدیم زمانہ سے عادت ہے جب کہ وہ رسولوں سے کہا کرتے "تم تو نہیں ہو

---

[1] یوں ہی امام ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور امام ابن حجر مکی نے افضل القریٰ میں فرمایا کہ اس کے لئے کوئی سند معلوم نہیں۔ منقول از حسام الحرمین مؤلفہ مصنف غفرلہ ۱۲

قولهم لا يعلم الا ما علم فكلمة حق اريد بها باطل وكذا قولهم

بعض المغيبات وبعض الاوقات فانا لا ندعى انه صلى الله تعالىٰ

عليه وسلم قد احاط بجميع معلومات الله سبحانه وتعالىٰ

فانه محال للمخلوق كما قدمنا وسنلقى عليك ان تعليم الله

تعالىٰ له صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان بالقرآن والقرآن نزل

نجما نجما ولم يكن ينزل كل وقت فصدق البعض فى الاوقات

وفى المعلومات جميعا ولكنهم انما يريدون به القليل والنزر

اليسير قياسا له صلى الله تعالىٰ عليه وسلم على انفسهم اللئيمة؛

كما هى للمشركين من قديم الزمان شيمة اذ قالوا للرسل ما

انتم الا بشر مثلنا بل هؤلاء اعمى واغوى منهم لان المشركين

انما زعموا المثلية لقولهم وما انزل الرحمٰن من شئ فاذا نفوا

الانزال والارسال لم تبق عندهم الا البشرية المشتركة بزعمهم

اما هؤلاء فقائلون بالرسالة ومع ذلك ينزلون الرسل منزل

انفسهم فسبحٰن مقلب القلوب والابصار ومنشؤ هذا المرض فيهم

انهم يستكثرون علم ما كان وما يكون بالمعنى الذى ذكرنا

ولا يفهم فى تقدير عقولهم السخيفة صحته لرسول الله صلى الله

تعالىٰ عليه وسلم فضلا عن غيره من الانبياء الكرام؛

والاولياء العظام؛ عليهم الصلوٰة والسلام؛ وما استكثروه

الا لانهم ما قدروا الله حق قدره؛ ولم يعلموا سعة قدرته

وامره؛ ووزنوا الرسل بميزان احلامهم؛ فكذبوا بما لم يحيطوا

بعلمه فى اوهامهم؛ اما نحن معاشر اهل الحق فقد علمنا ولله الحمد

مطلب۔ الوہابیہ اعمی من مشرکین

مگر ہم جیسے آدمی" بلکہ وہابیان مشرکوں سے بھی بڑھ کر کودن وگمراہ ہیں اس لئے کہ مشرک جو رسولوں کو اپنے جیسا بتاتے تھے وہ ان کے اس قول کے بنا پر تھا کہ رحمٰن نے کچھ نہیں اتارا تو جب وہ نزول کتاب وحصول رسالت کا انکار کر چکے تو اب شیٔ مگر بشریت جو ان کے زعم میں مشترک تھی اور یہ تو رسالت کے قائل ہیں اور پھر... بھی رسولوں کو اپنے مرتبہ میں رکھتے ہیں تو پاکی ہے اسے جو دلوں اور آنکھوں کو الٹ دیتا ہے اور یہ بیماری انھیں یوں پیدا ہوئی کہ ما کان وما یکون جس معنی پر ہم ذکر کر آئے ہیں انھیں بہت لگتا ہے اور ان کی بودی عقلوں کے اندازے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ان کا صحیح ہونا نہیں آتا چہ جائے دیگر انبیائے کرام اور اولیائے عظام علیہم الصلاۃ والسلام اور یہ انھیں اسی لئے بہت لگا کہ انھوں نے اللہ ہی کی قدر جیسی چاہیے نہ پہچانی اس کے علم وقدرت کی وسعت نہ جانی اور رسول کو اپنی عقل کی ترازو میں تولا تو جس بات کا علم ان کے وہم میں نہ آیا اسے جھٹلا بیٹھے اور ہم گروہ اہل حق بحمد اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ روز اول سے جو کچھ ہو گزرا اور روز آخر تک جو کچھ آئے گا اس سب کی تفصیل جو ہم نے ذکر کی وہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم کے حضور نہیں مگر ایک تھوڑی چیز اور اس پر دلیل رب عزوجل کا ارشاد ہے کہ اس نے بتا دیا تمھیں جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے

اقول اس آیہ کریمہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر منت رکھی ہے کہ جو کچھ وہ نہ جانتے تھے اللہ نے انھیں بتا دیا اور اس احسان جتانے کو ایسی بات سے ختم فرمایا[1] جو اس عظیم منت کی عظمت اور اس بڑی نعمت کی بڑائی پر

---

[1] اس احسان الٰہی کا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر احسان رکھنا ہی اس منت عظمیٰ کی عظمت کا کافی ثبوت ہے کہ فی الحقیقت کوئی بادشاہ اپنے بڑے امراء سلطنت پر احسان نہیں جتاتا مگر بڑی عظمت و جلالت چیز سے تو کیا ذکر شہنشاہ کے منت جتانے اور احسان رکھنے کا اس پر جو اس کا بڑے سے بڑا امیر اور نہایت عظمت والا نائب السلطنۃ ہو تو پھر اس کا کیا کہنا جبکہ اپنے امتنان کو ایسی شے سے ختم کرے جو اس کے باعظمت ہونے کی نص صریح ہو وللہ الحمد ۱۲ منہ حفظہ

ان هذا الذی ذکرنا من تفاصیل کل ما کان من اول یوم وما یکون الی اخر الایام لیس بجنب علوم نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا شیئا قلیلا والدلیل علیہ قولہ عزوجل وعلمک ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما **اقول** امتن اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ فی ھذہ الاٰیۃ علی حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتعلیمہ ما لم یعلم وختم الامتنان[1] بما دل علی عظم تلک المنۃ العظمٰی ؛ وفخامۃ ھذہ النعمۃ الکبری ؛ فقال وکان فضل اللہ علیک عظیما ومعلوم ان ما کان وما یکون بالمعنی المذکور المثبت کلہ فردا فردا تفصیلا تاما فی اللوح المحفوظ لیس الا الدنیا فان الاخرۃ بعد الیوم الاخر وورا٫ھما ذات اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ وصفاتہ التی لا یسعھا لوح ولا قلم وقد قال اللہ تعالیٰ فی الدنیا قل متاع الدنیا قلیل فانّی یقع ما استقلہ اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ مما استعظمہ وکبر شانہ مع ان علمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قد تعدی الی ما بعد الیوم الاخر من الحشر والنشر والحساب والکتاب ؛ وتفاصیل ما ھنالک من الثواب والعقاب ؛ الی نزول الناس منازلھم من الجنۃ والنار الی ما بعد ذلک مما شاء اللہ تعالیٰ اعلامہ وقد علم صلی اللہ تعالیٰ

---

[1] الامتنان الالھی بہ علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان کافیا لاثبات عظمۃ ھذہ المنۃ فان الملک لا یمتن علی کبراء امراء دولتہ الا بشیئ عظیم جلیل فکیف بامتنان ملک الملوک علی من جعلہ اکبر امیر واعظم خلیفۃ فکیف اذ اختتم امتنانہ بما ینص علی کبرہ شأنا عظیما وللہ الحمد ۱۲ منہ حفظ ربہ

مطلب لیس علم جمیع ما کان وما یکون الا بعضا من علوم نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

دلالت کرتی ہے کہ فرمایا اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے کہ ماکان و مایکون بہ معنی مذکور
جس کا ہر ہر فرد بہ تفصیل تام لوح محفوظ میں ثبت ہے یہ نہیں مگر دنیا اس لئے
لئے کہ آخرت تو قیامت کے بعد آئے گی اور دنیا و آخرت دونوں سے باہر
اللہ عزوجل کی ذات و صفات ہیں جو نہ لوح محفوظ میں آسکیں نہ قلم میں اور اللہ
تعالیٰ نے دنیا کے بارے میں فرمایا کہ "تم کہدو کہ دنیا کی پونجی تھوڑی ہے" تو
وہ جسے اللہ تعالیٰ قلیل بتارہا ہے اس چیز سے کیا نسبت رکھے۔ جسے اللہ نے
عظیم بتایا اور اس کی شان کی بڑائی کی لہذا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کا علم روز آخر سے بعد کی اشیاء تک بڑھا۔ جیسا حشر و نشر و حساب و کتاب اور
وہاں جو ثواب و عقاب ہے۔ اس کی تفصیلیں یہاں تک کہ لوگ جنت و دوزخ
میں اپنے اپنے ٹھکانے پہنچیں اور اس کے بعد کی اور باتیں جتنی خدا تعالیٰ نے
بتانی چاہیں اور بے شک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل
کی ذات و صفات سے اتنا پہچانا۔ جس کی قدر خدا ہی جانے۔ جس نے یہ بخششیں
اپنے مصطفےٰ کو عطا کیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ثابت ہوا کہ تمام گذشتہ و آئندہ
کا علم جو لوح محفوظ میں لکھا ہے وہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم سے
نہیں مگر ایک ٹکڑا نہ کہ وہ ان کے حق بہت ٹھہرے۔ اور انہیں حاصل نہ ہو۔
اسی لئے[1] امام اجل بوصیری کہ اللہ تعالیٰ ان کی برکتوں سے نفع دے

---

[1] اور ملک العلماء بحر العلوم ابو العیاش عبد العلی محمد لکھنوی قدس سرہ نے حاشیہ شرح میرزاہد رسالہ قطبیہ کہ بیان تصور و تصدیق میں ہے۔ اس کے خطبہ میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح سرائی میں فرمایا جس کی عبارت یہ ہے اور انہیں بعض وہ علوم سکھائے جن پر قلم اعلیٰ حاوی نہ ہوا اور لوح اونی ان کا احاطہ نہ کرسکی۔ زمانے نے روز ازل سے نہ اس جیسا پیدا کیا نہ ابد تک ویسا پیدا ہو تو نہیں ہے سارے آسمانوں اور زمین میں اس کا ہمسر کوئی جوڑ ۱۲ منہ غفرلہ جدیدہ مدینہ

علیہ وسلم من ذاتہ عزوجل وصفاتہ ما لایحصی قدرہ الا اللہ المانح تلک العطایا لمصطفاہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فاذن لیس علم ما کان وما یکون المثبت فی اللوح المحفوظ الا بعضا من علوم حبیبنا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فضلا ان یتکثر علیہ فلا یحصل لدیہ ولھذا قال الامام الاجل الابوصیری[1] نفعنا اللہ تعالٰی ببرکاتہ فان من جودک الدنیا وضرتہا ومن علومک علم اللوح والقلم فاتی بمن التبعیض والقی حبال الغیظ والغنظ علی کل قلب مریض قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور وقال العلامۃ علی القاری فی الزبدۃ شرح البردۃ تحت البیت المذکور توضیحہ ان المراد بعلم اللوح ما اثبت فیہ من النقوش القدسیۃ والصور الغیبۃ وبعلم القلم ما اثبت فیہ کما شاء والاضافۃ لادنی ملابسۃ وکون علمہما من علومہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان علومہ تتنوع الی الکلیات والجزئیات وحقائق ودقائق وعوارف ومعارف تتعلق بالذات

---

[1] وقال المولی ملک العلماء بحر العلوم ابو العیاش عبد العلی محمد اللکنوی قدس سرہ فی خطبۃ حواشیہ علی شرح السید زاھد للرسالۃ القطبیۃ فی التصور والتصدیق یمدح نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بما نصہ وعلمہ علوما بعضہا ما احتوی علیہ القلم الاعلی وما استطاع[عہ] علی احاطتہا[عہ] اللوح الاوفی لم یلد الدھر مثلہ من الازل ولم یولد الی الابد فلیس لہ فی السموات والارض کفوا احد ام ۱۲ منہ حفظہ ربہ سبحٰنہ مدنیہ

عہ بتضمین معنی قدر ۱۲ عہ موصولۃ عطفا علی الخبر وھو ما احتوی او نافیۃ عطفا علی الجملۃ صفۃ اخر لعلوما وھذا اولی لما یبحث الضمیر ۱۲ عہ بتضمین معنی قدر ۱۲

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں ؎

تمھارے جود سے دنیا اور اس کی سوت ایک حصہ ٭ تمھارے علم سے لوح وقلم کے علم ایک ٹکڑا

تو امام متن کا لفظ لائے جو بعض پر دلالت کرتا ہے اور ہر بیمار دل پر غم وغصہ کے پہاڑ ڈھائے۔ ان سے کہو کہ اپنے غصہ میں مرجاؤ۔ اللہ خوب جانتا ہے سینہ کی بات۔ علامہ علی قاری زبدہ شرح بردہ میں شعر مذکور کے تحت میں فرماتے ہیں اس مطلب کا ایضاح یہ ہے کہ علم لوح سے مراد وہ قدسی نقش اور غیبی صورتیں ہیں جو اس میں ثبت کی گئیں اور علم قلم سے مراد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے جس طرح چاہا اس میں ودیعت رکھا اور یہ اضافت ادنیٰ علاقے کے سبب ہے اور لوح وقلم کے علوم علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک حصہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علموں میں بہت اقسام ہیں۔ کلیات وجزئیات وحقائق ودقائق اور عوارف ومعارف کہ ذات وصفات الٰہیہ سے متعلق ہیں اور لوح وقلم کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکتوب علوم سے نہیں مگر ایک سطر اور علم حضور کے سمندروں سے ایک نہر پھر بایں ہمہ ان کا علم حضور ہی کی برکت سے ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہیٰ۔ اب کھل گیا حق اور دفع ہوئے جھوٹ اور یہاں ٹوٹ گئیں بے باکی والے والحمدللہ رب العالمین۔

۱؎ بہ تضمین معنے قدر ۱۲ عمہ ما موصولہ ہے ورنہ اخروی خبر پر عطف ہے یا نافیہ ہے جملہ پر عطف ہو کر دوسری صفت علوم کا ہے یہی بہتر ہے تانیث ضمیر کے باعث ۱۲ منہ غفرلہ

والصفات وعلمهما انما یکون سطرامن سطور علمه وبحرا
من بحور علمه ثم مع هذا هو من برکة وجوده صلی الله
تعالیٰ علیه وسلم اه فالان حصحص الحق وزالت المین
وخسر هنالك المبطلون ؛ والحمد لله رب العٰلمین ؛

النظر الخامس

فان قلت رحمك الله بما ارشدت واشرت الیه ؛ فهمت
الامر کما هو علیه ؛ وعلمت ان لا مجال ههنا للشرك ولا للضلال
اذ لا نقول بمساواة علم الله تعالیٰ ولا بحصوله بالاستقلال ؛ ولا نثبت
بعطاء الله تعالیٰ ایضا الا البعض ؛ لکن بون بیّن بین البعض
والبعض کالفرق بین السماء والارض ؛ بل اعظم واکثر ؛ والله اکبر
فبعض[1] الوهابیة بعض بغض وتوهین ؛ وبعضنا بعض عز وتمکین
لا یقدر قدره الا الله تعالیٰ ومن اعطاه ؛ والاٰن احب ان اسمع

---

[1] (فبعض الوهابیة) ای البعض الذی تقول به الوهابیة خذلهم الله تعالیٰ هو (البعض) قلة وذلة صادر عن (بغض) منهم لفضائل حبیبنا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم (و) مؤدا الی (توهین) لشانه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم (وبعضنا) الذی نحن نقول به بحمد الله تعالیٰ هو (بعض) عظمة ای البعض الاعظم الاجل الذی لا یقدر قدره الا الله تعالیٰ ثم من حباه لان جمیع ما کان وما یکون لیس الا قطرة من ذلك البعض العظیم الصادر عن (عز) جل وعز لحبیبنا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی الحضرة الالٰهیة (و) اعلیٰ (تمکین) منه تعالیٰ له صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی المقامات العلیة ۱۲ منه حفظه ربه مکیه

شیئامن دلائل القران والحدیث ٭ واقوال ائمۃ القدیم والحدیث
کماشوقتنی الیہ ٭ فیمامررت علیہ ٭
قلت یا اخی رحمنا ورحمک اللہ ندا ومأتلک الی ما فیہ
کفایۃ ٭ لاولی الدرایۃ ٭ وان شئت بحارا تتدفق ٭ واقمارا تتالق
فعلیک بکتابی مالی الجیب[۳] بعلوم الغیب وکتابی اللؤلؤ المکنون
فی علم البشیر ماکان وما یکون وبجزئی منک رسالتی انباؤ المصطفٰی[۸]
بحال سر واخفی وان ابیت ٭ الاقصاء ما تمنیت ٭ نحسبک حدیث
البخاری عن امیر المومنین عمر الفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ قال
قام فینا النبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن
بدء الخلق حتی دخل اهل الجنۃ منازلہم واہل النار منازلہم وحدیث
مسلم عن عمرو بن اخطب الانصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ فی خطبتہ
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من الفجر الی الغروب وفیہ فاخبرنا
بما کان وبما ہو کائن فاعلمنا احفظنا وحدیث الصحیحین
عن حذیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم مقاما ماترک شیأ یکون فی مقامہ ذلک الی قیام
الساعۃ الاحدث بہ وحدیث الترمذی عن معاذ بن جبل رضی اللہ
تعالٰی عنہ وفیہ قولہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرأیتہ
عزوجل وضع کفہ بین کتفی فوجدت بردانا ملہ بین ثدیی
فتجلی لی کل شئی وعرفت صححہ البخاری والترمذی وابن
خزیمۃ والائمۃ بعدہم وحدیثہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی
عنہما وفیہ قولہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فعلمت مافی السموات
والارض وفی اخری فعلمت مابین المشرق والمغرب وحدیث

اگر تو اپنی تمنا پوری ہوئے بغیر نہ مانے تو تجھے کافی ہے صحیح بخاری کی حدیث امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ انھوں نے فرمایا ایک بار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم میں خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو حضور نے ابتدائے آفرینش سے یہاں تک کہ جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں جائیں گے سب احوال کی ہمیں خبر دیدی" اور صحیح مسلم کی حدیث عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صبح سے غروب تک خطبہ فرمانا مذکور ہے اس میں یہ لفظ ہیں "تو جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے اس سب کی ہمیں خبر دیدی - ہم میں زیادہ علم اسے ہے جسے زیادہ یاد رہا" اور صحیح بخاری او ر صحیح مسلم کی حدیث حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انھوں نے فرمایا ایک بار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم میں خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو حضور نے وقت قیام سے روز قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا کچھ نہ چھوڑا سب بیان فرما دیا" اور ترمذی کی حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ "میں نے رب عزوجل کو دیکھا اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں پائی تو مجھ پر ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لیا" بخاری ترمذی اور ابن خزیمہ اور ان کے بعد کے ائمہ نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی نیز ترمذی کی حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے "میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب جان لیا" اور دوسری روایت میں ہے جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے سب مجھے معلوم ہو گیا اور مسند امام احمد اور طبقات ابن سعد اور معجم کبیر طبرانی کی حدیث بسند صحیح ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابو یعلیٰ اور ابن منیع اور طبرانی کی حدیث ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دونوں صاحبوں نے فرمایا کہ "رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں اس حال پر

مسند الامام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ وطبقات ابن سعد و کبیر الطبرانی بسند صحیح عن ابی ذر الغفاری وحدیث ابی یعلی وابن منیع والطبرانی عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما قالا لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وما یحرک طائر جناحیہ فی السماء الا ذکرلنا منہ علما وفی الصحیحین فی حدیث الکسوف ما من شئ لم اکن اُریتُہ[1] الا رایتہ فی مقامی ھذا اوکما[2] قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقد ذکرنا لک حدیث ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ھو کائن فیہا الی یوم القیٰمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ الی غیر ذلک مما کثر عددہ ؞ ویطول سردہ ؞ وحسبک من اقوال الائمۃ السادۃ ؞ والعلماء القادۃ ؞ قول البردۃ المذکور و من علومک علم اللوح والقلم مع توضیحہ من العلامۃ القاری فی شرح المشکوٰۃ للشیخ المحقق عبد الحق تحت قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعلمت ما فی السمٰوات والارض عبارۃ عن حصول جمیع العلوم الجزئیۃ والکلیۃ والاحاطۃ بہا وفی نسیم

---

[1] قال الامام القسطلانی فی کتاب العلم من الارشاد ای مما تصح رؤیتہ عقلا کرؤیۃ الباری تعالیٰ ویلیق عرفا مما یتعلق بامر الدین وغیرہ اھ وکانہ رحمہ اللہ تعالیٰ یشیر الی استثناء نحو العورات اقول لکن التخصیص العرفی بما یلیق بالرؤیۃ العرفیۃ وما العرف الا فی العرفیۃ اما الکشفیۃ فھذا خلیل اللہ ابراھیم لما اراہ ربہ ملکوت السمٰوات والارض رجلا یزنی ثم آخر یزنی ثم ثالثا یزنی رواہ عبد بن حمید وابو الشیخ والبیہقی فی الشعب عن عطاء وسعید بن منصور وابن ابی شیبۃ وابن المنذر

[2] شک

چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پر مارنے والا نہیں جس کا علم حضورؐ نے ہم سے ذکر نہ فرمایا ہو" اور صحیحین سورج گرہن کی حدیث میں ہے: "جو کوئی چیز میرے دیکھنے میں[1] نہ آئی تھی وہ سب میں نے اپنے اس مقام میں دیکھ لی"

یا حدیث کے جس طرح لفظ ہوں اور ہم یہ حدیث تم سے پہلے ذکر کر چکے بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کو اٹھا لیا تو ہیں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا اپنی اس ہتھیلی کو اور ان کے سوا اور حدیثیں جن کا شمار کثیر ہے اور ان کے بیان کا سلسلہ طویل اور سرداروں اور اماموں اور پیشوا عالموں کے اقوال سے تجھے کافی ہے قصیدہ بردہ شریف کا وہ قول ہے

"تمھارے علم سے لوح و قلم کے علم ایک ٹکڑا"

مع اس توضیح کے جو علامہ علی قاری سے گزری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوٰۃ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پر کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب میں نے جان لیا فرماتے ہیں یہ ارشاد عبارت ہے تمام علوم کلی اور جزئی کے حاصل ہونے اور ان کو احاطہ فرما لینے سے اور علامہ خفاجی نسیم الریاض شرح شفا امام قاضی عیاض میں

---

[1] امام قسطلانی نے ارشاد الساری شرح صحیح بخاری کتاب العلم میں فرمایا یعنی اس شے میں سے جس کی رویت عقلاً صحیح ہے۔ جیسے رویت باری تعالیٰ اور لائق ہے عرفاً یعنی وہ جس کا تعلق مردین وغیرہ سے ہو اھ اور گویا کہ وہ رحمۃ اللہ علیہ اشارہ فرماتے ہیں استثنائے عورات کی طرف اقول لیکن تخصیص عرفی بالیق کے ساتھ لائق رویت عرفیہ ہے اور عرف تو عرفیہ ہی میں ہے رہی کشفیہ تو یہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں جب انھیں ان کے رب نے دکھائے آسمان و زمین کے ملک تو انھوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ زنا کر رہا ہے۔
پھر دوسرے پھر تیسرے کو دیکھا کہ زنا کر رہا ہے۔ الخ روایت کی عبد بن حمید اور ابوالشیخ اور بیہقی نے شعب الایمان میں عطا سے اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر اور ابوالشیخ نے سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے سات شخص یکے بعد دیگرے ایک حرکت کرتے دیکھے اسے روایت کیا عبد بن حمید و ابن ابی حاتم نے شہر بن حوشب سے علامہ قسطلانی نے دوبارہ کسوف باب صلاۃ النساء مع الرجال میں فرمایا فرمایا کہ کوئی شے ہا اختیار سے ایسی نہیں رکہ یقیناً جسے میں نے نہ دیکھا تھا مگر میں نے قطعاً اسے دیکھ لیا برویت چشم اھ تو یہ لفظ کا اس کے عموم پر جاری کرنا ہے اور یہی صحیح اور کدورت سے صاف ہے ۱۲ منہ غفرلہ جدیدہ

[2] میں نے پاس سے زیادہ کہا کہ فقیر نے یہ کتاب مکہ معظمہ میں دو دن کے

الریاض شرح شفاء الامام القاضی عیاض للعلامۃ الخفاجی و
شرح المواہب المدنیہ والمنح المحمدیۃ للعلامۃ الزرقانی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من حال کل طائر یطیر بجناحیہ
فی الجوھذا تمثیل لبیان کل شئ تفصیلا تارۃ واجمالا
اخری قال الامام احمد القسطلانی فی المواھب ولا شک ان اللہ
تعالیٰ قد اطلعہ علی ازید من ذلک والقی علیہ علوم الاولین و
الاخرین وقال الامام البوصیری وسع العلمین علما وحلما
قال الامام ابن حجر المکی فی شرحہ افضل القرای بقراء ام القری فی
اللہ تعالیٰ اطلعہ علی العالم فعلم علم الاولین والاخرین وما
کان ویکون وفی نسیم الریاض انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
عرضت علیہ الخلائق من لدن اٰدم علیہ الصلوٰۃ والسلام الی
قیام الساعۃ فعرفھم کلھم کما علم اٰدم الاسماء وقال

تحت حدیث ابی ذر وابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی اخبار
(بقیہ حاشیہ صـ) وابو الشیخ عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
وفی روایۃ اذ رأی سبعۃ علی الفاحشۃ ۔ احد اربعۃ واحد رواہ عبد بن حمید
وابن ابی حاتم عن شھر بن حوشب وقد قال القسطلانی فی الکسوف باب
صلوٰۃ النساء مع الرجال وقال ما من شئ من الاشیاء کنت لم ارہ الا قد
رأیتہ رؤیا عین اھ فھذا اجراء للکلمۃ علی عمومھما وھو الصحیح الصادق الحق واللہ
واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ حفظہ ربہ [illegible]
لہ زدتہ لان الفقیر صنف ھذا الکتاب بمکۃ المکرمۃ
فی نحو ثمان ساعات من یومین ماخلا النظر
السادس المزید بعد ذلک ولم یکن عندی الکتب کما ذکرتہ فی الخطبۃ فوقع
لی التردد فی اللفظۃ قبل الا اھو رأیتہ او اُریتہ فذکرت احدھما و
قلت او کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم لما رجعت الی بلدی واتفقت

اور علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ و منح محمدیہ شرح حدیث ابوذر اور ابو درداء
رضی اللہ تعالیٰ عنہم جس میں ذکر تھا کہ زمین آسمان کے درمیان جو پرندہ پر مارتا ہے
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے حال سے خبر دیدی فرماتے ہیں یہ اس بات کی
تمثیل ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر شے بیان فرما دی کبھی مفصل اور کبھی مجمل۔ امام
احمد قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو اس
سے زیادہ پر اطلاع بخشی اور حضور پر تمام اگلوں پچھلوں کے علم القا فرمائے اور امام بوصیری
فرماتے ہیں ۔ "محیط جملہ عالم علم و حلم مصطفائی ہے"۔

امام ابن حجر مکی اس کی شرح افضل القرا ام القریٰ میں فرماتے ہیں یہ اس لئے
کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو سارے جہان کا علم دیا تو حضور نے تمام اگلوں پچھلوں کا علم اور
جو کچھ ہو گزرا ہے اور ہونے والا ہے سب جان لیا اور نسیم الریاض میں ہے کہ تمام مخلوقات آدم
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قیام قیامت تک سب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پیش کی گئیں
تو حضور نے ان سب کو پہچان لیا۔ جیسے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سب نام
سکھائے گئے اور امام قرطبی پھر علامہ قاری پھر علامہ مناوی نے تیسیر شرح جامع
صغیر امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں فرمایا۔ پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے
جدا ہوتی ہیں عالم بالا سے مل جاتی ہیں اور ان کے لئے کچھ پردہ نہیں رہتا تو سب کچھ

آٹھ گھنٹے میں تصنیف کی علاوہ نظر ثانی کے کہ بعد کو زائد کی گئی اور اس وقت
میرے پاس کوئی کتاب تھی، جیسا کہ میں نے خطبہ میں تحریر کیا تو مجھے اس لفظ میں جو "الا" سے پہلے ہے!
تردد واقع ہوا کہ یدہ رایتہ ہے یا رایتہ تو ان میں سے میں نے ایک ذکر کر دیا اور کہہ دیا جیسے انھوں
نے فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر جب میں اپنے وطن واپس آیا اور مطالعہ کتب کا اتفاق ٹھہرا
تو میں نے صحیح مسلم میں دونوں جگہ یہاں لفظ بزیادتی لفظ قدیا یا یعنی الا قد رایتہ اور صحیح بخاری
میں متفرق الفاظ سے اور انھیں میں سے ہے جو کتاب میں تحریر ہوا ۱۲ منہ غفرلہ حدیدہ

لہ اس کا شروع یہ ہے کہ ذکر کیا علامہ عراقی نے شرح مہذب میں کہ ان پر
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیش کی گئی۔ الخ ۱۲ منہ غفرلہ حدیدہ

القاضی ثم القاری ثم المناوی فی التیسیر شرح الجامع الصغیر للامام السیوطی رحمهم اللہ تعالیٰ النفوس القدسیۃ اذا تجردت عن العلائق البدنیۃ اتصلت بالملأ الاعلی ولم یبق لہا حجاب فتری وتسمع الکل کالمشاھد وقال الامام ابن الحاج المکی فی المدخل والامام القسطلانی فی المواھب قد قال علماؤنا رحمہم اللہ تعالیٰ لا فرق بین موتہ وحیاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی مشاھدتہ لامتہ ومعرفتہ باحوالہم ونیاتہم وعزائمہم وخواطرہم وذلک جلی عندہ لا خفاء بہ اھ وقد قال تعالیٰ یایہا النبی انا ارسلناک شاھدا وقال القاری فی شرح الشفاء فی توجیہ السلام علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عند الدخول فی بیوت خالیۃ لا احد فیہا لان روح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضرۃ فی بیوت اھل الاسلام وفی مدارج النبوۃ للشیخ المحقق عبد الحق البخاری الدھلوی کل ما فی الدنیا من زمن آدم الی النفخۃ الاولیٰ کشفہ اللہ تعالیٰ علی نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی علم جمیع الاحوال من الاول الی الاخر وفیہا ھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم بجمیع الاشیاء من الشیونات والاحکام الالٰہیۃ

مراجعۃ الکتب وجدتہ فی صحیح مسلم باللفظ الاول فی الموضعین مع زیادۃ قد ای الا قد رأیتہ وفی صحیح البخاری بالفاظ شتی منہا المثبت فی الکتاب ۱۲ منہ حفظہ جدیدہ

ـــہ اولہ ذکر العراقی فی شرح المہذب انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرضت علیہ الخ ۱۲ منہ حفظہ جدیدہ

ابھا دیکھتی اور سنتی ہیں جیسا سامنے ہو رہا ہے اور امام ابن حاج مکی نے مدخل اور امام قسطلانی نے مواہب میں فرمایا کہ بے شک ہمارے علمائے رحمہم اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ حضور اپنی اُمت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں اور نیتوں اور ارادوں اور دل کے خطروں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضورؐ پر ایسا روشن جس میں کچھ پوشیدگی نہیں انتہٰی اور بے شک رب العزت تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے نبی ہم نے تمہیں بھیجا حاضروناظر۔ شفار شریف میں جو یہ مسئلہ لکھا کہ جب خالی گھروں میں جاؤ جن میں کوئی نہ ہو تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام عرض کرو علامہ علی قاری اس کی شرح میں اس مسئلہ کی وجہ یہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح پاک تمام مسلمانوں کے گھر میں تشریف فرما ہے اور شیخ عبدالحق بخاری دہلوی مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں دنیا میں آدم علیہ السلام سے لے کر صور پھکنے تک جو کچھ ہے سب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ظاہر کر دیا یہاں تک کہ اوّل سے آخر تک تمام احوال نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جان لئے نیز اسی میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام اشیاء کو جانتے ہیں اللہ کے کام اور احکام اور صفات اور اسماء اور افعال اور آثار تمام علوم ظاہر و باطن و اول و آخر کا احاطہ فرما لیا اور حضورؐ اس آیت کے مصداق ہوئے کہ ہر علم والے سے اوپر علم والا ہے ان پر سب سے افضل درود اور سب سے تمام و کامل تر سلام انتہی

اقول یہ آیت عام ہے جس میں سے کسی شے کی تخصیص نہیں تو اگر تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا تمام جہان میں جس کی طرف نظر کرے تو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر علم والے سے بلند و بالا علم والے ہیں اور جب تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نظر کرے تو اللہ وہ علم والا ہے جس سے اوپر کوئی علم والا نہیں اور ذی علم کا اطلاق اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر نہیں ہو سکتا کہ تنکیر بعضیت پر دلالت کرتی ہے تو تخصیص کی کچھ حاجت نہیں اور شاہ

لے یہ میں نے کہا تھا جو میرے ایمان نے میرے رب کے ساتھ مجھے سکھایا، جبرئیل نے علامہ

وصفات الحق والاسماء والافعال والاثار احاط بجميع علوم الظاهر والباطن والاول والاخر وصار مصداق فوق كل ذی علم عليه من الصلوات افضلها ومن التحيات اتمها واكملها ام اقول والاية عام غير مخصوص منه شئ فاذا نظرت الى غيره صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من العلمين فنبينا صلے الله تعالىٰ عليه وسلم هو العليم فوق كل ذی علم واذا نظرت اليه صلے الله تعالىٰ عليه وسلم فالله هو العليم لا عليم فوقه ولا يصح اطلاق ذی علم على الله سبحٰنه وتعالىٰ لدلالة التنكير على التبعيض فلا حاجة الى التخصيص وفی فيوض الحرمين للشاه ولی الله الدهلوی فاض علے من جنابه المقدس صلے الله تعالىٰ عليه وسلم كيفية ترقی العبد من حيزه الى حيز القدس فيتجلے له كل شئ كما اخبر عن هذا المشهد فی قصة المعراج المنامی اه واما الايات فقد مر بعضها ونبذ من جهة الاحتجاج بها وانا اقول وبالله التوفيق هذا

مطلب: قامة المصنف البرهان القاطع من القران العظيم

له قلته بما علمنی ايمانی بربی ثم رايت فی كتاب الاسماء والصفات للامام البيهقی ذكر وذكر الاستاذ ابو نصر البغدادی رحمه تعالىٰ انا لا نقول ان الله تعالىٰ ذو علم على التنكير وانما نقول انه ذو العلم على التعريف كما نقول انه ذو الجلال والاكرام على التعريف ولا نقول ذو جلال واكرام على التنكير اه وقد بسطت الكلام على هذا وانه اين يمنع من التنكير واين لا يمنع مثل ذو مغفرة وذو رحمة وغيرهما وانه يقال ذو فضل على الناس ولا يقال ذو نضل مع بيان الوجوه فی رسالتی فی اسماء الله الحسنى ۱۲ منه حفظه ربه تعالىٰ جد يده

ولی اللہ دہلوی فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں۔ مجھ پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ
پاک سے اس کا فیضان ہوا کہ بندہ کیونکر اپنے مقام سے مقام قدس تک ترقی کرتا ہے
تو ہر چیز اس پر روشن ہو جاتی ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قصہ
معراج خواب میں اس مقام سے خبر دی ہے انتہی۔ رہیں آیتیں اس میں سے
کچھ گذریں اور ان سے استدلال کا قدرے طریقہ مذکور ہوا اور میں کہتا ہوں اور
اللہ ہی کی طرف سے توفیق ہے۔

یہ ہے ہمارے رب کا کلام فیصلہ کی بات اور عدالت الاحاکم فرماتا ہے اور اس کا
فرمان حق ہے ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا ہر چیز کا روشن بیان اور فرماتا ہے قرآن بناوٹ کی بات
نہیں بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق اور ہر شے کی تفصیل ہے اور فرماتا ہے ہم نے اس کتا
ب میں کوئی چیز اٹھا نہیں رکھی تو قرآن عظیم گواہ ہے اور اس کی گواہی کس قدر اعظم ہے کہ
وہ ہر چیز کا تبیان ہے اور تبیان اس روشن اور واضح بیان کو کہتے ہیں جو اصلا پوشیدگی
باقی نہ رکھے کہ زیادت لفظ زیادت معنی پر دلیل ہوتی ہے اور بیان کے لئے

بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات میں دیکھا انھوں نے فرمایا استاذ ابوالنصر بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ
نے بیان کیا بلا تشبیہ ہم اللہ تعالیٰ کو تنکیر کے ساتھ ذو علم نہ کہیں گے ذو العلم ہی کہیں گے الف لام تعریف کے ساتھ
جیسے کہ ہم ذوالجلال والاکرام نکرہ نہ کہیں گے اھ اور جس نے اس پر
بسط کے ساتھ کلام کیا اور یہ کہ کہاں تنکیر ممنوع ہے اور کہاں ممنوع نہیں جیسے ذو مغفرۃ او
ذو رحمۃ اور ان کے ماسوا اور یہ کہ ذو فضل علی الناس کہا جائے گا اور ذو فضل نہ کہا جائے گا مع
بیان وجوہ اپنے رسالہ میں کہ اسماء حسنٰی کے ذکر میں ہے ۱۲ منہ غفرلہ جدیدہ

لے بعض معاصرین نے کہا کہ مراد بیان واضح سے ذکر کئے ہوئے قضایا کی بہتاتیت ہے تو مراد
مبالغہ ہے باعتبار کمیت کے نہ باعتبار کیفیت اور کہا کہ اس کی نظیر ان کا قول ہے کہ فلاں اپنے غلام کے
لئے ظلام ہے اور اپنے غلاموں کے لئے ظلام ہے اور اسی پر محمول کیا بعض نے آیہ کریمہ ما ربک بظلام للعبید کو اقول تیری
جان کی قسم یہ تاویل نہیں شدید تحویل ہے قرآن عظیم کے معنی الٹ پلٹ کر دینا اور ظلام للعبید پر قیاس
مردود بعید کیونکہ تبیان کی اضافت ہر ہر فرد کی جانب ہے اگرچہ وہ احکام دینی ہی میں سے ہوں

کلام ربنا عز وجل قولا فصلا وحکما عدلا قائلا وقوله الحق ونزلنا علیک الکتٰب تبیانا لکل شئ وقال تعالیٰ ما کان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیه وتفصیل کل شئ وقال تعالیٰ ما فرطنا فی الکتب من شئ فالقران العظیم شهید وما اعظمه من شهید انه تبیان لکل شئ والتبیان البیان[1] الواضح الجلی الذی لا یبقی خفاء فان زیادة المبانی دلیل زیادة المعانی والبیان لابد له من مبین وهو الله سبحٰنه وتعالیٰ ومبین له وهو الذی نزل علیه القران سیدنا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم والشئ عند اهل السنة کل موجود فدخل فیه جمیع الموجودات من الفرش الی العرش ومن الشرق الی الغرب من الذوات والحالات والحرکات والسکنات واللمحات واللحظات والخطرات والارادات الی غیر ذلک ومن جملتها کتابة اللوح المحفوظ

---

[1] زعم بعض العصریین ان المراد بالبیان الواضح البلیغ کثرة القضایا المبینة فیه فالمبالغة باعتبار الکم لا باعتبار الکیف قال ونظیر هذا قولهم فلان ظالم لعبده وظلام لعبیده وعلی ذلک حمل بعضهم قوله تعالیٰ وما ربک بظلام للعبید اقول لعمرک هذا هو التحویل الشدید والقیاس علی ظلام العبید سحیق بعید فان التبیان مضاف الی کل فرد فرد ولو من الاحکام الدینیة علی زعم التخصیص فلا یکتسب الکثرة من کثرة المتعلقات کما اکتسب الظلم فی ظلام لعبیده من تعلقه بکثیرین فما نحن فیه لیس کقولهم ظلام لعبیده بل کان یقال ظلام لکل منهم ولا مساغ فیه لما زعم کما لا یخفی ثم اذا تعلقت المبالغة فی البیان بکل فرد فرد لم یفد الفرق بالکم والکیف کیف وان کل شئ او کل حکم دینی اذا تعلق به بیانات

ایک تو بیان کرنے والا چاہیئے وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے اور دوسرا
وہ جس کے لئے بیان کیا جائے اور وہ وہ ہیں جن پر قرآن اترا ہمارے
سردار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اہلِ سنت کے نزدیک شے
ہر موجود کو کہتے ہیں تو اس میں جملہ موجودات داخل ہوگئے۔ فرش سے
عرش تک اور شرق سے غرب تک ذاتیں اور حالتیں اور حرکات اور
سکنات اور پلک کی جنبشیں اور نگاہیں اور دلوں کے خطرے اور ارادے
اور ان کے سوا جو کچھ ہے اور انھیں موجودات میں سے لوح محفوظ کی تحریر ہے۔

بر بنائے عم تخصیص تو وہ کثرت حاصل نہ کرے گا متعلقات کی کثرت سے جیسے ظلم نے ظلام للعبید میں حاصل
کرلی کیونکہ ان کے تعلق سے تو ما نحن فیہ ظلام للعبید جیسا نہیں بلکہ یوں کہے جانے کی مثل ہے۔ کہ
ظلام لکل منہم اور اس میں اس مزعوم کی گنجائش نہیں جیسا کہ مخفی نہیں پھر جب بیان میں مبالغہ
کا تعلق فرداً فرداً ہر ایک سے ہوا تو کم وکیف کا فرق مفید نہ ہوا اور کیسے ہو حالانکہ ہر شے یا ہر حکم
دینی جب اس سے بیانات کثیرہ کا تعلق ہو تو لازم کردے گا

اس کے لئے نہایت ایضاح کو اور یہی مقصود ہے۔
پھر علاوہ بریں ایک اور بات تھی جس کی طرف اس کا ذہن رسا نہ ہوا ورنہ اسے ہرگز
پسند کرتا وہ یہ کہ اس صورت عیاذاً باللہ وہ یقیناً اللہ تعالیٰ پر افترا کی طرف رجوع
کرجائے گا، کہ اس نے قرآنِ عظیم میں بار بار اس لئے بیان کیا۔ تاکہ بیان کو کثرت کی
عارضی ہوجائے۔ اور یہ آنکھوں دیکھے صریح غلط۔ پھر یہ مراد باطل ہونے کے ساتھ
اصلاً کسی روایت میں نہیں، اور نہیں ہے اعتبار اس ذلت کا جو تریب میں پیدا ہوئی تو
یوں حکم کرنا کہ اللہ کی یہی مراد ہے وہی تفسیر بالرائے اور وہی ہر حکم سے ممنوع ہے
اللہ تعالیٰ پر اس کی شہادت ہے کہ اس نے اس لفظ سے یہی مراد لئے۔ باوجودیکہ بطلان
پر دلیل قائم ہے۔ کجا دلیل ظنی کا بھی اس کی صحت پر قائم نہ ہونا بجائے قیام دلیل قطعی
کے تو اسے چاہیئے کہ اسی مصداق قول امام ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ سے سخت سے سخت تر ہوجائے
لیکن ہم سوال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے سب اپنوں کے لئے بخشش و عافیت کا ۱۲ منہ غفرلہ
دیکھو ان کا رسالہ صہ ۵

فلا بدان یکون القران الکریم بیانا واضحا وتفصیلا

تاما لکل ذلک ولنسأل عن هذا ایضا الفرقان الحکیم

ان اللوح ماذا کتب فیہ قال تعالٰی "کل صغیر وکبیر مستطر"

وقال تعالٰی "وکل شیئ احصینٰہ فی امام مبین" وقال تعالٰی

"ولا حبۃ فی ظلمت الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتب

مبین" وقد بین صحاح الاحادیث ان اللوح مکتوب فیہ

کل کائن من اول یوم الی الیوم الاخر بل الی دخول اهل الدارین

منازلهم وهو المراد بما جاء فی حدیث من لفظۃ الی الابد فان

الابد یطلق ویراد بہ الامد المدید فیما یأتی کما فی البیضاوی

والا فتفاصیل مالا یتناهی لا یتحملہ متناهی کما لا یخفی وهذا

کثیرۃ ارجبت لہ ایضاحا بالغا وهو المقصود ثم علاوۃً علیہ شیئ اخر لم

یتفطن لہ والا لما ارتضاہ وهو انہ یدل علی هذا والعیاذ باللہ الی فریۃ

علی اللہ تعالٰی انہ بین فی القران کل حکم مرارًا کی تعرض لبیان کل حکم

الکثرۃ الکمیۃ وهو واضح البطلان بشهادۃ العیان ثم هذا المراد مع

بطلانہ لیس من الماثور فی شیئ ولا عبرۃ بذلۃ حدثت قریبا نالحکم

بان مراد اللہ تعالٰی کذا هو التفسیر بالرائے وهو المنهی عنہ لکونہ شهادۃ

علی اللہ تعالٰی انہ عنی باللفظ هذا مع قیام الدلیل علی بطلانہ فضلا عن عدم

قیام دلیل ظنی علی صحتہ خلفۃ عن قیام دلیل قطعی بہ فلیجعلہ اشد من اشد من

مصداق قول الامام الماتریدی رحمہ اللہ تعالٰی ولکن نسأل اللہ جمیعا العفو

والعافیۃ اھ منہ سلمہ اللہ تعالٰی مدنیہ۔ لہ انظر رسالتهم ص

ـہ انظر هذا التصریح الجلی وانص منہ ما قدمت فی النظر الاول ان

العرش والفرش حدان حاصران واول یوم الی الیوم الاخر حدان اخران وما

کان محصورا بین حاصرین لا یکون الا متناهیا ثم انکان عندک

عجب فاعجب ممن دندنوا علیہ بوجهین احدهما ان القران باعتبار

تو ضرور ہے کہ قرآن عظیم میں ان تمام چیزوں کا بیان روشن اور تفصیل کامل ہو اور یہ بھی ہم اسی حکمت والے قرآن سے پوچھیں کہ لوح میں کیا کیا لکھا ہوا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے اور فرماتا ہے ہر چیز ہم نے ایک روشن پیشوا میں گن دی ہے اور فرماتا ہے زمین کی اندھیریوں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر و خشک۔ مگر ایک روشن کتاب میں ہے اور بے شک صحیح حدیثیں بیان فرما رہی ہیں کہ روز اول سے آخر تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا سب لوح محفوظ میں لکھا ہے۔ بلکہ یہاں تک کہ جنت دوزخ والے اپنے اپنے ٹھکانے میں جائیں اور وہ جو ایک حدیث میں فرمایا کہ ابد تک کا سب حال اس میں لکھا ہے اس سے بھی یہی مراد ہے اس لیے کہ کبھی ابد بولتے ہیں اور اس سے آئندہ کی مدت طویل مراد لیتے ہیں جیسا کہ بیضاوی میں ہے ورنہ غیر متناہی چیز کی تفصیلیں[عہ] متناہی چیز نہیں اٹھا سکتی

رد [illegible] المعمول

عہ دیکھو یہ صریح تصریح اور اس سے صحیح تر وہ کہ نظر اول میں گذر چکی۔ عرش و فرش و گھیرنے والی حدیں ہیں اور پہلے دن سے پچھلے دن تک وہ دو سری حدیں ہیں اور جو گھرا ہو وہ گھیرنے والوں میں وہ متناہی ہوگا تو اگر تجھے تعجب ہو تو تعجب ان پر کر جنھوں نے اس پر دو وجہ سے یورش کی ایک منادی یہ کہ قرآن باعتبار الفاظ متناہی ہے ہو نہیں سکتا کہ غیر متناہی کو محیط ہوا گر اور تم خود دیکھ رہے ہو کہ یہ رد ہے ایک وہم کا، جس کا انھوں نے تخیل کیا، بلکہ اپنی گھڑی ہوئی خود ساختہ تصویر کا، دوسرے زعم کیا کہ قرآن مجید اگر غیر متناہی بالفعل پر تفصیلاً نص نہ فرماتا تو   فرد دیگر

اس میں غیوب خمسہ یقینی طور پر داخل نہ ہوتے اور انھیں معلوم ہے کہ ہمارا مقصود ماکان و مایکون کا احاطہ ہے جو تحریر ہے لوح محفوظ میں ہے وہ متناہی چیز ہے اور آیات نے دلالت کی وہ پر محیط ہونے بیان اور تفصیل کے واسطے ہر موجود کے نوعیت نزول اور وہ قطعاً اسی میں سے ہے تو کس لیے اس کا شمول غیر متناہی بالفعل کے شمول پر موقوف ہوگا وہ اپنے آپ بھی غیر متناہی ہے، آیات کی دلالت اشیاء مبہمہ غیر معینہ پر ہے۔ غیر متناہی میں سے تو علم ان کے دخول کا نہ ہوگا۔ جب تک غیر متناہی کا تفصیل وار بیان نہ ہووے اور اپنی جان

رد [illegible] المعمول

هوالمعبرعنه بماكان ومايكون وقد بين فى علم الاصول
ان النكرة فى حيز النفى تعم فلا يجوز ان يكون الله تعالى

الف ض متناه لا يجوز ان يحيط بغير المتناهى الخ وهذا كما ترى رد على وهم
تصوره بل خلقوه وصوروه والثانى زعمه ان لو لم ينص القران
المجيد على غير المتناهى بالفعل تفصيلا لم يدخل فى ذلك على وجه اليقين
المغيبات الخمس الخ وقد علمت ان مقصودنا

احاطة ماكان ومايكون المثبت فى
اللوح المحفوظ وهو شئ متناه والايات دلت على احاطة البيان والتفصيل
لكل موجود وقت النزول وهو منه قطعا فلماذا يتوقف شموله على
شمول الغير المتناهى بالفعل اهو غير متناه بنفسه ام الايات دلت على
اشياء مبهمة غير معينة من بين غير متناه فلا يعلم دخولها ما لم
يمر البيان على جميع غير المتناهى تفصيلا ولعمرى مثل هذا لم يكن
يحتاج الى البيان ولكن قلة التدبر نسأل الله العافية ... حفظه
ربه تعالى حبذ يده   الردعلى غ ... الحمول فى

له | قوله الخلاف لم يخف علينا ولكن اذا جاء نهر الله بطل
نهر معقل ومن بشدة قصور النظر ادعاء الاتفاق على التخصيص فذلك
قول من حفظ شيئا وغابت عنه اشياء قال الامام الجليل السمين فى
تفسيره ثم العلامة الجمل فى الفتوحات الالهية تحت قوله تعالى ما فرطنا
فى الكتب من شئ مانصه اختلفوا فى الكتاب ما المراد به فقيل اللوح المحفوظ
وعلى هذا فالعموم ظاهر لان الله تعالى اثبت ماكان ومايكون فيه
وقيل القرآن وعلى هذا فهل العموم باق . منهم من قال نعم وان جميع
الاشياء مثبتة فى القرآن اما بالتصريح واما بالايماء ومنهم من قال انه
يراد به الخصوص والمعنى من شئ يحتاج اليه المكلفون اھ وكذا فى
الخازن وقيل ان المراد بالكتاب القران يعنى ان القران مشتمل
على جميع الاحوال اھ وقال الله تعالى تفصيل الكتاب لا ريب فيه
قال فى الجلالين تفصيل الكتب
تبيين ما كتبه الله تعالى من الاحكام وغيرها قال فى الجمل قوله

جیسا کہ پوشیدہ نہیں اور اسی کو ماکان و ما یکون کہتے ہیں۔ اور بے شک علم اصول میں بیان کر دیا گیا کہ نکرہ مقام نفی میں عام ہوتا ہے تو جائز نہیں کہ

کی قسم یہ محتاج بیان نہ تھا، لیکن کم فہمی سے اللہ کی پناہ ۱۲ منہ حفظہ غفرلہ جدیدہ در غایۃ الصول لے اقول خلاف ہم پر مخفی نہیں لیکن جب اللہ کی نہر آئی تو نہر معقل باطل ہو گئی اور سخت قصور نظر ادعائے اتفاق ہے تخصیص پر تو یہ اس کی بات ہے جس نے ایک چیز یاد رکھی اور بہت سی اس سے غائب ہو گئیں۔ امام جلیل القدر سمین نے اپنی تفسیر میں پھر علامہ جمل نے فتوحات الٰہیہ میں زیر آیۂ کریمہ ما فرطنا فی الکتٰب من شیٔ ۔ فرمایا جس کی عبارت یہ ہے کتاب سے مراد میں مفسرین مختلف ہوئے کسی نے لوح محفوظ کہا اور اس قول پر عموم ظاہر ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ماکان وما یکون رجوہوا اور جو ہو گا، سب تحریر فرمایا اور کسی نے قرآن کہا تو کیا اس قول پر عموم باقی ہے بعض نے کہا ہاں اور بلاشبہ جمیع اشیاء قرآن کریم میں مکتوب ہیں یا صراحتًا یا اشارۃً اور بعض نے کہا مراد خصوص ہے اور شے سے مراد مکلفون کو جس کی حاجت ہو اھ اور تفسیر خازن کے لفظ یہ ہیں کہ مراد کتاب سے قرآن ہے یعنی یہ کہ قرآن عظیم جمیع احوال پر حاوی ہے اھ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تفصیل الکتاب لاریب فیہ جلالین میں فرمایا کتاب کی تفصیل بیان روشن ہے اس کا جسے اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا۔ احکام وغیر احکام سے جمل میں کہا قولہ لمبین ما کتبہ اللہ تعالیٰ یعنی لوح محفوظ میں اھ

اور روایت کیا ابن جریر و ابن ابی حاتم نے اپنی تفاسیر میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی یہ کتاب ہر شے کا روشن بیان اور جو کچھ قرآن کریم میں بیان کیا گیا، اس میں سے ہمیں اتنے حصہ کا علم ہوا جس کا بیان فرما دیا پھر یہ آیت تلاوت کی و نزلنا علیک الکتب تبیانا لکل شیٔ اور سعید بن منصور نے اپنی سنن اور ابن شیبہ نے اپنی مصنف عبد اللہ بن امام احمد اپنے باپ کی کتاب الزہد کے زوائد میں اور ابن ضریس نے فضائل القرآن اور ابن نصر مروزی نے اپنی کتاب فی کتاب اللہ میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں انھیں سے رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کیا کہ انھوں نے فرمایا تو چاہے کہ تفتیش کرے قرآن سے کہ اس میں سب اگلے پچھلوں کے علم ہیں اور ان کے ارشاد میں فلیثور میں کیا ہی رد ہے ان اندھوں کا جو کہتے ہیں کہ ہم قرآن میں

بھین ماکتبہ اللہ تعالیٰ ای فی اللوح المحفوظ اھ واخرج ابن جریر وابن
ابی حاتم فی تفاسیرھما عن سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ
عنہ قال ان اللہ تعالیٰ انزل ھذا الکتاب تبیانا لکل شئ ولقد علمنا
بعضا مما بین لنا فی القراٰن ثم تلا و نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئ
واخرج سعید بن منصور فی سننہ وابن ابی شیبہ فی مصنفہ وعبد اللہ
ابن الامام احمد فی زوائد کتاب الزھد لابیہ وابن الضریس فی فضائل
القرآن وابن نصر المروزی فی کتابہ فی کتاب اللہ والطبرانی فی المعجم
الکبیر والبیھقی فی شعب الایمان عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال من
اراد العلم فلیثور القراٰن فان فیہ علم الاولین والآخرین وفی قولہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ فلیثور رد بار رد علی العمیان الذین یقولون ما نری فی القراٰن
الا احرفا یسیرۃ فی اوراق عدیدۃ انی تحتمل ما کان وما یکون ولعمری
ما شبھت قول ھؤلاء الطاعنین الطاغین الا بقول المشرکین قبلھم کیف
یسع العلمین الہ واحد وقد بینت ذلک بحمد اللہ تعالیٰ تبعیدا للاوھام
وتقریبا الی الافھام فی رسالتی "انباء الحی ان کلامہ المصون تبیان [۱۳۲۶]
لکل شئ" وحسبک ما نقل العلامہ القاری فی المرقات قال قال بعض العلما
لکل آیۃ ستون الف فھم وعن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ لو شئت ان
اوقر سبعین بعیرا من تفسیر القراٰن لفعلت اھ ولفظ العلامۃ ابراھیم
بجوری فی شرح البردۃ فی الاول لکل آیۃ ستون الف فھم
وما بقی من فھمھا اکثر وفی لفظ فی اثر
امیر المؤمنین لو شئت لاوقرت سبعین بعیرا من تفسیر الفاتحۃ اھ و
فی الیواقیت والجواھر لسیدی الامام عبد الوھاب الشعرانی عن الامام
الاجل ابی تراب النخشبی این ھؤلاء المنکرون من قول علی بن ابی طالب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ لو تکلمت لکم فی تفسیر الفاتحۃ لحملت لکم سبعین بعیرا
اھ وفی شرح العشماوی لصلاۃ سیدی احمد الکبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عن سیدی عمر المحضار لو اردت ان املی من تفسیر ما تنسخ من اٰیۃ

عـہ ذکرہ الامام السیوطی فی الثامن والسبعین من الاتقان عن الامام
ابن سبع فی شفاء الصدور قال وقد قال بعض العلما ۱۲ منہ حفظہ جدیدہ

اپنی کتاب میں اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بیان سے چھوڑ دی ہو اور کل کا لفظ
تو عموم پر ہر نص سے زیادہ نص ہے تو روا نہیں کہ بیان روشن اور تفصیل
سے کوئی چیز چھوٹ گئی ہو۔

تھوڑے سے حروف ہی چند اوراق میں دیکھتے ہیں وہ نہاں ما کان و ما یکون کے حامل
ہونے کے قابل ہے اور اپنی جان کی قسم ان حد سے گذر جانے والے معترضوں کا کہنا ویسا
ہی ہے جیسے ان سے پیشتر مشرکین کا کہنا کیف یسع العلمین اله واحد کیسے وسعت رکھے گا۔
سارے جہانوں کی ایک خدا اور بحمد اللہ تعالیٰ ہیں نے اوہام دور کرنے اور جلد سمجھ میں
آجانے کے لئے یہ بیان کردیا ہے اپنے رسالہ انباء الحی ان کلامہ المصون تبیانا لکل
شیئ ۱۳۲۶ھ میں تجھے بس ہے۔ وہ جو مدہ۔ علی قاری نے مرقاۃ میں نقل کیا کہ بعض علماء
نے فرمایا ہر آیت کے لئے ساٹھ ہزار مفہوم ہیں اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ
تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ سے مروی ہے کہ اگر میں چاہوں کہ ستر اونٹ تفسیر قرآن کریم
سے بھر دوں تو ایسا کردوں اور علامہ ابراہیم بیجوری کے شرح بردہ کے ابتدا میں الفاظ
یہ ہیں ہر آیت کے ساٹھ ہزار مفہوم ہیں اور جو مفاہیم باقی رہے وہ بہت زائد ہیں اور ان
کے الفاظ امیر المومنین میں یہ ہیں کہ اگر میں چاہوں تو تفسیر فاتحہ سے ستر اونٹ بھر دوں۔
اور یواقیت والجواہر ولف سیدنا امام عبدالوہاب شعرانی میں امام اجل ابوتراب نخشی سے ہے
کہاں ہیں منکرین قول ولی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اگر میں تم سے تفسیر فاتحہ بیان کروں تو
تمہارے لئے ستر اونٹ بار آور کردوں ۔ اور علامہ عشماوی کی شرح صلاۃ سیدی احمد بیر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے۔ ہمارے سردار عمر رضی اللہ عنہ سے مروی گر میں چاہوں کہ تمہیں
زبانی بتا کر لکھا دوں کچھ تفسیر ما ننسخ من آیۃ کی تو لدجائیں ایک لاکھ اونٹ اور
اس کی تفسیر ختم نہ ہو تو یقیناً میں ایسا کردوں اور اسی میں خلیفہ ابوالفضل کے گھرانے
کے بعض اولیاء سے ہے کہ ہم نے قرآن کریم کے ہر حرف کے تحت میں چالیس ہزار معانی
پائے اور اس کے ہر حرف کے ایک مقام میں جو معانی ہیں وہ ان معانی کے سوا
ہیں جو دوسرے مقام میں ہیں اور فرمایا کہ ہمارے سردار علی خواص نے فرمایا اللہ تعالیٰ
نے مجھے مطلع فرمایا سورہ فاتحہ کے معنی پر تو مجھ ان سے ایک لاکھ چالیس ہزار نو سو
نوے علم منکشف ہوئے اور زرقانی میں مواہب لدنیہ سے علامہ غزالی نے اپنی کتاب
میں دربارہ علم لدنی قول مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے ذکر فرمایا اگر لپیٹ دیا جائے میرے

حمل مائة الف جمل وما ينفد تفسيرها لفعلت وفيه عن بعض الاولياء
من بيت ابى نضل وجدنا تحت كل حرف من القرآن اربعمائة الف لك من
المعانى وكل حرف منه له معان فى موضع غير المعانى التى له فى موضع آخر
قال وقال سيدى على الخواص نفع الله به ان الله تعالى اطلعنى على معانى
سورة الفاتحة فظهرلى منها مائة الف علم واربعون الف علم وتسعمائة
وتسعون علما اھ وفى آخر زرقانى على المواھب ذكر الغزالى فى كتابه فى بيان
العلم اللدنى قول على رضى الله تعالى عنه لو طويت لى وسارة لقلت فى الباء
من بسم الله سبعين جملا اھ وفى ميزان الشريعة الكبرى للامام الشعرانی
قد استخرج اخى افضل الدين من سورة الفاتحة مأتى الف علم وسبعة واربعين
الف علم وتسعمائة وتسعة وتسعين علما ثم ردها كلها الى البسملة ثم الى الباء
ثم الى النقطة التى تحت الباء وكان رضى الله تعالى عنه يقول لا يكمل
الرجل عندنا فى مقام المعرفة بالقران حتى يستخرج جميع احكامه وجميع
مذاهب المجتهدين فيها من اى حرف شاء من حروف الهجاء[۵]

[۱] هكذا ذكره الامام السيوطى عن الامام الاجل العارف ابن ابى جمرة عن على كرم الله
قال ويؤيده فى ذلك قول الامام على رضى الله عنه
لو شئت لاوقرت لكم ثمانين بعيرا من علم النقطة التى تحت الباء اھ اقول و
بامثال ھذه تظهر حقيقة قول سيدنا عبد الله بن عباس رضى الله تعالى
عنهما لو ضاع لى عقال بعير لوجدته فى كتاب الله رواه عنه ابو الفضل
المرسى كما فى الاتقان فمن ضيق العطن بل بعض الظن تحويله الى ان
المعنى لوجد فى القران ما يرشده الى طريق وجدانه وھذا الامام الجليل الجلال
السيوطى رحمه الله تعالى قائلا فى النوع الثالث والاربعين من الاتقان
قال الجوينى واستخرج بعض الائمة من قوله تعالى الم غلبت الروم ان البيت
المقدس يفتحه المسلمون فى سنة ثلث وثمانين وخمسمائة ووقع كما
قال اھ اقول فتح بيت المقدس ۵۸۳ سنة معلوم وفيها ذكره المؤرخون
كابن اثير فى الكامل اما الجوينى فقد تقدم حتفه على فتحه بنحو من مائة
وخمسين سنة فضلا عن الامام الذى حكى عنه الجوينى ھذا الاستخراج

تعالى وجهه ولفظه انه قال لو شئت ان اوقر سبعين بعيرا من تفسير ام القران لفعلت اھ وانا اقول سقط لفظ ام من عبارة الاتقان

نے تکیہ تو میں بسم اللہ کی بے کی تفسیر میں ستر اونٹ بھر دوں اھ اور امام شعرانی کی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے میرے بھائی افضل الدین نے سورہ فاتحہ سے دو لاکھ سینتالیس ہزار نو سو ننانوے علم استخراج کئے پھر ان سب کو بسم اللہ کی طرف راجع کردیا۔ پھر بائے بسم اللہ کی جانب پھر اس نقطہ کی طرف جو بے کے نیچے ہے اور وہ فرماتے تھے کہ ہمارے نزدیک مقام معرفت قرآن میں مرد کامل نہیں ہوتا تا آنکہ استنباط اور اس کے تمام احکام کا اور مذاہب مجتہدین کا حروف ہجا کے جس حرف سے چاہے کرے اھ فرمایا کہ اس میں ان کی تائید قول سیدنا امام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو اسی اونٹ اس نقطہ کے علم سے جو بائے بسم اللہ کے نیچے ہے بھر دوں۔

اقول اور ایسے ہی اقوال سے کھل جاتی ہے حقیقت ارشاد سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کہ اگر گم ہو جائیں میرے اونٹ دھنگنا تو میں یقیناً اسے کتاب اللہ سے پالوں۔ ابوالفضل مرسی نے ان سے اسے روایت کیا جیسا کہ تفسیر اتقان میں ہے کہ کوتاہ دستی و کم مائیگی ہی نہیں، بلکہ بدظنی سے اس کی تحویل و تبدیل ہے اس جانب کہ معنی یہ ہیں کہ البتہ قرآن میں وہ ہے جو اس کے پانے کی راہ بتائے اور یہ امام جلیل القدر علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ تفسیر اتقان کی تینتالیسویں نوع میں فرمارہے ہیں۔ امام ابو محمد مفسر جوینی نے کہا استنباط کیا، بعض ائمہ نے آیہ کریمہ الم غلبت الروم سے یہ کہ بیت المقدس کو مسلمان ۵۸۳ھ میں فتح کریں گے اور انھوں نے جیسا کہا ویسا ہی ہوا اھ میں کہتا ہوں ۵۸۳ھ میں بیت المقدس کا فتح ہونا معلوم ہے اور مورخین نے اسی سنہ میں اس کا ذکر کیا جیسے تاریخ کامل میں ابن اثیر نے۔ لیکن جوینی کا انتقال اس کی فتح سے ڈیڑھ سو برس کے قریب پیشتر ہے، کجا وہ امام جن سے جوینی نے اس استخراج کی حکایت کی۔ ابن خلکان نے کہا ابو محمد جوینی نے ذی القعدہ ۴۳۸ھ میں وفات پائی۔ علامہ سمعانی نے کتاب الذیل میں ایسا ہی کہا۔ اور انساب میں ۴۳۴ھ میں بمقام نیساپور لکھا اھ تو جملہ "وقع" کما قال (جیسا کہا ویسا ہی ہوا) کلام امام سیوطی ہے نہ امام جوینی۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو غریق رحمت فرمائے تو پاکی ہے اسے جس نے اس امت مرحومہ کو عزت و کرامت بخشی اس کے نبی کے صدقہ میں، اللہ کا درود ان پر اور ان کی ساری امت پر اور اس کی برکت اور سلام اور اپنی جان کی قسم اگر ان لوگوں سے کہا جائے بتاؤ یہ کیسے نکالا آیہ کریمہ الم غلبت الروم سے تو ضرور بکنے لگیں حیران رہ جائیں اور کچھ جواب نہ دے سکیں تو ہم کیسے حکم لگادیں جہالت سے جبر الامہ واستاذ امت، عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جن کے لئے

قال ابن خلکان ابو محمد الجوینی توفی فی ذی القعدة سنة ثمان وثلثین کذا
قال السمعانی فی کتاب الذیل وقال فی الانساب سنة اربع وثلثین اربعمائة
بنیسابور اھ فجملة ردتم کما قال من کلام الامام السیوطی لا الامام الجوینی
رحمہما اللہ تعالی فسبحان من اکرم ھذہ الامة بنبیہا صلی اللہ تعالی علیہ
وعلیہما وبارک وسلم ولعمری لو قیل لہؤلاء اخبروا کیف استخرج ھذا من
قولہ تعالی الم غلبت الروم لحاروا وما احاروا شیئا اصلا فکیف نحکم بجھلنا
علی علم حبر الامة الذی دعا لہ النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اللہم
علمہ الکتاب وقد اخرج ابن سراقة فی کتاب الاعجاز عن الامام ابی بکر بن المجاھد قال ما من شیئ فی عالم
الا وھو فی کتاب اللہ تعالی اھ وفی الطبقات الکبری من ترجمة سیدی
ابراھیم الدسوقی رضی اللہ تعالی عنہ کان یقول لو فتح الحق تعالی عن
قلوبکم قفل السدد لاطلعتم علی ما فی القران من العجائب والحکم والمعانی
والعلوم واستغنیتم عن النظر فی سواہ فان فیہ جمیع ما رقم فی صفحات
الوجود قال تعالی ما فرطنا فی الکتب من شیئ اھ واخرج ابن جریر وابن
ابی حاتم فی تفاسیرھما عن عبد الرحمن بن زید بن اسلم مولی امیر المؤمنین
عمر رضی اللہ تعالی عنہ فی قولہ تعالی ما فرطنا فی الکتب من شیئ قال لم
نغفل الکتاب ما من شیئ الا ھو فی ذلک الکتاب وروی الدیلمی فی مسند
الفردوس عن انس رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم من اراد علم الاولین والاخرین فلیثور القران وقدمناہ عن
ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فبہ بدأنا وبہ ختمنا وقد ظھر لک
بطلان دعوی الاتفاق علی التخصیص اما ان تطلع علی الاختلاف وکلما نتلی
علیک قول لا یوافق ھواک خلتہ مائلا علیک فدفعتہ بما استطعت فترد بلسانک
کل عموم الی الخصوص وتسلم ان ھذا عموم ثم تقول یجب حملہ علی وجہ
الخصوص وتسلم ان ھذا عموم ثم تقول یجب حملہ علی وجہ الخصوص فہذا حکم
الھوی وظلم بالنصوص ولو ساغ ھذا لما بقی خلاف قط فی العموم والخصوص
کما لا یخفی واللہ الھادی اھ ۱۲ منہ حفظہ ربہ تعالی ــ ــ بینہ

اور یہ کہ عام مفادہ استغراق میں یقینی ہے اور یہ کہ نصوص کو ظاہر پر حمل کرنا واجب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی الٰہی اسے اپنی کتاب کا علم دے اور روایت کیا ابن سراقہ نے کتاب الاعجاز میں امام ابو بکر ابن مجاہد سے فرمایا نہیں ہے کوئی چیز عالم میں مگر یہ کہ وہ کتاب اللہ میں ہے اھ اور طبقات کبریٰ ذکر حالات سیدی ابراہیم دسوقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے فرمایا کرتے اگر حق تعالیٰ تمھارے دلوں کے قفل کھول دے تو تم ضرور مطلع ہو جاؤ اس پر جو قرآن میں عجائب و حکمتیں اور معانی اور علوم ہیں اور بے پروا ہو جاؤ اس کے ماسوا میں نظر کرنے سے کہ صفحات ہستی میں جو کچھ مرقوم ہے وہ سب اس میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا اھ اور روایت کی ابن جابر و ابن ابی حاتم نے اپنی تفاسیر میں عبد الرحمٰن بن زید ابن اسلم امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد شدہ غلام سے تفسیر آیہ کریمہ ما فرطنا فی الکتٰب من شیء میں فرمایا ہم کتاب سے غافل نہ ہوں گے کوئی شے ایسی نہیں کہ اس کتاب میں نہ ہو اور روایت کی دیلمی نے مسند الفردوس میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انھوں نے فرمایا کہ ارشاد کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو علم اولین و آخرین چاہے تو علم قرآن میں تفتیش کرے اور پہلے ہم نے اسے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا تو اسی سے ہم نے ابتدا کی اور اسی پر انتہا اور بلا شبہہ آپ پر ظاہر ہو گیا دعویٰ اتفاق تخصیص کا باطل ہونا، رہا یہ کہ تم اگر مطلع خلاف پر ہو اور جب کوئی قول تم پر قرأت کیا جائے اور وہ تمھاری خواہش کے موافق نہ ہو اور اسے اپنے اوپر جھکتا دیکھو تو اسے حتی الوسع تم دفع کرتے ہو اور ہر عموم کو خصوص کی جانب پلٹتے ہو اور عموم تسلیم کر کے کہہ دیتے ہو کہ اس کا خصوص پر حمل واجب ہے تو یہ ہے، خواہش نفس کا حکم اور نصوص کے ساتھ ضم اور جو یہ روا ہو تو عموم و خصوص میں اصلا کوئی خلاف باقی نہ رہے۔ جیسا کہ مخفی نہیں اور اللہ ہی ہدایت فرمانے والا ہے ۱۲ منہ مدظلہ۔

؎ دیکھو ان کا رسالہ ص ۱۰۸، ۷، ۳

؎ قطعیت کلامی و قطعیت اصولی یعنی اصول فقہ میں فرق ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ قطعیت عام اجتہادی ہے تو قطعیت کلامی کے سامنے وہ کچھ نہیں تو کسی حنفی کا استدلال عموم قرآنی سے اور اس کے مذہب میں اس حکم

فرط فی کتابہ شیأ وان لفظة الکل من انص النصوص علی العموم فلا یسع ان یبقی من التبیان والتفصیل شئ وان العام قطعی فی افادة الاستغراق وان النصوص واجبة الحمل علی ظواھرھا مالم یصرف دلیل صحیح وان التخصیص والتاویل من دون الجاء دلیل تبدیل وتحویل والا ارتفع الامان عن الشرع الجلیل وان حدیث الاحاد وان بلغ ما بلغ من درجات الصحة لا یصلح مخصصا لعموم الکتاب بل یضمحل دونہ فکیف بما دونہ من قال وقیل وان التخصیص المتراخی نسخ والاخبار لا تقبل النسخ وان التخصیص العقلی لا ینزل العام عن قطعیتہ وانہ لا یجوز التخصیص بظنی متمسکا بخروج ھذا عن کلیتہ فاذن قد استقر عرش التحقیق وللہ الحمد — — — — —

علی علم نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بما کان ویکون واذ قد علمت ان علمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مستفاد

لہ اقول نرق بین القطع الکلامی والقطع الاصولی اعنی اصول الفقہ الا تری ان قطعیة العام مجتھد فیہ فیما فلا تکون من القطع الکلامی فی شئ فلیس تمسک حنفی بعموم قرآنی والحکم بکونہ قطعیا فی مذھبہ حکما جازما علی مراد الجلیل ولا خروجا عن حدود التاویل کما لا یخفی علی کل عارف نبیل اھ منہ حفظہ ربہ — سرنیہ

لہ عارضنی فیہ بعض العلماء فی المدینة الکریمة بقولہ تعالیٰ فی التوراة وتفصیلا لکل شئ فقلت لہ ھل قام دلیل علی التخصیص فی التوراة ام لا علی الثانی فنعم الا نکار وعلی الاول قیام الدلیل فی الکلیم الجلیل کیف یکون قیاما فی الحبیب الجمیل علیھما الصلوٰة والسلام بالتبجیل وتخصیص لفظ فی موضع

ہے۔ جب تک کوئی صحیح دلیل اس کو نہ پھیرے اور یہ کہ جب تک کوئی دلیل مجبور نہ کرے تخصیص و تاویل بات کا بدلنا اور پھیرنا ہے ورنہ شرع جلیل سے امان اٹھ جائے اور یہ کہ حدیث احاد اگرچہ کیسے ہی اعلیٰ درجہ صحت پر ہو عموم قرآن کی تخصیص نہیں کرسکتی بلکہ اس کے سامنے مضمحل ہوجائے گی، پھر حدیث کے نیچے اور کسی قیل و قال کی کیا گنتی ہے اور یہ کہ جو تخصیص کلام سے جدا ہو وہ اس کا نسخ ہے اور خبر قابل نسخ نہیں اور یہ کہ تخصیص عقلی عام کو اس کی قطعیت سے نہیں اتارتی اور یہ کہ جو چیز تخصیص عقلی کے سبب عام کے کلیہ سے نکل جائے اسے سند بنا کر کسی ظنی دلیل سے تخصیص نہیں کرسکتے تو اب بحمد اللہ تعالیٰ تحقیق کے عرش نے اس پر قرار پکڑا کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام ماکان و مایکون کو جانتے ہیں اور جبکہ تمھیں معلوم ہولیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم قرآن عظیم سے مستفاد ہے اور ہر چیز کا روشن بیان اور ہر شے کی تفصیل ہونا یہ اس کتاب کریم کی صفت ہے نہ کہ اس کی ہر ہر آیت یا ہر ہر سورۃ کی اور قرآن عظیم دفعۃً نہ اترا بلکہ تقریباً تیئیس برس میں تھوڑا تھوڑا جب کوئی آیت یا سورت اترتی نبی صلی اللہ

کا قطعی ہونا نہ مراد الٰہی پر جزماً کوئی حکم لگاتا ہے اور نہ دائرۂ تاویل سے خروج کرتا ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ذی عقل عالم پر۔

۱۲ منہ غفرلہ مدینہ

لے بعض علما، مدینہ کریمہ نے بطور معارضہ ارشاد الٰہی وتفصیلا لکل شیئ کی کہ در بارۂ توریت مقدس ہے پیش کیا تو میں نے کہا کیا کوئی دلیل توریت میں تخصیص پر قائم ہے یا نہیں شق ثانی پر انکار کی کیا وجہ اور شق اول پر قیام کی دلیل در بارۂ حضرت کلیم جلیل کیونکر ہوگا قیام دلیل۔ در بارۂ محبوب جمیل علیہم الصلوٰۃ والتسلیم مع التکریم والتبجیل اور تخصیص کسی لفظ کی ایک مقام پر لازم نہیں کرتی دوسرے مقام میں بلا دلیل تو سکوت کیا اور کوئی بات نہ کہہ سکے اور میں

من القران العظيم وكونه تفصيلا بكل شئ وتبيانا بكل شئ وصف وصف للكتاب الكريم لا لكل آية آية اوسورة سورة منه والقرآن ما نزل دفعة بل نجما نجما فى نحو ثلاث عشرين سنة فكلما نزلت اية اوسورة زادته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم علوما الى علوم الى ان تم نزول القران ؛ فتم لكل شئ التفصيل والتبيان ؛ واتم الله نعمته على حبيبه كما كان وعد به فى القرآن ؛ فقبل ان يتم النزول ان قيل له صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فى بعض الانبياء عليهم الصلاة والسلام لم نقصصهم عليك وفى المنافقين لا تعلمهم او توقف صلى الله عليه وسلم فى قصة اوقضية ؛ حتى نزل الوحى واتى بالجلية ؛ فلا هو لتلك الايات مناف ؛ ولا لاحاطة علمه صلى الله عليه وسلم ناف ؛ كما ليس بخاف ؛ على ذوى الانصاف ؛ فكلما تعلقت به الوهابية لنفى علمه صلى الله عليه وسلم من قصص وروايات ان لم يعلم تاريخه فالتمسك به جهل سفيه وسفاهة جهول ؛ لجواز ان يكون ذلك

بالدليل لم يوجبه فى موضع اخر بلا دليل فسكت ولم يقدر على بنت شفة ولا ان

اقول اخرج ابن ابى حاتم عن مجاهد قال لما القى موسى الالواح بقى الهدى والرحمة وذهب التفصيل واخرج ابوسعيد وابن المنذر عنه ان سعيد بن جبير قال كانت الالواح من زمرد فلما القاها موسى ذهب التفصيل وبقى الهدى والرحمة وقرأ وكتبنا له فى الالواح من كل شئ موعظة وتفصيلا لكل شئ وقرأ ولما سكت عن موسى الغضب اخذ الالواح وفى نسختها هدى ورحمة قال لم يذكر التفصيل ههنا فانقطعت الشبهة اسا ٢١ منه حفظه ربه تبارك وتعالىٰ

مدنيه

تعالیٰ علیہ وسلم کے علموں پر اور علوم بڑھاتی یہاں تک کہ جب قرآن عظیم کا نزول پورا ہوا ہر چیز کا مفصل روشن بیان پورا ہو گیا اور اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنی نعمت تمام کر دی جیسا کہ قرآن عظیم میں اس کا وعدہ فرمایا تھا تو تمامی نزول قرآن سے پہلے اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بعض انبیا علیہم السلام کے بارے میں فرمایا گیا کہ ہم نے ان کا ذکر تم سے نہ کیا اور منافقوں کے بارے میں فرمایا کہ تم انھیں نہیں جانتے یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی قصہ یا معاملہ میں توقف فرمایا۔ یہاں تک کہ وحی اتری اور علم لائی تو یہ نہ ان آیتوں کے منافی ہے اور نہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احاطہ علم کا نافی جیسا کہ اہل انصاف پر مخفی نہیں تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انکار علم میں جتنی قصوں اور روایتوں سے وہابی سند لاتے ہیں تو اگر اس قصہ کی تاریخ نہ معلوم ہو جب تو اس سے سند لانا احمق کی جہالت اور جاہل کی حماقت ہے۔ اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ قصہ تمامی نزول قرآن سے پہلے کا ہو اور اگر معلوم ہو کہ اس کی تاریخ تمامی نزول سے پہلے کی ہے تو اس سے سند لانا خاردار درخت کو ہتھیلی سے سونتنا ہے بلکہ نرا جنون ہے' جنون رنگ برنگ کا ہوتا ہے اور اگر تاریخ بعد کی ہو اور وہ مدعائے مدلول میں نص نہیں تو مستدل احمق ہے اور دلیل واہی اور میں اپنے رب کی حمد کرتا ہوں اور اسی کی وجہ کریم کے لئے سب سے بڑی حمد ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم گھٹانے میں وہابیہ

اب کہتا ہوں کہ ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا کہ جب حضرت موسیٰ نے الواح کو ڈال دیا تو ہدایت و رحمت رہ گئی اور تفصیل اٹھ گئی اور ابو معبد و ابن منذر نے ان سے روایت کی کہ سعید ابن جبیر نے کہا کہ الواح توریت زمرد کی تھیں تو حضرت موسیٰ نے جب انھیں ڈال دیا تفصیل اٹھ گئی اور ہدایت و رحمت باقی رہ گئی اور یہ آیت تلاوت کی وکتبنا لہ فی الالواح من کل شیئ موعظۃ وتفصیلا لکل شیئ اور ہم نے الواح میں ہر شے لکھدی نصیحت کے لئے اور تفصیل واسطے ہر شے کے اور یہ

قبل اکمال التنزیل ❊ وان علم و تقدم فلا سنناد ❊ خرط القتاد ❊
بل محض جنون ❊ والجنون فنون ❊ وان تأخر فان لم یکن
نصاً فی ادعاه ❊ فالمستدل سفیه والاستدلال واه ❊ وانا
احمد ربی ولوجهه الکریم الاکبر ❊ ان کلما تشبثت به الوھابیة
فی تنقیص علم المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فلا یخرج من
احدی ھذہ الصور ❊ ولئن سلمنا علی سبیل فرض المحال ان وجد
ھنا روایة معلومة التاریخ متاخرة القصة عن تکامل التنزیل
قطعیة الافادة فی نفی حصول العلم ببعض الاشیاء اصلا فیکفینا
جواب جامع ❊ واف نافع ❊ ناف قامع لجمیع القعاقع ❊ شاف
کاف فی کل الوقائع ❊ ان اخبار الاحاد اذا عارضت الایات
وانسد باب التاویلات ❊ لم تغن ولم تسمع ❊ ولم تسمن ولم تنفع
ولئن ذکرت ھھنا نصوص الفحول ❊ فی کتب الاصول ❊ فاحسن
وامکن منه ان آتی بشھادة امام وھابیة العصر فی الھند رشید احمد
الکنکوھی اذ قال فی کتابه المقبول لدیه المنسوب الی تلمیذہ
خلیل احمد الانبھتی فی نفس ھذہ المسئلة اعنی مسئلة علمه

ے من جھل الوھابیة التمسك ھھنا بحدیث الشفاعة فارفع راسی واثنی علی ربی بثناء وتحمید یعلمنیه فان الحمد والثناء علیه تعالٰی باوصافه الجمیل فیفید الحدیث انه اذ ذاك ینکشف علیه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم

من صفاته تعالٰی ما لا یعلمه الان وھذا لیس محل النزاع فقد اذناك ان علمه صلی اللہ علیه وسلم وصفاته ولن یحیطن بشیٔ منھا ابدا لاستحالة احاطة المتناھی بما لا یتناھی فیزید صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم الا ابد الا باد ولو ماجد بدة بذاته وصفاته تعالٰی ولا یبلغ الکنه ولا احاطة ابدا فان الحاصل دائما متناھ والباقی ابدا غیر متناہٍ فلا فیه خذف لما ادعیناہ ولا احاطة بکنه صفات اللہ ولکن من لم

جتنی چیزوں سے سند لائے ہیں وہ ان صورتوں سے باہر نہیں اور بفرض غلط اگر ہم مان بھی لیں کہ یہاں کوئی ایسی روایت پائی جائے جس کی تاریخ معلوم ہو کہ تمامی نزول قرآن کے بعد ہے وہ یقینی طور پر بتاتی ہو کہ اس وقت تک بعض اشیاء کا اصلا علم حاصل ہی نہ ہوا تو ہمیں کفایت کرتا ہے ایک ہی جواب جامع کامل نافع جو سب بے ہودگیوں کو دور کرتا اور جڑ اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے جو تمام وقائع میں شافی و کافی ہے کہ اخبار احاد جب کہ آیت کے معارض ہوں اور تاویل کی کوئی راہ نہ رہے تو وہ کچھ کام نہ دیں گی اور نہ سنی جائیں گی اور کچھ نفع و فائدہ نہ دیں گی اور اگر میں یہاں کتب اصول میں ائمہ کے نصوص ذکر کروں تو اس سے بہتر اور زیادہ جمتی ہوئی بات یہ ہے کہ اسی کی گواہی پیش کروں جو آج ہندوستان میں وہابیہ کا پیشوا ہے یعنی رشید احمد گنگوہی کہ اس نے اپنی کتاب میں جو اسے مقبول اور اس کے شاگرد خلیل احمد انبیٹھی کی طرف منسوب ہے خود اس مسئلہ میں کہ نبی صلی اللہ تعالٰے

آیت پڑھی ولما سکت عن موسی الغضب اخذ الالواح وفی نسختها هدی ورحمة اور جب خاموش ہو گیا موسٰی کا غصہ لے لیں الواح اور اس کے نسخہ میں ہدایت و رحمت ہے اور کہا کہ یہاں تفصیل کا ذکر نہ کیا بس مرے سے شبہ منقطع ہو گیا ۱۲ منہ غفرلہ مدنیہ

لہ وہابیہ کی جہالتوں سے ایک جہالت یہ ہے کہ یہاں حدیث شفاعت "تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی وہ حمد و ثنا کروں گا جو وہ مجھے تعلیم فرمائے گا" سے استدلال کرتے ہیں کہ اس کی حمد و ثنا اس کے اوصاف جمیلہ سے ہوگی تو حدیث نے افادہ فرمایا کہ حضور پر اس وقت وہ صفات الٰہی منکشف ہونگی جنھیں وہ اب تک نہیں جانتے تھے اور اسے محل نزاع سے کچھ لگاؤ نہیں کیونکہ ہم تمھیں آگاہ کر چکے کہ حضور کا علم ذات و صفات کو محیط نہیں اور نہ اس میں اصلا کسی چیز کا کبھی احاطہ ہو سکے کہ متناہی کا لامتناہی کو گھیر لینا محال ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم جدیدہ تا ابد الآباد ذات و صفات الٰہی کے متعلق زائد ہوتے رہیں گے اور کنہ الٰہی تک کبھی نہ پہنچیں گے اور کبھی محیط نہ ہوں گے کہ حاصل ہمیشہ متناہی اور باقی ہمیشہ نامتناہی تو اس میں نہ ہمارے دعوی کے خلاف نہ احاطہ حقیقت الٰہی الٰہی وا دھاف لیکن نا فہمی سے جو چاہے بکے لاف و گزاف ۱۲ منہ غفرلہ یہ وہم جو صغیری رسالت ہوا اور دو بھی اس کی نشا ہوا

ضمیمہ رسالہ غایۃ المامول ... ہے یہاں ان کی عادت کے نہ ور کا تحریف کردہ ہم نے اس کا رد ۱۲ منہ غفرلہ مجیدیہ

تعالیٰ لہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بالمغیبات جاعلا لہا من

باب العقائد لا باب الفضائل ما ترجمتہ مسائل العقائد

لیست قیاسیات تثبت بالقیاس بل قطعیات تثبت بالنصوص

القاطعۃ حتی ان حدیث الاحاد ایضا لا تفید ھنا فلا یلتفت

الی اثباتہا مالم تثبت بالقواطع وقال فی صفحہ ۸۱ العبرۃ فی الاعتقادیات

بالقطعیات لا بالصحاح الظنیات وفی صفحہ ۸۷ احادیث الاٰحاد

الصحاح ایضا لا تعتبر کما برھن علیہ فی فن الاصول اھ فانجلی الحال

وزال عن الحق کل اشکال، الا فلیجتمع وھابیۃ گنگوہ و دیوبند

ودھلی، وکل جلف جاف بدوی دجلی، ولیاتوا بنص قطعی الدلالۃ

یقینی الافادۃ مجزوم الثبوت کاٰیۃ القراٰن او حدیث متواتر

یحکم بقطع قاطع وجزم ظاہر ان بعض الوقائع قد خفیت علی

النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بعد تکمیل التنزیل بحیث انہ

لا یعلمہا اصلا لا انہ علم وکتم لان عندہ من العلوم ما یکتم

او علم وذھل حینا لاشتغال بالہ بامر اٰخر اعظم واھم

ظنی و قطعی

یفہم فلیفہ بما ذکرہ منہ ... عہ عرض ھذا الوھم الرسالۃ المفتراۃ

ایضا وھو زیغ من امارات ان عملتہ ایدی ... الوھابیۃ

ادح رفتہ بشیمتہا الکذابیۃ وقد تقدمنا الرد علیہا فی حواشی ھذا الہجدیاۃ

لہ یشیر الی کلام نفیس جلیل جمیل فصلناہ فی اللؤلؤ المکنون احسن

تفصیل وطوینا ھہنا لان العجالۃ لا تحتمل الاطالۃ والحمد للہ ذی الجلالۃ

۱۲ منہ حفظہ ربہ مکیہ

علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے غیبوں کا علم عطا کیا اسے باب عقائد نہ باب فضائل سے ٹھہرا کر لکھا جس کی عبارت یہ ہے "عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جاویں بلکہ قطعی ہیں قطعیات نصوص سے ثابت بھی یہاں نصوص نہیں لہذا اس کا اثبات اس وقت قابل التفات ہو کہ مؤلف قطعیات سے اس کو ثابت کرے اور اعتقادیات میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے نہ ظنیات صحاح کا۔ احاد صحاح بھی معتبر نہیں چنانچہ فن اصول میں مبرہن ہے" تو حال کھل گیا اور حق سے ہر اشکال زائل ہو گیا تو گنگوہی وغیرہ سب وہابیہ دیوبندیہ [illegible] بے ادب [illegible] گنوار اور [illegible] سب [illegible] اور ایک نص ایسی لاؤ جس کی دلالت قطعی ہو اور افادہ یقینی و ثبوت بری جیسے قرآن عظیم کی آیت یا متواتر حدیث جو یقین قطعی اور جزم روشن سے حکم کرتا ہو کہ تمامی نزول کے بعد کوئی واقعہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مخفی رہا بایں معنی کہ حضور نے اصلاً اسے جانا ہی نہیں نہ یہ کہ حضور نے جانا اور بتایا نہیں کہ حضور کے پاس ایسے علم بھی ہیں جن کے اخفا کا حکم فرمایا گیا یا علم تھا کسی وقت ذہن اقدس سے اتر گیا اس لئے کہ قلب مبارک کسی اہم اعظم میں مشغول تھا۔ ذہن سے اترنا علم کی نفی نہیں کرتا بلکہ پہلے علم ہونے کو چاہتا ہے جیسا کہ کسی سمجھ والے پر مخفی نہیں رہا۔ ہاں ہاں تو ایسی کوئی برہان لاؤ اگر سچے ہو اور اگر نہ لا سکو ہم کہے دیتے ہیں کہ نہ لا سکو گے تو جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا دغا بازوں کے مکر کو اور زمانہ کے اچنبوں سے ہے کہ گنگوہی مذکور نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فضیلت علم ملنا تو باب عقائد سے قرار دیا تاکہ صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما کی حدیثیں رد کرے، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور جب علم نبی صلی اللہ تعالیٰ

لہ یہ اشارہ ہے ایک نفیس حسین جلالت والے کلام کی طرف جسے ہم نے مفصل طور پر اللؤلؤ المکنون میں خوب تفصیل سے ذکر کیا اور یہاں مختصر کر دیا کہ عجلت کا رسالہ متحمل طوالت نہیں اور حمد ہے اللہ عزوجل کے لئے ۱۲ منہ غفرلہ مکیہ

فان الذهن لا ينفي العلم بل يقتضي سبق العلم كما لا يخفى على ذي
فهم الا فاتوا ببرهان كذا ان كنتم صادقين فان لم تفعلوا ولن تفعلوا
فاعلموا ان الله لا يهدي كيد الخائنين ومن تعاجيب الدهر ان
الكنكوهي المذكور جعل حصول فضيلة العلم لرسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم من باب العقائد ليرد احاديث صحاح البخاري
ومسلم وغيرهما كما ذكر ولما اتى على سلب علمه صلى الله تعالى
عليه وسلم جعله من باب الفضائل المقبول فيه الضعيف
حتى تمسك بتلك الرواية الساقطة التي صرحت الائمة
ان لا اصل لها اعني رواية لا اعلم ما وراء هذا الجدار فيا
للمسلمين هل هذا الا لما في قلبه من غيظ شديد على فضائل
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فلا يرضى لثبوتها باحاديث
الصحيحين ويتشبث لردها بكل ساقط وباطل ومين أهكذا
يكون الاسلام كلا ورب هذا البيت وليكن على ذكر منكم ان
هذا الكتاب البراهين القاطعة المنسوبة الى خليل احمد الانبيتهي
الذي شهد العام حج البيت الحرام وهو الآن موجود هنا
وقرظ عليه شيخه رشيد احمد الكنكوهي وصوب كل حرف حرف
منه قد رد عليه سادتنا علماء الحرمين المحترمين اكرمهم الله
تعالى ووفقهم لحماية حوزة الدين ونكاية الضلال
والمضلين نقل مولانا الشيخ الاجل محمد صالح ابن المرحوم
صديق كمال الحنفي مفتي الحنفية اذ ذاك في تقريظه على كتاب
تقديس الوكيل عن توهين الرشيد والخليل المؤلف في الرد
على هذين والتنكيل ما نصه حكم صاحب البراهين مع المؤيدين

علیہ وسلم کی نفی پر۔ تو اسے باب فضائل سے نکال دیا جس میں ضعیف حدیثیں بھی
مقبول ہیں۔ یہاں تک کہ اس ساقط روایت سے سند لی۔ جس کی نسبت امام
نے تصریح فرمائی کہ محض بے اصل ہے یعنی یہ روایت کہ مجھے اس دیوار پیچھے کا
بھی حال معلوم نہیں تو فرمایا اے مسلمانوں اس کا سبب کچھ اور بھی ہے سوا
اس کے کہ اس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل پر سخت
غیظ ہے تو ان کے ثبوت کے لئے صحیحین کی حدیثیں نہیں مانتا اور ان کے رد کے
لئے ہر ساقط و باطل اور جھوٹ کا دامن پکڑتا ہے کیا سند ایسی ہی ہوتا ہے
ہرگز نہیں قسم اس گھر کے مالک کی اور یہ تمھیں یاد رہے کہ یہ کتاب براہین قاطعہ جو
خلیل احمد انبیٹھی کی طرف منسوب جو اس سال حج کعبہ کو آیا اور ابھی یہاں موجود ہے
اور اس پر اس کے استاد رشید احمد گنگوہی نے تقریظ لکھی اور اس کے ایک ایک حرف
کو صحیح بتایا۔ ہمارے سردار علماء حرمین شریفین اس کا رد فرما چکے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا
اعزاز کرے اور انھیں توفیق بخشے کہ احاطہ دین کی حمایت کریں اور گمراہی و گمراہان
کو زخم پہنچائیں تو حضرت مولانا اجل محمد صالح ابن مرحوم صدیق کمال الحنفی نے کہ اس
وقت مفتی حنفیہ کے عہدہ پر تھے کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل
کی تقریظ میں جو انھیں دونوں پر رد مذہبی میں تصنیف ہوئی فرمایا براہین قاطعہ
والا اور اس کے جتنے تائید و تقریظ کرنے والے ہیں بالیقین سب کا وہی حکم ہے
جو زندیقوں کا اور ہمارے سردار شیخ علماء مفتی شافعیہ مولانا اجل محمد سعید
"بصیال نے فرمایا براہین قاطعہ والا اور اس کے جتنے موید ہیں شیطانوں سے کمال
مشابہ ہیں اور گمراہ بددین ہیں اگر یقیناً کافر نہ بھی ہوں اور اس وقت کے مفتی مالکیہ
جناب فاضل محمد عابد ابن مرحوم شیخ حسین نے براہین قاطعہ کے رد کرنے والے
کی مدح فرمائی اور اس کے مصنف کو فتنہ میں پڑا ہوا بتایا اور مفتی حنبلیہ مولانا

والمقرظين حكم المنزندقين بيقين وقال سيدنا شيخ علماء الحرم مفتی الشافعیہ مولانا الأجل محمد سعید بابصیل ما نصہ اما صاحب البراهين والمؤيدين له فهم اشبه بالشياطين واهل الزيغ والزندقة ان لم يكونوا كفارا بيقين اما مفتی المالکیۃ اذذاك الشيخ الفاضل محمد عابد ابن المرحوم الشیخ حسین فندح رادالبراهين وسمی صاحبها بالمفتن وقال مفتی الحنابلة مولانا خلف بن ابراهيم ما اجاب به صاحب التعقبات على صاحب البراهين والمؤيدين له فهو الحق لا محيص عنه وقال مولانا الأجل عثمن بن عبد السلام الداغستانی مفتی الحنفية بالمدينة المنورة ما نصہ اطلعت على هذا الرد المتين على صاحب البراهين التی دلت على سراب نقيحة برهنت على سخافة عقل ملفق كلماتها الفضيحة فلعمری انه لحيق الغوص فی لج الضلال مستحق الخزی من ذی الملكوت والجلال اه وقال السيد الجليل محمد على ابن السيد ظاهر الوتری الحنفی المدنی ما نصہ ما نقله الشيخ الراد عن صاحب البراهين وعن المؤيدين له الفسقة فانه كفر صراح وزندقة اه كيف لا وهذه البراهين المنسوبة الى خليل احمد المكتوبة بامر استاذه الكنگوهی وتلتینہ قد نسب فيها ربنا تبارك وتعالى الى امكان الكذب انظروا ص۳ ونبينا صلى الله تعالى عليه وسلم الى نقصان علمه من علم اللعين ابليس انظروا ص۴۷ وجعل مجلس ميلاده صلى الله تعالى عليه وسلم والقيام

خلف بن ابراہیم نے فرمایا براہین قاطعہ والے اور اس کے مویدین پر اعتراضات کرنے والے نے جو جواب دیا وہ حق ہے جس سے عدول کی گنجایش نہیں اور مدینہ منورہ کے مفتی حنفیہ مولانا اجل عثمن بن عبدالسلام داغستانی نے فرمایا براہین قاطعہ والے پر جو یہ مضبوط رد ہے میں نے مطالعہ کیا وہ براہین جو جلیل شکوک میدان میں پانی کا دھوکا دکھا رہی ہے اور اپنی بھونڈی باتوں کے جوڑنے والے کی بدعقلی پر برہان قائم کرتی ہے تو مجھے اپنی جان کی قسم کہ وہ براہین والا گمراہی کے کنڈوں میں بہت گہرا پیرا ہوا ہے اللہ مالک ملکوت صاحب جلال کی طرف سے رسوائی کا مستحق ہے انتہیٰ سید جلیل محمد علی ابن سید ظاہر وتری حنفی مدنی نے فرمایا حضرت رد کنندہ نے براہین قاطعہ والے اور اس کے دوستوں مویدوں سے جو کچھ نقل فرمایا وہ کھلا کفر اور بے دینی ہے انتہی اور کیونکر نہ ہو حالانکہ اس براہین میں کہ خلیل احمد کی طرف منسوب ہے اور اس کے استاد گنگوہی کے کہنے اور ... سے لکھی گئی۔ اس میں ہمارے رب تبارک و تعالیٰ کو اس کا کذب کی طرف نسبت کیا ہے۔ دیکھو اس کا صفحہ ۳ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ نسبت کیا کہ ان کا علم ابلیس لعین کے علم سے کم ہے دیکھو اس کا صفحہ ۴۷ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس میلاد اور ذکر ولادت کے وقت قیام کو اس کا نظیر و مانند بتایا جو ہند کے مشرک اپنے معبود کنھیا کے لئے کرتے ہیں کہ جب اس کی پیدائش کا دن آتا ہے ایک عورت کو ایسا بنا کر لاتے ہیں گویا وہ پورے دنوں پیٹ سے ہے پھر وہ اس حالت کی نقل کرتی ہے جو صورت کہ جننے کے وقت ہوتی ہے تو خوب کراہتی ہے اور وقتاً فوقتاً کروٹیں بدلتی ہے۔ پھر اس کے نیچے سے ایک بچہ کی مورت نکالتے ہیں اور ناچتے، کودتے، تالیاں پیٹتے باجے بجاتے ہیں اور اس کے سوا

عند ذکر ولادته صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مما تلا و نظیرا
لما تفعل مشرکوا الهند لا لهم الباطل المسمی کنهیا انه اذا جاء
یوم ولادته یاتون بامرأة کانها ها ثم هی تحاکی
حالة المرأة عند الوضع تئأن اینا ؛ وتلتوی حینا فحینا ؛ ثم
یستخرجون من تحتها صورة ولد ویرقصون ویلعبون ؛ ویصفقون
ویزمرون ؛ الی غیر ذلک من ملاعبهم الخبیثة فشبه مجلس
میلاد المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بهذا قال بل هؤلاء
ازید من اولئک المشرکین لانهم انما یفعلون فی تاریخ
معین وهؤلاء لا قید عندهم اذا شاؤا صنعوا هذه الخرافات
انظروا ص١٤١ ولما احتج اهل السنة علیه بعلماء الحرمین الکریمین
انهم یعقدون مجلس المیلاد الکریم ؛ وکتبوا مرارا فتاوی
کثیرة فی استحباب هذا العمل الفخیم ؛ جعل یهجوهم وینقصهم
فی الایمان والامانة ؛ ویفضل علیهم وهابیة بلدته دیوبند
فی الدین والدیانة ؛ فقال فی ص١٨١ و ١٨٠ ترجمه حال علماء دیوبند
منبصران لباسهم وهیأتهم مطابق للشرع یصلون بالجماعات
علی الوجه الحسن ولا یقصرون فی الامر بالمعروف مهما قدروا ولا
یراعون فی کتابة الفتاوی غنیا ولا فقیرا یجیبون بالحق وان
نبهوا علی خطا قبلوا بشرط الصحة هذه الاوصاف کلها واضحة
فیهم من شاء فلیختبرهم وهذا هو آیة قبولهم عند اللہ تعالیٰ
اما علماء مکة المعظمة فمن نظرهم مع عقل وعلم فقد قتلهم
خبرا ومن لم یذهب الیها فهو ببیان الثقات یعلم کمن یری ان
اکثر علماء مکة لا کلهم لا انهم متقین ایضا لباسهم خلاف

ان کے گندے کھیل تو اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلسِ میلاد کو اس سوانگ سے تشبیہ دی کہا بلکہ یہ مجلسِ میلاد کرنے والے ان مشرکوں سے بڑھ کر ہیں کہ وہ تو ایک تاریخ معین پر کرتے ہیں اور ان لوگوں کے نزدیک یہ کوئی قید نہیں۔ جب چاہتے ہیں یہ خرافات کرتے ہیں دیکھو اس کا ص۱۴۱ اور جب کہ اہلِ سنت نے اس کے سامنے علما رحرمین شریفین سے استنا دکیا کہ وہ مجلسِ میلاد مبارک کرتے ہیں اور انھوں نے بارہا اس عظمت والے کام کے استحباب میں بکثرت فتاوے لکھے تو اس نے ان کی ہجو اور ایمان وامانت میں ان کی تنقیص شروع کردی اور اپنے شہر دیوبند کے وہابیہ کو دین و دیانت میں ان سے افضل بتانے لگا تو ص۱۷-۱۸ پر کہا۔ علما ردیوبند کا حال جو کچھ ہے وہ سب روشن ہے اور کچھ دور نہیں جس مسلمان منصف کا دل چاہے بچشم خود دیکھے ظاہر لباس و ہئیت موافق شرع کے رکھتے ہیں اور نماز کو بجماعت بخوبی ادا کرتے ہیں امر بالمعروف میں بشرط قدرت کوتاہی نہیں کرتے اور تحریر فتوی میں رعایت غنی فقیر کی نہیں حق جواب دیتے ہیں اور جو ان کو کوئی متنبہ کسی خطا پر کردیوے تو بشرطِ صحت کے قبول سے دریغ نہیں۔ بسر وچشم معترف ہوتے ہیں یہ سب اوصاف واضح ہیں جس کا دل چاہے دیکھ لیوے امتحان کرلیوے اور یہی قبولیت عنداللہ تعالیٰ کا نشان ہے اور علمار مکہ معظمہ کا حال جس نے عقل وعلم کے ساتھ دیکھا وہ خوب جانتا ہے جو نہیں گیا وہ ثقات کے بیان سے مثل مشاہدہ کے جانتا ہے اور اکثر وہاں کے علما رنہ کہ سب کیونکہ وہاں متقی بھی ہیں اس حالت میں ہیں کہ لباس ان کا خلاف شرع اسبال آستین زیر دامن کا جبّہ وقمیض میں کرتے ہیں۔ ریش اکثروں کی قبضہ سے کم نماز میں بے احتیاطی امر بالمعروف کا باوصف قدرت کے نام ونشان نہیں اکثر انگوٹھی چھلّے غیر مشروع ہاتھوں میں پہنے ہوئے ہیں

الشرع يسبلون الاكمام والأذيال ولحية اكثرهم اقل من قبضة ولا يجتاطون في الصلاة وليس عندهم مع قدرتهم الامر بالمعروف اسيروا ولا ترا اكثرهم الخواتيم والفتخات المحرمة قطع الصفوف شائع فيهم سلم لهم شيئا من الفلوس يكتبوا لك الفتوى بما تهوى وان اطلعهم احد على عصيانهم تأهبوا لضربه وهذا شيخ علمائكة يريد مولانا السيد احمد زيني دحلان قدس سره العزيز لا يخفى على احد ما عامل مع شيخ هندنا المولوی رحمت الله وكتب ايمان ابي طالب على خلاف صحاح الاحاديث باخذ دراهم رشوة من رافضي لبغداد وعلى هذا الى اين اكتب فان فيه طولا و يلحقني حياء ايضا ان اكتب هجو علماء الحرمين لكن كتبت ضرورة قال ومفاسدهم هذه توجب لهم البعد والخسران ازيد واشد الى ان قال ص ۲ اني سألت عالما اعمی يقص في مسجد مكة بعد العصر عن مجلس الميلاد فقال بدعة وحرام فارتفع لك القاص الاعمى لاجل تحريمه مجلس الذكر الشريف فاستحب العمى على الهدى: نسأل الله الحفظ عن الردی: وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وعلى اله وصحبه اجمعين ابدا: آمين

النظر السادس

عسى ان يقول بعض من لا معرفة له بمعاني النصوص وموارد العموم والخصوص انكم اذا اثبتم لنبيكم صلى الله تعالى

قطع صفوف شائع ہے فتویٰ نویسی میں کچھ دے کر جو چاہو لکھوا لو۔

اگر ان کے عصیان سے کوئی مطلع کر دیوے تو مارنے کو موجود ہو جاویں اور خود شیخ العلماء مولانا سید احمد زینی دحلان قدس سرہ نے جو معاملہ ہمارے شیخ الہند مولوی رحمت اللہ کے ساتھ کیا وہ کسی پر مخفی نہیں اور بغدادی رافضی سے کچھ روپیہ لے کر ابوطالب کو مومن لکھ دیا، خلاف روایات صحاح احادیث کے اور علی ہذا کہاں تک لکھوں کہ طول ہے اور شرم بھی آتی ہے کہ ہجو علماء حرمین کی لکھوں مگر بناچاری لکھنا پڑا۔ کہا اور مفاسد وہاں کے علماء کے زیادہ تر موجب بُعد وخسران کے ہیں وہاں کی معصیت اشد ہے یہاں تک کہ ص پر کہا اس بندۂ عاجز نے ایک نابینا سے جو مسجد مکہ میں بعد نماز عصر وعظ کہتے ہیں حال مجلس مولود کا پوچھا تو انھوں نے فرمایا بدعت حرام تو اندھے واعظ کو پسند کیا اس لئے کہ اس نے مجلس ذکر میلاد کو حرام بتایا تو ہدایت پر اندھے پن کو پسند کیا اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں ہلاکت سے بچائے اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے آل اصحاب پر ہمیشہ درود بھیجے۔ آمین!

نظر ششم

نظر ششم بیان میں پانچ باتوں کے کہ نہیں جانتا ان کو غیر اللہ

عجب نہیں بعض وہ شخص جسے نصوص کے معانی اور عموم وخصوص کے مواقع کی پہچان نہیں یوں کہنے لگے کہ جب تم نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے روز ازل سے روز آخر تک کے تمام ماکان ومایکون کا علم ثابت کیا تو اس میں وہ پانچ چیزیں بھی داخل ہو گئیں جنھیں سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا پھر ان کا خدا سے مخصوص ہونا کدھر گیا۔ اقول اے شخص تو کتنی جلد بھول گیا، کیا ہم نے تجھے الفانہ کہا کہ اللہ تعالیٰ سے یہ خاص ہے کہ اپنی ذات سے علم ہو اور جمیع معلومات الٰہیہ کو محیط ہو رہا مطلق علم عطائی خود اللہ عزوجل ثابت کرنے اور ارشاد

علیہ وسلم علم جمیع ما کان وما یکون من اول یوم الی
اخر الایام فقد دخلت فیہ خمس لا یعلمھن الا اللہ فاین
ذھب اختصاصھا باللہ تعالیٰ اقول یاھذا ما اسرع مانسیت
ما القینا علیک ان الاختصاص بربنا تبارک وتعالیٰ انما ھو
بمعنی الاستقلال؛ والاحاطۃ بجمیع علوم ذی الجلال؛ اما
مطلق العلم العطائی فثابت لعبادہ؛ باثباتہ تعالیٰ وارشادہ؛
اما علمت ان علم ما کان وما یکون لم نثبتہ لھذا النبی الکریم
علیہ وعلی الہ افضل الصلاۃ والتسلیم؛ من عند انفسنا بل اللہ
اثبت والقران اثبت بعدھم والصحابۃ اثبتوا والائمۃ
اثبتوا کما تلونا؛ وروینا؛ ونقلنا وحکینا؛ فانی تصرفون
مالکم کیف تحکمون؛ اتردون ایات اللہ بعضھا ببعض وانتم
تتلون الکتاب افلا تعقلون؛ اما وعیتم ما اسمعناکم ان اللہ
تعالیٰ نفی نفیا لا مردلہ؛ واثبت اثباتا لا محید عنہ؛ وجب الجمع
وتدحلی بوجوھہ السمع؛ فکانکم تصغون ولا تسمعون؛ و
تنظرون ولا تبصرون؛ فان قلت قد عد اللہ تعالیٰ ھذہ الخمس
وخصھا بالذکر فلا بد لھا من مزیۃ علی غیرھا فی الاختصاص
باللہ تعالیٰ فالاعلام یجری فیما وراھا لا فیھا والا لبطلت خصوصیۃ
اختصاصھا لکونھا اذن کسائر الغیوب فی الانکشاف
بالاعلام قلت اولا مھلا ایاک والعجل؛ فان العجل یاتی
بالزلل؛ ان بغیت المحاورۃ؛ علی سنن المناظرۃ؛ فمن این
لک دعا الخصوصیۃ فی الاختصاص فان الایۃ ھکذا ان اللہ

فرمانے سے اس کے بندوں کے لئے ثابت ہے کیا تو نے نہ جانا کہ ما کان
ومایکون کا علم اس نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہ اکرم الصلاۃ والتسلیم کے لئے ہم نے
اپنی طرف سے ثابت نہ کیا بلکہ اللہ نے ثابت کیا اور قرآن نے ثابت کیا اور
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ثابت کیا اور صحابہ نے ثابت کیا اور ان کے
بعد کے ائمہ نے ثابت کیا جیسا کہ قرآن مجید کی آیتیں اور حدیثیں اور صحابہ
کے اقوال اور علماء کی عبارتیں ذکر کر آئے تو کہاں پھرے جاتے ہو اور
تمھیں کیا ہوا کیسا حکم لگاتے ہو۔ کیا اللہ کی آیتوں میں بعض سے بعض کو
رد کرتے ہو حالانکہ تم قرآن پڑھتے ہو کیا تمھیں عقل نہیں کیا تمھارے
کان تک نہ پہنچی وہ جو ہم نے تمھیں سنایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی نفی کی جو ٹل نہیں
سکتی اور اس طرح ثابت فرمادیا جس سے عدولی ممکن نہیں تو دونوں میں تطبیق
دینا واجب ہوا اور وجوہ تطبیق سے کانوں کو زیور پہنا چکے تو گویا تم کان لگاتے ہو
اور سنتے نہیں اور آنکھ اٹھاتے ہو اور دیکھتے نہیں اب اگر تو کہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان
پانچ چیزوں کو گنا اور خاص ان کا ذکر کیا تو ضرور ہے کہ ان کو اپنے غیر سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ
خاص ہونے میں کوئی زیادتی ہو تو اللہ کا بتانا اور غیبوں میں جاری ہوتا ہے نہ ان میں ورنہ
ان کے خاص ہونے کی خصوصیت باطل ہوجائے گی کہ اب یہ بھی مثل اور غیبوں کے ہوگئیں کہ جتنے
سے معلوم ہوجاتی ہیں اقول اولاً جلدی سے بچ کہ جلدی لغزش لاتی ہے تو روش مناظرہ پر گفتگو چاہیے

ٍلہ جس نے نہ سمجھا میرا کہنا بطریقہ مناظرہ وہ جو چاہے غور کرے کہ وہ اس کا کلام ہے جو خود تہ تک
نہ پہنچا پھر بڑی جرأت ہے اس کا یہ جھوٹا دعویٰ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس آیہ کریمہ سے حصر سمجھا ہے اور نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمھیں اسکی کب خبر دی اور یہ حکم لگا دینا حضور پر بڑا تحکم اور عظیم خطا ہے بلکہ حضور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مفاتیح الغیب کو انھیں پانچ سے تفسیر فرمایا اور اس آیہ کریمہ نے کلمہ
"لا یعلمہا الا ھو" سے اسکی تصریح کر دی تو یہیں سے حصر آگیا تو پھر عجب یہ کہ اس نے کہا کہ یہ دوسری آیہ
کریمہ ہی حصر پر دلالت کرتی ہے حدیث "لا یعلمہن الا اللہ" کے ملانے کے ساتھ تو اللہ کے لئے پاکی ہے
اس شخص سے کہ اکتفا نہ کرے قول الٰہی لا یعلمہا الا ھو پر جب تک نہ ملائے اس کے ساتھ قول نبی کریم

عندہ علم الساعة وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما
تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بأی ارض
تموت ان اللہ علیم خبیر فانی دلالتہا علی اختصاص الخمس
جمیعا فضلا عن خصوصیة الاختصاص الا تری ان فی بعضہا
لیس بشئ مما یدل علی الحصر والقصر کقولہ تعالیٰ ینزل الغیث
وقولہ تعالیٰ یعلم ما فی الارحام ولا نسلم ان مجرد الذکر فی
مقام الحمد یوجب الاختصاص مطلقا فقد مدح اللہ سبحانہ
وتعالیٰ نفسہ بالسمع والبصر والعلم ووصف بہا عبادہ ایضا
جعل لکم السمع والابصار والافئدة ومن ذلک قول موسیٰ
علی نبینا الکریم وعلیہ الصلوٰة والسلام لا یضل ربی
والانبیاء ایضا منزھون عن الضلال یا قوم لیس بی ضلالة
وقال تعالیٰ ان اللہ لا یظلم مثقال ذرة والانبیاء ایضا مبرؤن
عن الظلم قال لا ینال عہدی الظلمین ثانیا سلمنا الدلالة

سه من لم یتامل تولی علی سنن المناظرة فلیدن بما شاء فانہ کلام
من لم یصل الی العنقود ثم من الجرأة ادعاء ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فہم الحصر من ہذہ الاٰیة ومتی اخبرک النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہذا
فالحکم بہ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تحکم جسیم وخطاء عظیم بل ہو صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فسر مفاتح الغیب بہذہ الخمس وقد صرحت تلک الکریمة
بقولہ عزوجل لا یعلمہا الا ہو فمن ہنا اتی الحصر ثم من العجب زعم ان ہذہ
الکریمة الاخری انما تدل علی الحصر مع ضمیمة حدیث لا یعلمہن الا اللہ فسبحن اللہ
ممن لا یکتفی بقولہ تعالیٰ لا یعلمہا الا ہو ما لم یضم الیہ قولہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم لا یعلمہن الا اللہ ثم من الفریة علی انی ادعیت عدم دلالة
الکریمة الاخری علی الحصر وہذہ رسالتی بین عینیک لا ذکر فیہا ہہنا لہذہ الکریمة
انما تکلمت علی دلالة الکریمة الاولی وذلک ایضا علی سنن المناظرة کما تری

تو یہ دعویٰ تو نے کہاں سے نکال لیا کہ خاص ہونے میں ان کی کوئی خصوصیت ہے آیت تو اس
طرح ہے بے شک اللہ کے پاس ہے علم قیامت کا اور اتارتا ہے پانی اور جانتا ہے جو کچھ مادہ کے
پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کرے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں
مرے گی بے شک اللہ ہے جاننے والا بتانے والا تو اس آیت میں اس کا بیان کہاں ہے کہ یہ پانچوں
سب کے سب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں نہ کہ خاص ہونے میں اور زیادہ خصوصیت
کیا تو نہیں دیکھتا کہ ان پانچ سے بعض میں تو کوئی چیز ایسی ہے ہی نہیں جو حصر و تخصیص پر دلالت
کرے جیسے یہ ارشاد کہ پانی اتارتا ہے اور یہ ارشاد کہ پیٹ کی چیزیں جانتا ہے اور ہم نہیں
مانتے کہ صرف مقام حمد میں ذکر کرنا مطلقاً اختصاص کا موجب ہو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے
سمع و بصر علم سے اپنی ذات کی مدح فرمائی اور ان سے اپنے بندوں کا بھی وصف کیا
کہ فرماتا ہے اس نے تمہارے لئے بنائے کان اور آنکھیں اور دل اور اسی باب سے ہے موسیٰ علیٰ
نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ میرا رب بہکتا نہیں اور انبیا بھی بہکنے سے پاک
ہیں اے قوم مجھ میں کچھ گمراہی نہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک اللہ ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا
اور انبیا علیہم الصلاۃ والسلام بھی ظلم سے منزہ ہیں اللہ نے فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا ثانیا
ہم نے اختصاص مانا مگر پانچ کو ان میں ایسی خصوصیت کیا ہے کہ اللہ کے بتانے کو بھی ان کی طرف
راہ نہ رہے کہ یہ اگر ہو تو مفہوم اللقب کے استدلال کے قبیل سے ہوگا (یعنی بعض اشیاء کا نام لے کر
جو حکم بیان کیا جائے وہ اس پر دلالت کرے کہ وہ حکم ان کے غیر میں نہیں) اور وہ باطل ہے
اصول میں اس کے بطلان پر دلائل قائم ہو چکے اس لئے کہ آیت میں تو پانچ کا لفظ بھی نہیں
جسے مفہوم عدد کی طرف پھیرو (یعنی کچھ گنتی گنا کر جو حکم بیان کیا جائے وہ دلالت کرے کہ اس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یعلمہن الا ہو کو پھر مجھ پر بہتان ہے کہ میں نے دعویٰ کیا دوسری آیہ کریمہ کے
عدم دلالت کا خذف پر حالانکہ یہ میرا رسالہ تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے اس آیۂ کریمہ کا یہاں اس میں
کوئی ذکر نہیں صرف پہلی آیت پر میں نے کلام کیا ہے اور وہ بھی مناظرانہ رنگ پر جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو
ہم اللہ سے طالب عفو و عافیت ہیں ۱۲ منہ غفرلہ

على الاختصاص فاى خصوصية للخمس فيه بحيث لا يبقى للاعلام الالهى اليها سبيل ؛ فانه ان كان استدلال بنحو مفهوم اللقب وهو باطل مبرهن على بطلانه فى الاصول ؛ فان الاية ليس فيه لفظ الخمس ايضا حتى يرجع الى مفهوم العدد والحديث وان ذكر فيه هذا اللفظ فمع قطع النظر عما قدمنا ان خبر الاحاد يصلح للاعتماد ؛ فى باب الاعتقاد ؛ لا نسلم ان العدد فى امثال المقام ينفى ما زاد ؛ اما سمعت قوله صلى الله تعالى عليه وسلم اعطيت خمسا لم يعطهن احد قبلى مع انه صلى الله تعالى عليه وسلم خص بعطايا كثيرة لا تعد ولا تحصى والحديث جاء من وجه اخر بلفظ فضلت على الانبياء بست فالخمس تنفى الست فيتنافيان ثم هما فى سرد الخصال متخالفان فعد فى كل منهما

له ثم رأيت فى ارشاد السارى شرح صحيح البخارى من تفسير سورة الرعد ما نصه ذكر خمسا وان كان الغيب لا يتناهى لان العدد لا ينفى الزيادة اولانهم كانوا يعتقدون معرفتها اھ وبلفظه فى الانعام كانوا يدعون علمها وفى عمدة القارى من الايمان قيل ما وجه الانحصار فى هذه الخمس مع ان الامور التى لا يعلمها الا الله كثيرة واجيب بانه اما لانهم كانوا سألوا الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم عن هذه الخمس فنزلت الاية جوابا لهم واما لانها عامة الى هذه الخمس فانهم اھ اقول لا معنى لعود ما وراءها اليها فان كنه ذاته وصفاته تعالى لا يعلمه الا هو ولا يرجع الى شئ من الخمس وكانه الى هذا يشير بقوله فانهم وكذلك فى قول القسطلانى كانوا يعتقدون معرفتها ويدعون علمها نظر ظاهر بالنظر الى الساعة فانهم لم يكونوا يؤمنون بها فضلا عن ادعاء معرفتها والجواب الثانى ما القاه [illegible] تعالى على عمدة ضعيف كما سياتى اھ منه مد ظله

ے زائد کے لئے یہ حکم نہیں) اور حدیث میں اگر پانچ کا لفظ آیا ہے تو اس سے قطع نظر کرکے جو
پر ہم بیان کر آئے کہ حدیث آحاد دربارۂ اعتقاد نامفید اعتماد ہم نہیں مانتے کہ ایسی جگہ عدد
زیادہ کی نفی کرتا ہو کیا تو نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ ارشاد نہ سنا کہ مجھے پانچ چیزیں
ایسی عطا ہوئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ دی گئیں حالانکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنے کثیر
عطاؤں سے خاص کئے گئے ہیں جن کی گنتی اور شمار نہ ہوسکے اور حدیث دوسری طریق سے یوں
آئی کہ میں انبیاء پر چھ وجہ سے فضیلت دیا گیا تو پانچ چھ کی نفی کرے گا تو دونوں حدیثوں میں تناقض
ہوجائے گا پھر ان فضائل کے شمار کرنے میں وہ دونوں حدیثیں مختلف ہیں تو ہر ایک میں
وہ بات گنی گئی ہے جو دوسری میں نہ شمار ہوئی تو اگر یہ مانیں کہ عدد سے حصر سمجھا جاتا ہے تو صحیح
حدیثیں کہ ائمہ کے نزدیک سب مقبول ہیں متعدد جگہ ایک دوسرے کی نفی کریں گی اور بندہ
ضعیف نے جتنی حدیثیں اس روش پر چلیں ان کو اپنے رسالہ البحث الفاحص

لے پھر میں نے ارشاد الساری شرح صحیح بخاری کی تفسیر سورۂ رعد میں دیکھا جس کی عبارت یہ ہے
پانچ کو ذکر فرمایا اگرچہ غیب غیر متناہی ہے یا اس لئے عدد نفی زیادت نہیں کرتا
یا اس لئے کہ کفار ان کے جاننے کا اعتقاد کرتے تھے اور ان کے الفاظ سورۂ
انعام میں یہ ہیں کہ وہ جھوٹا دعویٰ کرتے تھے ان کے علم کا اور عمدۃ القاری باب الایمان میں ہے
کہا گیا ان پانچ میں انحصار کی وجہ کیا ہے باآنکہ وہ امور جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا بہت ہیں
جواب دیا گیا یا اس لئے کہ کفار رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان پانچ کے متعلق سوال کرتے
تھے تو ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ یا اس لئے کہ یقیناً وہ تمام امور انھیں پانچ کی طرف
راجع ہیں تو سوچو اھ میں کہتا ہوں ان پانچ کے ماسوا سب انکی طرف عود کرنا اسے کوئی معنی نہیں کیونکہ بلاشبہ
کنہ ذات وصفات حق تعالیٰ کو نہیں جانتا مگر وہی وہ ان پانچ میں سے کسی کی طرف رجوع نہیں کرتی اور
گویا کہ انھوں نے اسی کی طرف اشارہ کیا اپنے قول فافہم سے تو سوچو یوں ہی علامہ قسطلانی کے قول میں
کہ کفار ان پانچ کی معرفت کا اعتقاد رکھتے تھے اور ان کا کہنا کہ ان کے جاننے کا جھوٹا دعویٰ کرتے
تھے کھلی نظر ہے قیامت کی طرف نظر کرتے ہوئے کیونکہ درحقیقت انھیں اس پر ایمان نہ تھا کیونکہ وہ قطعاً
اس پر ایمان ہی نہ رکھتے تھے چہ جائیکہ اس کی معرفت کا ادعا۔ جواب شافی وہ ہے جو اللہ عزوجل
نے اپنے اس ضعیف بندہ کو القا فرمایا جو عنقریب آتا ہے اھ منہ مدظلہ

مالم يجد فی الأخر فعلی تقدیر افادة العدد الحصر یلزم تنافی الاحادیث الصحیحة المقبولة کلها عند الائمة بوجوه شتی والعبد الضعیف قد جمع الاحادیث الماشیة علی هذا النسق فی رسالة سمیتها البحث الفاحص عن طرق احادیث الخصائص فوجدها عادة من اثنین الی عشر وکل یذکر ما لیس فی صاحبه وقد نافت الخصائص المذکورة فیها من ثلثین فاین الخمس واین الست ومن تتبع باب ثلث وباب اربع وباب خمس ونظائرها من الجامع الصغیر ومن ذیله ومن جمع الجوامع ایقن ان العدد لا یقضی بالحصر فی شیٔ من امثال هذا المقام ولعلك تقول هذا کله واضح ولکن لابد لتخصیصهن بالذکر من نکتة **اقول** وبالله التوفیق نعم نکتة وایة نکتة رفیعة جلیلة بدیعة جمیلة ومن لطفها انها تقضی علی الوهابیة بعکس ما نهمته افهامهم الذلیلة فاسمع لما الهم الله سبحانه وتعالی اعلم[1] ان فی الغیوب کثرة عظیمة سوی هذه الخمس

---

[1] قوله اعلم الخ هذا من الاسرار الربانیه والحکم الالهیة والفیوضات الرحمانیة والاختصامات الوهبیة ان رزق الله مؤلف هذا الکتاب الجلیل حکمة ذکر الخمس من دون ما فوقها من الغیبات واطلعه الله تعالی علی ما تختص من نکت الجلیلات ولله در ابن مالك اذ یقول فی طالعة تسهیلة واذا کانت العلوم عطایا الهیة ومنحا ربانیة فغیر غرابة ان یدخر للمتاخرین ما صعب فهمه علی کثیر من المتقدمین ام وحسب الواقف علی مثل هذه التحقیقات ان یتلو قوله تعالی ما یفتح الله للناس من رحمة فلا ممسك لها وقوله جل شانه وعز سلطانه

مطلب:۔ نکتة تخصیص ذکر الخمس

عن طرق احادیث الخصائص میں جمع کیا تو انھیں پایا کہ دو سے دس تک گنتی ہے اور ہر ایک میں وہ بات مذکور ہے جو دوسری میں نہیں اور خصائص جو ان میں مذکور ہوئے تیس سے بھی بڑھ گئے تو کہاں پانچ اور کہاں چھ اور جو شخص جامع صغیر اور اس کے ذیل اور جمع الجوامع سے ثلث اور ربع اور خمس کے باب تفتیش کرے وہ یقین کرے گا کہ ایسی جگہ عدد کہیں حصر کا حکم نہیں کرتی اور شاید تو کہے کہ یہ سب تو ظاہر بات ہے مگر آخر خاص ان پانچ کے ذکر فرمانے میں کوئی نکتہ تو ہونا چاہیے اقول وباللہ التوفیق ہاں نکتہ ہے اور کیسا نکتہ بلند وبالا جلالت لو طرز خوش نما اور اس میں ایک لطف یہ ہے کہ وہا بیہ جو اپنی ذلیل فہموں سے سمجھے یہاں پر اس کے عکس کا حکم لگاتا ہے تو کان لگا کر سن وہ جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے القا فرمایا جانے[1] کہ ان پانچ کے سوا غیب اور بہت کثرت سے ہیں یہاں تک کہ ان پانچ کے جملہ افراد سب مل کر بھی اور غیبوں کے ہزارویں حصہ کو بھی نہیں پہنچتے تو اللہ تعالیٰ غیب کا غیب ہے اور وہ ہر چیز پر شاہد ہے اور اس کی ہر صفت غیب ہے اور برزخ غیب ہے اور بہشت غیب ہے اور دوزخ غیب ہے اور حساب غیب ہے اور نامۂ اعمال غیب ہے اور قیامت کے میدان میں

---

[1] تو اعلم الخ یہ ربانی راز اور الٰہی حکمت اور ربانی فیوض اور وہبی خصوصیت کہ اللہ تعالیٰ نے نصیب کی اس جلالت والی کتاب کے مؤلف کو حکمت ذکر خمس کے ماسوا اس کے کہ اس سے بڑھ چڑھ کر ہیں غیوب سے اور مطلع فرمایا خاص خاص جلالت والے نکتوں پر اور اللہ کے لئے ہے خوبی ابن مالک کو کہ وہ کہتے ہیں اپنی طالعہ تسہیل میں اور جب کہ علوم الٰہی بخشش اور ربانی عطیہ ہیں تو کچھ نئی بات نہیں یہ کہ اللہ اٹھا رکھے متاخر کے لئے وہ کہ جس کا سمجھنا بہت سے متقدمین کے لئے دشوار ہوا اھ اور ان تحقیقوں پر واقف ہونے والے کو یہ آیت تلاوت کرنا چاہیے :" وہ کشود کہ اللہ لوگوں کے لئے اپنی رحمت سے فرمائے تو اس کا کوئی روکنے والا نہیں - نیز یہ آیت ؎

حتیٰ ان مجموع افراد الخمس بجذ افیرها لا تبلغ جزء من عشر عشیر معشار ما سواها فالله تعالیٰ غیب الغیب وهو علیٰ کل شئ شهید وکل صفة من صفاته غیب والبرزخ غیب والجنة غیب والنار غیب والکتاب غیب والحشر غیب والنشر غیب والملائکة غیب وجنود ربك سواهم غیب الیٰ غیوب لا یمکن لنا احصاء اجناسها فضلاً عن افرادها ومعلوم ان کلها اوجلها اشد غیبة من اکثر الخمس وما ذکر الله تعالیٰ فی هذه الاٰیة منها شیأً وانما اتی بهذه فلم یحصها لزیادة تغلغلها فی الکمون والبطون بل ان الزمان کان زمان الکهان وکان الکفرة یدعون علوم الغیب بالرمل وبالتنجیم وبالقیافة وبالعیافة وبالزجر وبالطیر وبالأزلام؛ وبغیر ذلك من هوساتهم المغشاة بالظلام؛ وما کانوا یبحثون عما ذکرنا من علم الذات والصفات والمعاد والاملاك؛ ولا لأدراکها طریق اصلاً فی تلك الفنون الداعیة الی الهلاك؛ وانما کانوا یقولون عن الأمطار متی تکون این تکون؛ وعن الاجنة هل هی بنات ام بنون؛ وعن المکاسب والمتاجر؛ والرابح فیها والخاسر؛ وعن قفول المسافر الی بیته؛ اومونه

ذلك فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذوالفضل العظیم

اه کتبه الفقیر حمدان الجزائری۔ مدینه حمدان غفرله

هذا ثانی الحواشی التی تفضل بها علیٰ کتابی سعادة علامة المغرب مولینا حمدان حمدان نعاله الحنان اٰمین والحمد لله رب العلمین اه منه حفظه ربه تعالیٰ

جمع کیا جانا غیب ہے قبروں سے اٹھنا غیب ہے اور فرشتے غیب ہیں اور
ان کے سوا تیرے رب کے لشکر غیب ہیں اور ان کے سوا اور غیب ہیں کہ جن کی
جنسیں تک ہم نہیں گنا سکتے نہ کہ فردیں اور معلوم ہیں کہ یہ سب کے سب یا ان
میں اکثر غیب ہونے میں ان پانچ سے بڑھ کر ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس
آیہ کریمہ میں ان میں سے کچھ ذکر نہیں فرمایا صرف یہی پانچ ذکر فرمائے تو انھیں اس
ملئے نہ گنایا کہ یہ غیبت وخفا کے اندر زیادہ داخل ہیں بلکہ بات یہ ہے کہ وہ زمانہ کاہنوں
کا تھا اور کافر علم غیب کا ادعا رکھتے تھے رمل سے، نجوم سے، قیافہ سے، عیافہ سے، زجر سے
طیر سے اور بالنوں سے اور ان کے سوا اپنی اور ہوسوں سے جو اندھیریوں سے ڈھانپی
ہوئی تھیں اور وہ ان چیزوں سے جو ہم نے ذکر کیں مثلاً ذات و صفات الٰہی
اور آخرت اور فرشتے کچھ بحث نہ رکھتے تھے اور نہ ان چیزوں کے جاننے کی ان
بربادی کی طرف بلانے والے فنون میں کوئی راہ تھی وہ تو یہی بات بکا کرتے تھے کہ مینھ
کب ہوگا کہاں ہوگا اور پیٹ کا بچہ لڑکی ہے یا لڑکا اور کسب اور تجارتوں کے حال اور
یہ کہ ان میں کسے فائدہ ہوگا اور کسے نقصان اور یہ کہ مسافر اپنے گھر پلٹے گا یا وہیں
پردیس میں مرجائے گا تو یہ چار چیزیں خاص ذکر کی گئیں بایں معنی کہ یہ چیزیں جن کا علم
کاہن اپنے باطل فنون سے ادعا کرتے ہو ان کا علم تو اسی بادشاہ جلیل کے پاس ہے
بے اس کے بتائے اس کی طرف کوئی راہ نہیں اور ان چار کے ساتھ علم قیامت کو بھی
شامل فرمالیا کہ یہ بھی انھیں باتوں کے جنس سے تھی جن سے بحث کرتے تھے یعنی موت

یہ ہے اللہ کا فضل عطا فرماتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے اھ

اسے تحریر کیا فقیر حمدان جزائری نے مدینہ حمدانیہ

یہ دوسرا وہ حاشیہ ہے جس سے میری کتاب پر کرم فرمایا علامہ مغرب مولانا حمدان نے کی تفضیلت
بہ رحمٰن کے کاموں کو سراہے الٰہی ایسا ہی کر اور ساری خوبیاں اللہ پروردگار عالم کے لیے ہیں
اھ منہ حفظہ ربہ تعالیٰ

ثم فی غربتہ ؛ فخصت ہذہ الاربع بالذکر بمعنی ان التی تدعون علمہا بفنونکم الا باطیل ؛ فان علمہا عند الملک الجلیل ؛ لیس الیہا من دون اعلامہ تعالٰی سبیل ؛ وضم الیہا علم الساعۃ لانہا من جنس ما یبحثون عنہا وہو الموت فہم کانوا یخبرون عن موت احاد من الناس وا ساعۃ موت کل من فی الارض وقد علم من عرف النجوم ان الکواکب علی زعم ذلک الفن اشد دلالۃ علی الحوادث العامۃ من الخاصۃ وفی خراب دار وہلاک رجل لیست عندہم ضوابط تقطع بہا بزعمہم ایضا فان انظار الکواکب واتصالاتہا واوضاعہا ودلالاتہا ربما تتعارض فی الامور الجزئیۃ بل قلما یوجد بیت من بیوت زائجۃ ولادۃ او تحویل عام فی عمر احد والکواکب الذی فیہ وہو ناظر الیہ خالیا عن تعارض القوۃ والضعف فان کان لہ وجہ الی الشر فوجہ اخر الی الخیر وہم انما یخمنون ویرجحون ؛ وبما یقع عندہم الغلبۃ یحکمون ؛

ل؎ وقد حکمت المحاسبات ان لو بقیت الدنیا لیقعن القرآن الاعظم بین العلویین بعد خمسمائۃ وثمان واربعین سنۃ من تاریخنا ہذا الثالث والعشرین من ذی القعدۃ سنۃ الف وثمانمائۃ واحدی وسبعین من الھجرۃ تریب نصف اللیل فی الدرجۃ الثالثۃ من الحمل کل ذلک بالوسطی نلثن بقیت الدنیا لم یبعد ان تقوم الساعۃ فی المحرم الذی یلیہ او الذی قبلہ من عامہ لان حکم القران یبتدئ فی ہذین اذا بقی الفصل بینہما ﺣﺞ وینتھی اذا صار بعد القران طﺞ واللہ تعالٰی اعلم اھ منہ حفظہ ربہ تعالٰی مد نیہ ثم عن لی احتمال ان یکون راس تلک المائۃ زمن ظہور سیدنا الامام الموعود رضی اللہ تعالٰی عنہ وترجح ذلک عندی بما رائت للسان الحقائق سید المکاشفین سیدنا الامام الاجل الشیخ الاکبر رضی اللہ تعالٰی

تو اکا دکا آدمیوں کی موت سے بحث کرتے تھے اور قیامت تمام اہلِ زمین کی موت ہے اور بے شک جو فن نجوم جانتا ہے اسے معلوم ہے کہ اس فن کے زعم پرستاروں کی دلالت عام حادثوں کی بہ نسبت خاص کے بہت زائد ہے اور کسی ایک گھر کی خرابی یا ایک شخص کے موت کے لیئے ان کے پاس کوئی ایسا قاعدہ نہیں جس پر وہ اپنے زعم میں بھی یقین کر سکیں اس واسطے کہ ستاروں کی نظریں اور جوگ اور باہمی نسبتیں اور دلالتیں جزئی باتوں میں اکثر ایک دوسرے کے خلاف پڑتی ہیں بلکہ کسی کے زائچہ پیدائش یا عمر کے زائچہ سال میں کم ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ جو ستارہ کسی گھر میں ہو یا اس کی طرف دیکھ رہا ہو وہ قوت وضعف کی باہم مزاحمت سے خالی ہو تو اگر ایک طرف سے بدی پر دلالت کرتا ہے تو دوسری جانب سے بھلائی پر اور وہ بس اٹکل دوڑاتے ہیں اور ایک جانب کو ترجیح دیتے ہیں اور جدھر کا پلا ان کے نزدیک جھکتا ہے اس پر حکم لگا دیتے ہیں مگر عالم میں انقلاب عام کے لیئے ان کے یہاں ایک قاعدہ قرار پایا ہوا استمراری ہے اور وہ قران اعظم ہے یعنی دونوں اونچے ستاروں زحل و مشتری کا تینوں بروج آتشی حمل اسد قوس سے کسی کے اول میں جمع ہونا جیسا کہ زمانۂ طوفان نوح علیہ الصلاۃ والسلام میں تھا اور معلوم ہے کہ حساب[۱] سے آنے والے قران بھی یوں ہی معلوم ہو سکتے ہیں جیسے گزرے ہوئے اور یہ کہ وہ کتنے برس

---

[۱] قد حکمت المحاسبات الخ اور حسابات کی رو سے یقینی ہو کہ اگر دنیا باقی رہی تو علویین کا قران اعظم ضرور واقع ہوگا بعد ۶۲۸۵ھ کے ہماری اس تاریخ سے بتاریخ ۲۳ ذی القعدہ ۱۳۴۷ھ کو آدھی رات کے قریب حمل کے تیسرے درجہ میں اور یہ سب کچھ اوسط میں ہوگا تو دنیا اگر باقی رہی تو یہ بات دور نہیں کہ قیامت قائم ہو اس محرم میں جو اس ذی قعدہ کے پاس ہے یا اس میں کہ جو اس سے پہلے ہے اسی سال کیونکہ قران کی ابتدا انھیں دنوں میں ہو جب کہ فاصلہ ۶ج کا باقی رہے اور انتہا اس کے بعد قران جب ہوگی کہ ط ہو جائے واللہ تعالیٰ اعلم ۱ھ منہ حفظہ ربہ تعالیٰ مدینہ

اما الانقلاب العام فی العالم فله عندهم ضابطة مستقرة مستمرة وهو القران الاعظم اعنی اجتماع العلويين زحل والمشتری فی اوائل احد من البروج الثلاثة الناریة الحمل والاسد والقوس کما کان ذلک فی زمن طوفان نوح علیه الصلاة والسلام ومعلوم ان الحساب ینبئ عن القرانات الاٰتیة کالماضیة وانها بعد کم سنة تکون وکیف تکون وفی ایة درجة بل دقیقة من ای برج یکون وماجهته وکم بقاؤه وهل یکون کاسفا ام کاشفا الی غیر ذلک فان النجوم مسخرات بحساب قدیم ؛ ذلک تقدیر العزیز العلیم ؛ فوبخوا بذکر الساعة ان لو کان لعلومکم هذه حقیقة کما تزعمون لکان علمکم بالساعة اسرع من علمکم بموت فلان لکنکم لا تعلمون ؛ ان انتم الا تخرصون ؛ فهذه واللہ اعلم نکتة تخصیص الز کر

عنه فی کتابه الدر المکنون والجواهر المصون من قوله ؎

اذا دار الزمان علی حروف ببسم اللہ فالمهدی قاما

ویخرج بالحطیم عقیب صوم الا فاقراه من عندی سلاما

اما ما فی الحدیث ان عمر الدنیا سبعة الاف سنة انا فی آخرها الفا رواه الطبرانی فی الکبیر والبیهقی فی دلائل النبوة عن الضحاک بن زمل الجهنی رضی اللہ تعالٰی عنه عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم وقوله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم انی لارجو ان لا تعجز امتی عند ربها عزوجل ان یؤخرهم نصف یوم رواه الامام احمد وابو داؤد ونعیم بن حماد والحاکم والبیهقی فی البعث وایضاء بسند جید عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنه وفیه قیل لسعد وکم نصف یوم قال خمسمائة سنة وللبیهقی فی البعث عن ابی ثعلبة رضی اللہ تعالٰی عنه انه قال اللہ لا تعجز هذه الامة من نصف یوم **اقول** لا یبعد ان مترجی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم امهال نصف فیمنحه ربه یوما کاملا ارماشاء من زیادة سیما قال صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم لن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلثة الاف من

کے بعد ہوگا اور کیا ہوگا اور یہ کہ کس برج کے کس درجہ بلکہ کس دقیقہ[ے] میں ہوگا اور

کس طرف ہوگا اور کتنے دنوں رہے گا اور ایک ستارہ دوسرے کو چھپالے گا یا

کھلا رہے گا اور ان کے سوا اور باتیں اس لیے کہ ستارے تو ایک مضبوط حساب کے

باندھے ہوئے ہیں یہ زبردست جاننے والے کا اندازہ مقرر فرمایا ہوا ہے تو قیامت

کے ذکر سے ان پر توبیخ کنی فرمائی گئی کہ تمھارے ان علموں کی اگر کچھ حقیقت ہوتی جیسا کہ

تمھارا خیال ہے تو کسی ایک شخص کی موت جاننے سے قیامت کا علم تمھیں زیادہ جلد آجاتا

مگر تم نہیں جانتے تم تو یوں ہی اٹکل دوڑاتے جاتے ہو تو ان پانچ چیزوں کے خاص ذکر کا

پھر مجھے پیش آیا یہ احتمال کہ اس صدی کا آخر زمانۂ ظہور سیدنا امام موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور یہ میرے نزدیک مرجح ہے کہ میں نے لسان الحقائق سید المکاشفین امام اجل شیخ اکبر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی کتاب الدر المکنون والجواہر المصئون میں ان کا ارشاد دیکھا جب زمانہ کا دور

بسم اللہ کے حروف پر ہوگا تو امام مہدی قائم ہوں گے اور حطیم میں بعد روزہ کے نکلیں گے

تو میری جانب سے انھیں سلام عرض کرنا

لیکن جو حدیث میں ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار برس کی ہے میں پچھلے ہزار میں

ہوں اس کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا اور بیہقی نے دلائل النبوۃ ضحاک ابن زمل جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا حضور کا ارشاد ہے میں بلاشبہہ اسکی امید رکھتا ہوں کہ

میری امت محروم نہ ہوگی اپنے رب کے پاس اس سے کہ انھیں آدھے دن کی تاخیر عطا فرمادے اسے روایت کیا

امام احمد اور ابو داؤد اور نعیم بن حماد اور حاتم اور بیہقی نے بعث میں اور ضیا نے بسند جید سعد بن ابی وقاص

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور اسی میں ہے کہ سعد سے کہا گیا کہ آدھا دن کتنا ہے پانچ سو برس اور حشر بن بیہقی کی روایت

ابو ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ انھوں نے کہا کہ ہرگز نہ کریگا اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے آدھے دن سے میں کہتا ہوں

کچھ دور نہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آدھے دن کی مہلت چاہی ہو اور ان کے رب نے انھیں پورا

دن یا جو اضافہ چاہا عنایت فرمایا ہو جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا یہاں تمھیں ہرگز

کفایت نہ کریگا کہ تمھاری مدد کرے تمھارا رب تین ہزار اتارے ہوئے ملائکہ سے تو انکے رب عزوجل نے ارشاد

فرمایا کہ اگر تم صبر اور پرہیزگاری کرو تو مدد کرے گا تمھاری تمھارا رب پانچ ہزار ملائکہ سے تو یقیناً حضور

کے لیے اضافہ فرمایا۔ وللہ الحمد ۱۲ منہ جدیدہ

لے لما اتی الخ جب تخصیص بر آئے تو ضمیر مصدر کی طرف پھیر دی ۱۲ منہ کیہ

وللہ الحمد علی تسدید الفکر ؛ اتقن ھذا فانہ من فیوض
ھذا البیت الکریم ؛ وسانح الوقت بعون النبی الرحیم ؛ علیہ
وعلی الہ الصلاۃ والتسلیم ؛ **ثالثا** نعم قال النبی صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم خمس لا یعلمھن الا اللہ وقال اللہ عزوجل
قل لا یعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا اللہ فخصص
الرسول وعمم الالہ وانا بکل مؤمنون فان الخصوص
لا ینفی العموم فلا یعلم الخمس الا اللہ ولا یعلم غیرھا من الغیوب
التی ھی اعلٰی واشرف وادق والطف منھا الا اللہ **اقول** بل لا یعلم
شیأ الا اللہ بل لا وجود حقیقیا الا اللہ وقد جعل النبی صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم اصدق کلمۃ قالھا العرب قول لبید الا کل
شیئ ماخلا اللہ باطل وقد تقرر عندنا ان کلمۃ لا الٰہ الا اللہ معناھا
عند العامۃ لا معبود الا اللہ وعند الخاصۃ لا مقصود الا اللہ و
عند الاخصین لا مشھود الا اللہ وعند المنتھین لا موجود الا اللہ
والکل حق ومدار الایمان علی الاول ومناط الصلاح الثانی
وتمام السلوک بالثالث وملاک الوصول ھو الرابع رزقنا اللہ
من جمیعھا حظا وافیا بمنہ وکرمہ اٰمین وقد انشد سوادؔ
بن قارب رضی اللہ تعالٰی عنہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

مطلب ۔ حصر العلم فی اللہ و توجیہ النفی عن عباد اللہ وکذا کل ما یصح ان یظھر عبادہ

مطلب ۔ لا موجود الا اللہ

الملائکۃ منزلین فقال ربہ عزوجل بل ان تصبروا وتتقوا ویاتوکم من فورھم
ھذا یمددکم ربکم بخمسۃ الاف من الملائکۃ مسومین فزادہ الفین وللہ الحمد

اھ منہ حفظ ربہ

لہ لما اتی علی الخصوص ارجع الضمیر الی المفرد ۱۲ منہ مکیہ

یہ نکتہ ہے اور اللہ خوب جانتا ہے اور درستی فکر پر اللہ ہی کے لئے حمد ہے اسے خوب
مضبوطی سے سمجھ لو کہ یہ اس کرم والے گھر (یعنی خانہ کعبہ) کے فیضوں سے ہے اور نبی
رحیم علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والتسلیم کی مدد سے اس وقت تازہ ذہن میں آنے والا
ثالثاً ہاں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزیں ہیں جنھیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا
اور اللہ عزوجل نے فرمایا تم فرمادو کہ آسمان وزمین میں کوئی غیب نہیں جانتا سوا اللہ کے
تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاص پانچ چیزوں کو فرمایا اور اللہ عزوجل نے عام
حکم فرمایا اور ہم سب پر ایمان لائے اس لئے کہ خاص عام کی نفی نہیں کرتا توان پانچ کو
کوئی نہیں جانتا سوا اللہ کے اور اس کے سوا اور غیب جو ان سے علو وشرف ودقت و
لطافت میں زائد ہیں انھیں بھی کوئی نہیں جانتا سوا اللہ کے **اقول** بلکہ کوئی کچھ نہیں جانتا
سوا اللہ کے بلکہ حقیقی وجود کسی کے لئے نہیں سوا اللہ کے اور بے شک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
عرب کے تمام مقولوں میں سب سے زیادہ سچا لبید کے اس قول کو فرمایا سن لو ہر شے بے حقیقت ہے
سوا اللہ کے اور ہمارے یہاں قرار پاچکا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کے معنی عام لوگوں کے نزدیک تو
یہ ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور خواص کے نزدیک یہ کہ اللہ کے سوا کوئی مقصود نہیں
اور خاص الخاص کے نزدیک یہ کہ اللہ کے سوا کوئی نظر ہی نہیں آتا اور جو نہایت کو پہنچ گئے ان
کے نزدیک یہ معنی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں اور یہ سب معنی حق ہیں اور ایمان کا
مدار پہلے پر ہے اور صلاح کا مدار دوسرے پر اور سلوک کا تمام تیسرے پر اور وصول الی اللہ
کا مدار چوتھے پر اللہ تعالیٰ ہمیں ان سب معنی میں سے پورا حظ عطا فرمائے اپنے احسان وکرم سے آمین۔
اور بے شک سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور یہ اشعار پڑھے ؎
ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں اور بے شک آپ تمام مغیبات کے امین ہیں
اور بے شک آپ اے طیبٌ طاہر آباء واجداد کے فرزند تمام رسولوں سے زیادہ شفاعت کے معاملہ میں اللہ سے قریب ہیں۔
آپ میرے سفارشی بن جائیے جس دن آپ کے سوا کوئی سفارشی سواد بن قارب کو نفع نہیں پہنچا سکتا۔

فیاشهد ان اللہ لاشیئ غیرہ وانك مامون علی کل غائب
وانك ادنی المرسلین شفاعۃ الی اللہ یا ابن الاکرمین الاطائب
فکن لی شفیعا یوم لاذوشفاعۃ سواك بمغن عن سواد بن قارب
ھکذا ارو ینا فی المسند وان کانت الروایۃ الاخری لارب غیرہ
اقول فاراد نفی الوجود عن کل شی سوی اللہ تعالٰی وثانیا اثبت
علم المغیبات نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حیث جعلہ امینا
علی جمیع الغیوب والجاھل عن شئ لایکون امینا علیہ وثالثا
آمن بان نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قد اعطی الشفاعۃ
کما قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی حدیث مسلم واعطیت الشفاعۃ
لاکما قالت الوھابیۃ انہ لم یعطیھا بعد وانما یؤذن لہ فیھا
یوم القیٰمۃ قصدوا بذلك ان لایستغاث بہ صلی اللہ تعالٰی علیہ
وسلم الآن لانہ لایقدر الان علی الشفاعۃ ونبذوا قولہ تعالٰی
واستغفر لذنبك وللمومنین والمؤمنت وقولہ تعالٰی ولوانھم
اذظلموا انفسھم جاؤك فاستغفروا اللہ واستغفرلھم الرسول لوجدوا اللہ
توابا رحیما وراء ظھورھم کانھم لایعلمون ورابعا امن بانہ
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھو اقرب شفاعۃ لاکما قال
کبیر الوھابیۃ انہ تعالٰی اذا اراد احتیال لمغفرۃ النادم
التائب لاشفاعۃ عندالالہ لالمن اذنب ولم یتب فانہ یقیم من
شاء شفیعا لہ من دون تخصیص وخامسا استغاث بہ صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم ردا علی الوھابیۃ وسادسا نرقی عن اقربیۃ
شفاعتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فحصر الشفاعۃ فیہ وھو الحق

مسند امام احمد میں ہم کو یونہی روایت آئی (کہ اللہ کے سوا کوئی شے نہیں) اگرچہ دوسری روایت میں حق ہے کہ اس کے سوا کوئی رب نہیں قول تو سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اول اللہ کے سوا ہر چیز سے وجود کی نفی فرمائی دوم ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے غیبوں کا علم ثابت کیا کہ حضور کو تمام غیبوں پر امین بنایا اور جو کسی چیز کو نہ جانتا ہو اس پر امین کیا ہوگا سوم اس پر ایمان لائے کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شفاعت عطا ہو چکی جیسے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث صحیح مسلم میں فرمایا کہ مجھے شفاعت عطا کی گئی نہ جیسے وہابیہ کہتے ہیں کہ حضور کو ابھی شفاعت نہیں دی گئی حضور کو قیامت ہی کے دن اس کا اذن ملے گا وہ اس سے یہ قصد رکھتے ہیں کہ دنیا میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فریاد نہ کی جائے کہ وہ ابھی شفاعت پر قادر نہیں اور اللہ عزوجل کا یہ ارشاد کہ اپنے خاص علاقہ والوں اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی بخشش چاہو اور اللہ عزوجل کا یہ ارشاد کہ اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تمہارے حضور حاضر ہو کر خدا سے معافی چاہیں اور معافی مانگیں ان کے لئے رسول تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے ان آیتوں کو وہابیوں نے ایسا پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا گویا وہ جانتے ہی نہیں چہارم اس پر ایمان لائے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سب سے قریب تر ہے نہ وہ جیسا کہ وہابیہ کا پیشوا (اسمٰعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں) کہتا ہے اللہ تعالیٰ جب کسی پشیمان توبہ کرنے والے کی بخشش کے لئے حیلہ کرنا چاہے گا تو جسے چاہے گا اس کا شفیع کردے گا کسی کی خصوصیت نہیں اور پشیمان توبہ کرنیوالے کی قید اس واسطے ذکر کی کہ دہلوی مذکور کے نزدیک شفاعت ایسے ہی شخص کی ہوگی نہ اس گنہگار کی جس نے توبہ کی پنجم سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہابیہ پر رد فرمانے کیلئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فریاد کی ششم پہلے جو یہ کہا تھا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سب سے قریب تر ہے اس سے ترقی کرکے شفاعت کو حضور ہی میں منحصر کردیا اور یہی حق ہے رب ہے اور سب شفاعت کرنیوالے وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شفاعت کریں گے اور اللہ عزوجل کے حضور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی شفاعت کرنے والا نہیں جیسا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام انبیاء کی شفاعت کا میں مالک ہوں اور کچھ فخر کی راہ سے نہیں فرماتا ہفتم انہوں نے ثابت کیا کہ جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن پکڑیں

اما سائر الشفعاء فیشفعون عندہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا یشفع عند اللہ تعالیٰ الا ھو کما قال صلی اللہ علیہ وسلم وانا صاحب شفاعتھم ولا فخر وسابعا اثبت لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الاغناء عن المتوسلین بہ رد علی کبیر الوھابیۃ الذی زعم انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یغنی عن بنتہ فضلا عن غیرھا فانظر الی عظم نفع ھذہ الکلمات الیسیرۃ من ذلک الصحابی الکریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقد نطق الحدیث انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اقرہ علی جمیع ذلک ھذا وقال اللہ تعالیٰ یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا اقول فتکلموا علی اصل الحقیقۃ ونفوا عنھم العلم راسا لان النظر اذا قابل الاصل لم تبق لہ دعوی وقالت الملٰئکۃ سبحٰنک لا علم لنا الا ما علمتنا فتکلمت عن الحقیقۃ العطائیۃ فاتت بالثنیا فکان الانبیاء اکثر ادبا واعظم اجلالا منھا علی جمیعھم الصلٰوۃ والسلام ھی ایضا تذکرت فرجعت وحصرت فقالت انک انت العلیم الحکیم ای لا علم الا لک وبالجملۃ فالکل للہ وما یعلم احد الا باللہ فیرجع الامر الی ما حقق الائمۃ الامجاد ان المنفی ھو الاستقلال والاستبداد ونقل بعض اصحابنا عن الروض النضیر شرح الجامع الصغیر من احادیث البشیر النذیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما نصہ اما قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا ھو فمفسر بانہ لا یعلمھا احد بذاتہ الا ھو لکن قد تعلم باعلام اللہ فان ثمہ من یعلمھا وقد وجدنا ذلک لغیر واحد کما رأینا جماعۃ علموا متی یموتون وعلموا ما فی الارحام

حضور کھتے نام آئیں گے اس میں پیشوائے وہابیہ (اسمٰعیل دہلوی) کا رد فرمایا جو یہ بک گیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی بیٹی کے بھی کام نہ آئیں گے پھر اوروں کی کیا گنتی تو ان عزت والے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان تھوڑے سے الفاظ کا عظیم نفع دیکھو اور بے شک حدیث ناطق ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی یہ سب باتیں برقرار رکھیں یہ سمجھ لو اور اللہ عزوجل فرماتا ہے جس دن اللہ جمع کرے گا رسولوں کو ان سے فرمائے گا تمھیں کیا جواب ملا عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں تو قول تو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نے اصل حقیقت پر کلام کیا اور اپنے سے علم سے بالکل نفی فرمائی اس لئے کہ سایہ جب اصل کے سامنے آتا ہے تو اسے کوئی دعویٰ نہیں رہتا اور ملائکہ نے عرض کی پاکی ہے تیری ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا تو ملائکہ نے حقیقت عطائی پر کلام کیا تو وہ استثنا لائے تو انبیاء ملائکہ سے ادب میں زائد اور تعظیم میں بڑھ کر ہوتے ان سب پر درود وسلام پھر ملائکہ کو بھی یاد آیا تو وہ پلٹے اور حصر کر دیا کہ بے شک وہی ہے علم والا حکمت والا یعنی تیرے سوا کسی کو علم نہیں اور خلاصہ یہ کہ سب اللہ ہی کے واسطے ہے اور کوئی بے عطائے الٰہی کچھ نہیں جانتا تو بات اسی طرف پلٹے گی جو ائمہ کرام نے تحقیق فرمادی کہ نفی اس کی ہے کوئی بذات خود بے عطائے الٰہی جانے اور ہمارے بعض اصحاب نے روض النضیر شرح جامع الصغیر من احادیث البشیر النذیر سے نقل کیا کہ فرماتے ہیں رہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ ان پانچ کو کوئی نہیں جانتا سوا اس کے، اس کے معنی یہ ہیں کہ ان پانچ کو خود بخود کوئی نہیں جانتا سوا اس کے لیکن کبھی خدا کے بتائے سے معلوم ہوتی ہیں کہ یہاں ان کے جاننے والے موجود ہیں اور ہم نے ان کا علم کئی شخصوں کے پاس پایا جیسا کہ ہم نے ایک گروہ کو دیکھا کہ انھیں معلوم تھا کہ کب انتقال کریں گے اور پیٹ کے بچہ کو عورت کے

لے ومن علم اھ جس نے جانا اور دیکھا جو آگے گذرا پہلی نظر میں پھر تناقض کا الزام ردوشن آیتوں کی جب دیا تو اس نے غفلت کی اور ٹھوکر کھائی ہم اللہ سے طالب ہیں کہ بخش دے کل وہ چیز جو گذری اور آئندہ آئے گی اھ منہ حفظہ ربہ مدنیہ

حال حمل المراة وقبله اھ **قلت** وفی شرح الصدور للامام السیوطی وبهجة الأسرار للامام الاجل نور الدین ابی الحسن علی اللخمی الشطنونی وروض الریاحین وخلاصة المفاخر للامام الاسعد عبد الله الیافعی الشافعی وغیرها من کتب القوم روایات کثیرة من هذا الباب عن الأولیاء الکرام لا ینکرها الا من حرم اجرمنا الله برکاتهم وکذالک نص الامام ابن حجر المکی فی شرح الهمزیة بعطاء علم الغیوب من الخمس حیث قال ان علم الانبیاء والأولیاء انما هو باعلام الله تعالیٰ لهم وعلمنا بذلک انما هو باعلامهم وهذا غیر علم الله تعالیٰ الذی تفرد به وهو صفة من صفاته القدیمة الأزلیة الدائمة الأبدیة المنزهة عن التغیر وسمات الحدوث والنقص والمشارکة والانقسام الی قوله فلا ینافی ذلک اطلاع الله تعالیٰ لبعض خواصه علی کثیر من المغیبات حتی من الخمس التی قال فیهن صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خمس لا یعلمهن الا الله اھ ولذا قال الشیخ المحقق عبد الحق المحدث دهلوی قدس سره فی شرح المشکوة تحت حدیث خمس لا یعلمهن الا الله المعنی[1] انما لا یعلمها

---

[1] ومن علم ا ونظرة ما سبق ومرة فی اول نظرة ثم الزم التناقض فی الای الاخرة فقد غفل وعثر فنسأل الله ان یغفرلنا جمیعا ما عبر وما عثرة اھ منه حفظه ربه مدینه

[2] ولفظ اللمعات المراد لا تعلم بدون تعلیم الله تعالیٰ اھ وقال الامام القسطلانی فی الارشاد من سورة الانعام وینزل الغیث فلا یعلم وقت انزاله من غیر تقدیم ولا تاخیر فی بلد لا یجاوز به الا هو لکن اذا امر به علمته ملائکته الموکلون به ومن شاء الله من خلقه ویعلم ما فی الارحام لا احد

زمانہ حمل میں جان لیا اور اس سے پہلے انتہی میں کہتا ہوں اور امام جلال الدین سیوطی کی شرح الصدور اور امام اجل نور الدین ابی الحسن علی لخمی شنطوفی کی بہجۃ الاسرار اور امام اسعد عبد اللہ یافعی کی روض الریاحین اور خلاصۃ المفاخر اور ان کے سوا اولیاء کرام کی اور کتابوں میں اولیائے کرام سے اس باب میں بہت روایات ہیں جن کا انکار نہ کرے گا مگر محروم اللہ ہمیں انکی برکتوں سے محروم نہ فرمائے اور اسی طرح امام ابن حجر مکی نے شرح ہمزیہ میں ان پانچ میں سے علم غیب عطا ہونے کی تصریح فرمائی جہاں فرماتے ہیں انبیاء اور اولیا کا علم اللہ کے بتانے ہی سے ہے اور ہم جو کچھ ان میں سے جانتے ہیں وہ انبیاء و اولیاء کے بتائے ہی سے ہے اور یہ وہ علم الٰہی نہیں جو اس کے ساتھ خاص ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ان صفتوں میں سے ہے جو قدیم ازلی دائم ابدی ہیں بدلنے اور حدوث و نقصان کی علامتوں اور ساجھے اور بانٹے سے منزہ ہیں یہاں تک فرمایا کہ اس کے منافی نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا اپنے بعض خاص بندوں کو غیبوں کا علم دینا یہاں تک کہ ان پانچ میں سے جن کی نسبت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا انتہی اور اسی لئے شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے نیچے کہ پانچ چیزیں ہیں جنھیں خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا یوں فرمایا کہ اس کے معنی[1] یہ ہیں کہ

---

[1] اللمعات الخ اور الفاظ لمعات کے یہ ہیں مراد یہ ہے کہ تم نہیں جانتے بغیر تعلیم الٰہی اھ امام قسطلانی نے ارشاد الساری کی تفسیر سورہ انعام میں فرمایا۔ اتارتا ہے پانی تو نہیں جانتا اس کے اتارنے کا وقت بغیر تقدم و تاخر کے اور کس شہر میں کہ اس سے تجاوز نہ کرے مگر وہی اللہ لیکن جب اس نے حکم فرمایا تو اس کے ملائکہ موکلین نے جان لیا اور اسے جسے اللہ نے چاہا اپنی مخلوق سے اور جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے نہ اس کے سوا کوئی۔ لیکن جب اس نے حکم فرمایا تو ملائکہ نے جان لیا اور جسے اللہ نے اپنی مخلوق سے چاہا جان لیا اور یہ استدراک مستفاد ہے قول الٰہی ۔ الا من ارتضی من رسول سے اور ولی رسول کے تابع ہے اسی سے لیتا ہے اھ ملتقطاً تو بلاشبہ تصریح فرمادی تعلیم الٰہی جاری ہونے کی نہ مشیت الٰہی ان پانچ میں بھی اور یہ ظاہر تر ہے اس سے کہ ظاہر کیا جائے لیکن اللہ کی پناہ نگاہ نہ ہونے سے ۱۲ منہ مدینہ

احد بحسب عقله من[١] دون تعليم الله تعالیٰ لانہامن الغیوب التی لاتعلم الا باعلامه عزوعلا اھ وھذا الامام الاجل[٢] البدر محمود العینی[٣] قائلا فی عمدة القاری شرح صحیح البخاری مانصه

سوالا لکن اذا امر علمه الملٰئکة ومن شاء الله من خلقه والاستدراک مستند دمن قوله تعالیٰ الا من ارتضیٰ من رسول والولی تابع للرسول یاخذ عنه اھ بالتقاء نقد صرح بجریان الاعلام فیما شاء الله تعالیٰ من ھذه الخمس ایضا وھواظھر من ان یظھر ولکن معاذ الله من طمس البصر اھ منه مدنیه۔

[١] له اکن لک قال الشھاب فی عنایة القاضی عنده مفاتح الغیب وجه اختصاصھا به تعالیٰ انه لایعلمھا کما ھی ابتداء الا ھو اھ الحمد لله لاحاجة بنا الی الاستکثار نقد قال السید المدنی فی الرسالة المنسوبة الیه التی اتت بھا الوھابیة فی ص۲ مانصه ننقل لک ھٰھنا نصوصا عن بعض الائمة الاعلام تحقیقا للمقام فنقول قال الحافظ ابن کثیر فی تفسیره قوله تعالیٰ ان الله عنده علم الساعة الآیة ھذه مفاتیح الغیب التی استاثر الله تعالیٰ بعلمھا فلا یعلمھا احد الا بعد اعطائه تعالیٰ بھا اھ نوضح ولله الحمد وضوح الشمس فی رابعة النھار ان معنی لایعلمھن الا الله اختصاص علم الخمس به عزوجل من دون اعلام فلا یعلمھا غیره الا بالاعلام عزوجل وھذا ھو مدعا قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا الحمد لله جاء النصر وتم الامر وظھر امر الله وھم کرھون ۱۲ منه حفظه ربه جدیدة

[٢] له ونقله ایضا القاری فی المرقاة تحت حدیث جبرئیل علیه الصلاة والسلام وکذا القسطلانی فی الارشاد ۱۲ منه جدیدة

[٣] له ھولاء اکابر جلة العلماء العظام من الحنفیة الشافعیة والمالکیة کالامام العینی والامام القرطبی والامام الشطنوفی والامام الیافعی والامام ابن کثیر والامام سیوطی والامام القسطلانی والامام ابن حجر والعلامة القاری والعلامة الشنوانی والشیخ البیجوری والشیخ عبدالحق والشھاب الخفاجی

ان پانچ چیزوں کو بے خدا کے بتائے اپنی عقل سے کوئی نہیں جانتا اس لئے کہ یہ پانچوں ان غیبوں میں سے ہیں جو بے اللہ عزوجل کے بتائے معلوم نہیں ہوتے[۲] اور یہیں امام اجل بدرالدین محمود عینی[۳] کہ عمدۃ القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ امام قرطبی نے فرمایا۔

---

[۱] ایسا ہی کہا علامہ شہاب الدین خفاجی نے عنایت القاضی میں "عندہ مفاتح الغیب" اس کی تخصیص کی وجہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ ہے کہ نہیں جانتا انھیں کوئی سب سے پہلے جیسی کہ حقیقت میں وہ ہیں مگر وہی اللہ تعالیٰ اھ الحمد للہ ہمیں کوئی حاجت تکثیر کی نہیں سید مدنی ہی نے اس سالہ میں جو ان کی طرف منسوب ہے وہابیہ لے سے صنہ میں کہا جس کی عبارت یہ ہے' ہم نقل کرتے ہیں یہاں تصریحات بعض ائمہ اعلام سے تحقیق مقام کے لئے تو ہم کہتے ہیں حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں کہا قولہ تعالےٰ ان اللہ عندہٗ علم الساعۃ الآیہ یہ غیب کی کنجیاں وہ ہیں جنھیں اللہ نے اپنے لئے خاص کر لیا تو انھیں کوئی نہیں جانتا مگر بعد تعلیم الٰہی اھ تو واضح ہو گیا اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے مثل واضح ہونے آفتاب کے دوپہر کے وقت کہ معنی لا یعلمہن الا اللہ کے خاص ہونا علم خمس کا ہے ساتھ رب العزت کے بغیر اس کے بتائے یعنی نہیں جانتا اس کے سوا کوئی مگر اس کے بتائے سے اور یہی ہمارا مدعا ہے تو حق آیا باطل فنا ہوا اور یقیناً باطل فانی تھا اللہ ہی کے لئے حمد کیا۔ آئی مدد اور کام تمام ہوا اور امر الٰہی ظاہر ہوا، حالانکہ مکروہ جانتے تھے ۱۲ منہ حفظ ربہ جدیدہ

[۲] علامہ قاری نے مرقاۃ میں زیر حدیث جبریل علیہ السلام اسے نقل کیا اور یوں ہی علامہ قسطلانی نے ارشاد الساری میں ۱۲ منہ جدیدہ

[۳] یہ بڑے جلیل القدر علماء عظام حنفیہ و شافعیہ و مالکیہ مانند امام عینی و امام قرطبی و امام شطنوفی و امام یافعی و امام ابن کثیر و امام سیوطی و امام قسطلانی و امام ابن حجر و علامہ قاری و علامہ شنوانی و شیخ ہجوری و شیخ عبدالحق دہلوی و شہاب خفاجی

وغیرہم اور آپ خود اے سید صاحب اور ہر وہ جس نے سیرت و مناقب اولیا میں تصنیف کی اور تمام مصنفین صوفیائے کرام اور ان کے معتقدین علمائے عاملین و ارکین تھا میں تو تم نے سب کی طرف نسبت کر دیا کہ وہ سب بوجہ اپنی مخالفت کے واسطے اس چیز کے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم سے سمجھا تھا عظیم خطا پر ہیں اور انھوں نے قطعی دین کی مخالفت کی کیونکہ انھوں نے چھوڑ دیا وہ حق و صواب جس میں نہ شک تھا نہ ارتیاب یہ سخت خطرناک اور

قال القرطبی لا مطمع لاحد فی هذہ الامور الخمسۃ لهذا الحدیث
وقد فسر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قولہ تعالیٰ وعندہ
مفاتح الغیب بهذہ الخمس قال فمن ادعی علم شئی منها
غیر مسند الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان
کاذبا فی دعواہ اھ فانظر کیف قصر التکذیب علی من لم یسندہ
الی عالم ما کان وما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقد
افاد باعلی ندائہ انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعلمها
ویعلمها من یشاء من الاولیاء الاکرم ان نص العلامۃ ابراهیم
البیجوری فی شرح البردۃ انہ لم یخرج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
من الدنیا الا بعد ان علمہ اللہ تعالیٰ بهذہ الامور ای الخمس
قلت بل هذہ کما بینا من اظهر الغیوب فالذی علمہ

وغیرهم وانت نفسک یا سید وکل من صنف
فی سیر الاولیاء ومناقبهم والمصنفین من الصوفیۃ الکرام عن آخرهم والمحققین
فیهم من العلماء العاملین واساطین الذین تنسبتهم جمیعا بمخالفتهم لما فهم عہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من القرآن الکریم علی خطاء عظیم وانهم خالفوا
القطعی فی الدین اذا بهذا صہ الحق والصواب الذی لیس فیہ ولا شک ولا ارتیاب ولہ مخاطرۃ
عظیمۃ وجراۃ جسیمۃ وخطأ کبیر وظن فی شباب وما تقول انت فی نفسک یا
رفیع القباب ثم تعبیرهم بشرذمۃ سہ قلیلۃ من المتأخرین وبعض الصوفیۃ مکابرۃ
للحس وتلبیس للحق بل هم الجم الغفیر والسواد الکثیر وغیرهم ولم یردوا
علیهم کلمهم الی انهم ولا عبرۃ بمن فی قلبہ مرض وله ، شلمۃ وینہ فرض کالمعتزلۃ
والرافضۃ والوهابیۃ خذلهم اللہ تعالیٰ اومن زلت قدمہ وطغی قلمہ نسأل اللہ
العفو والعافیۃ اھ منہ حفظہ ربہ جدیدۃ

عہ صہ من رسالتهم ۱۲ عہ ص۳۰ من رسالتهم ۱۲ ۔ سہ ص۳۱ من رسالتهم

اس حدیث سے ثابت ہے کہ ان پانچ غیبوں کے جاننے میں کسی کے لئے طمع کی جگہ نہیں اور بے شک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس آیۂ کریمہ کو کہ اللہ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں ان پانچ سے تفسیر فرمایا تو جو کوئی ان پانچ میں سے کسی کا دعویٰ کرے اور اس علم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے نہ بتائے وہ اپنے دعوی میں جھوٹا ہے انتہی تو دیکھو صرف اسے جھوٹا بتایا جو ان پانچ کا علم اپنے لئے بغیر واسطہ عالم ماکان و ما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بتائے تو نہایت بلند آواز سے پکار کر یہ فائدہ بتا دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان پانچ غیبوں کو جانتے ہیں اور اولیاء میں سے جسے چاہیں بتا دیتے ہیں ناگزیر علامہ ابراہیم بیجوری نے شرح بردہ شریف میں تصریح فرمادی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہ لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ پانچوں غیب بتا دیئے انتہیٰ **اقول** یہ پانچ تو جیسا ہم بیان کر آئے نہایت کھلے ہوئے غیبوں میں سے ہیں جن کا شمار ہی جانے جس نے بتایا اور جن کو بتایا جل جلالہ وصلی اللہ علیہ و بارک وسلم کیا ان ظاہر باتوں میں جو بارڑھ کے کنارے رکھی ہوئی ہیں ان سے بخل کرے گا اور مضمون کو شنوانی نے جمع النہایۃ میں بطور حدیث کے بیان کیا کہ بے شک مروی ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ لے گیا یہاں تک کہ حضور کو ہر شے پر اطلاع بخشی انتہیٰ میں کہتا ہوں اور بے شک ہم وہ آیتیں

بھاری جرأت اور بڑی خطا اور ہلاکت والا گمان ہے اور تم کیا کہتے ہو خود اپنے لئے ایسے بند گنبد والے پھر انھیں شرذمہ قلیلہ متاخرین اور بعض صوفیا سے تعبیر[۵] کرنا حاشہ بصر سے ہٹ دھرمی اور حق کی تلبیس ہے بلکہ وہ ایک جم غفیر اور سواد اعظم وغیرہ ہیں اور ان کے کلمات طیبات کا کسی نے رد نہ کیا اور جس کے دل میں دین میں رخنہ ڈالنا اس کی غرض ہو اس کا کچھ اعتبار نہیں جیسے معتزلہ و روافض و وہابیہ اللہ انھیں رسوا کرے یا وہ جس کا قدم ڈگمگایا قلم حد سے بڑھا اللہ سے عفو و عافیت مانگتے ہیں ا م منہ حفظہ ربہ جدیدہ عہ ۵ ان کا رسالہ دیکھو، عہ ۱۳ ان کا رسالہ دیکھو

سہ ۱۳ ان کا رسالہ دیکھو

من ابطن الغیوب ما لا یحصیہ الا من عُلّم ومن علّم جل جلالہ
وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم ھل یضنّ عنہ بھذہ
الظواھر الواقعۃ علی طرف الثمام وساقہ الشنوانی فی
جمع النھایۃ مساق الحدیث فقال قد ورد ان اللہ تعالیٰ
لم یخرج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی اطلعہ علی
کل شئ ام قلت وقد تلونا الآیات الناصۃ بذلک
وصحاح الاحادیث المصرحۃ بما ھنا لک؛ ونقل فیہ ایضا
عن بعض المفسرین ما نصہ لا یعلم ھذہ الخمس علما لدنیا
ذاتیا بلا واسطۃ الا اللہ تعالیٰ اما بواسطۃ فلا تختص بہ
تعالیٰ ام قلت بل اذن تختص بغیرہ تعالیٰ لاستحالۃ الواسطۃ
فی علمہ عزوعلا؛ وفی کتاب الابریز عن شیخہ سیدی
عبد العزیز قدس سرہ العزیز ھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
لا یخفی علیہ شئ من الخمس المذکورۃ فی الآیۃ الشریفۃ
وکیف یخفی علیہ ذلک والاقطاب السبعۃ من
امتہ الشریفۃ یعلمونھا وھم دون الغوث فکیف
بالغوث فکیف بسید الاولین والآخرین الذی
ھو سبب کل شئ ام قلت واراد بالاقطاب السبعۃ
البدلاء وھم فوق الابدال السبعین ودون الامامین
الوزیرین وایضا فیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کیف
یختفی امر الخمس علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
والواحد من اھل التصرف من امتہ الشریفۃ

تلاوت کر چکے جو اس مطلب کی تصریح فرما رہی ہیں اور وہ صحیح حدیثیں جو اس مضمون کو صاف بتا رہی ہیں، نیز اس میں بعض مفسرین سے یہ عبارت نقل کی کہ ان پانچ غیبوں کو اپنے پاس سے بذات خود اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور بالواسطہ ان کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص نہیں انتہی میں کہتا ہوں بلکہ وہ اب تو غیر خدا کے ساتھ خاص ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علم میں واسطہ ہونا محال ہے کتاب ابریز میں اپنے پیر و مرشد ہمارے سردار عبد العزیز قدس سرہ العزیز سے نقل فرمایا کہ اس آیت میں جو پانچ غیب مذکور ہیں ان میں سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

اور یہ پانچوں غیب حضور پر کیونکر مخفی رہیں حالانکہ حضور کی امت میں سے ساتوں قطب ان پانچوں کو جانتے ہیں حالانکہ وہ ساتوں غوث سے نیچے ہیں پھر کجا غوث پھر کجا وہ تمام اگلوں پچھلوں کے سردار ہیں وہ جو ہر شے کے سبب ہیں۔ وہ کہ ہر شے انھیں سے ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہی میں کہتا ہوں ساتوں قطب سے ابدال مراد ہے کہ وہ ستر ابدال کے اوپر اور دونوں اماموں کے نیچے ہوتے ہیں جو غوث کے دونوں وزیر ہیں نیز ابریز میں انھیں سید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ان پانچ غیبوں کا معاملہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیونکر چھپا ہے حالانکہ حضور کی امت مرحومہ میں سے کوئی صاحب تصرف تصرف نہیں کر سکتا جب تک کہ ان پانچوں کو نہ جانے انتہی تو اے منکرو! ان کلاموں کو سنو اور اولیاء اللہ کی تکذیب[1] نہ کرو کہ ان کی تکذیب دین کی بربادی ہے اور قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ منکر والوں سے انتقام لے گا

---

[1] الحمد للہ الخ میں لکھ چکا تھا وجود رسالہ منکرہ سے پہلے اور اس میں پایا جا چکا اشارہ طرف اس شخص کے ہے جو اولیائے کرام و صوفیائے عظام سے بھاگا اور اس نے حیلہ جوئی کی کہ شیخ عبد الوہاب شعرانی نے اپنی کتاب یواقیت کے خطبہ میں کہا کہ اللہ کی پناہ اس بات سے کہ میں مخالفت کروں جمہور متکلمین کی اور اعتقاد کروں ایسے کے کلام کی صحت کی جس نے ان کا خلاف کیا ہو بعض غیر معصوم

لا یمکنه التصرف الا بمعرفة هٰذه الخمس ام فاسمعوا
هٰذا یا منکرین ٭ ولا تکونوا لاولیاء الله مکذبین فان
تکذیبهم خراب للدین ٭ وسینتقم الله من الجاحدین
اعاذنا الله بعبادہ العارفین ٭ آمین **وبالجملة**
لامرد للقرآن ٭ انه لکل شئ تفصیل وتبیان ٭ وانه
مافرط فیه شئ من الاکوان ووجه الجمع بینهما وبین النفی
قد ظهر وبان ٭ فبای آلاء ربکما تکذبان **رابعًا**
اقول وبحول الله احول یا هٰذا الذی یدعی ان للخمس
خصوصیة زائدة فی الاختصاص به تعالیٰ من بین سائر
الغیوب ماذا ترید بهذا اسلب العموم فیهن دون غیرهن

له الحمد لله کتبت هٰذا قبل وجود الرسالة المنکرة وحصلت فیه اشارة الی الرد علی من انسلّ من مولاتهم واعتمد بما ..... قاله الشیخ عبد الوهاب الشعرانی فی خطبة کتابه الیواقیت معاذ الله ان اخالف جمهور المتکلمین واعتقد صحة کلام من خالفهم من بعد اهل الکشف الغیر المعصوم ام فان کلامه رحمه الله تعالیٰ فی عقائد اهل السنة والجماعة ومعاذ الله ان یخالفها الاولیاء وما یظن فیه الخلاف فهو اما مدسوس علیهم کما ذکره الشعرانی بعد قوله هٰذا باربعة اسطرها ولم یصل فهم القاصرین الی مرادهم کما اشار الیه فی صدر هٰذا الکلام بقوله اوصی کل من عجز عن الوصول الی تعقل کلام اهل الکشف ان یقف مع ظاهر کلام المتکلمین ولا یتعدا الا قال تعالیٰ فان لم یصبها وابل فطل الخ وقال عقب ما نقله هٰذا المعتلی ولذا اقول غالبًا عقب کلام اهل الکشف انتهی فلیتامل ویحلو ونحو ذلک اظهارًا للتوقف فی فهمه علی مصطلح اهل الکلام وقد اسقط هذه العبارة کلها من حول معا نقل کے یوهم ان الاولیاء ربما یخالفون معتقدات اهل السنة فلو

لا ۱۲ منه رضی الله عنه فی رسالتها

اللہ تعالیٰ اپنے عارف بندوں کا صدقہ ہمیں پناہ دے آمین الحاصل قرآن کا کوئی رد کرنے والا نہیں کہ وہ ہر شے کے لئے تفصیل اور روشن بیان ہے۔ اور یہ کہ اس نے عالم میں کوئی بات اس میں اٹھا نہ رکھی اور ان آیتوں اور نفی علم غیب میں تطبیق ظاہر روشن ہو چکی تو اپنے رب کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ رابعاً اقول اور اللہ ہی کی قوت سے جولان کرتا ہوں اے یہ شخص کہ دعویٰ کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونے میں اور سب غیبوں میں ان پانچ کو زیادہ خصوصیت ہے تو اس سے کیا مراد لیتا ہے کہ یہ کہ ان میں سلب عموم ہے نہ ان کے غیر میں (یعنی ان کا علم محیط دوسرے کو نہیں)

اہل کشف سے اھ کیونکہ کلام امام شعرانی در بارۂ عقائد اہل سنت وجماعت ہے اور اللہ کی پناہ اس سے کہ اولیائے کرام اس کی مخالفت فرمائیں اور جس بات میں اس کا خلاف مظنون تو وہ یا ان پر مکر دافترا ہے جیسا کہ خود امام موصوف نے چار سطر بعد اسی قول کے فرمایا یا قصور فہم سے ان کی مراد تک نہ پہنچے جیسا کہ اس کی طرف اشارہ اسی کلام کے ابتدا میں اپنے قول سے فرمایا میں وصیت کرتا ہوں ہر اس شخص کو جو اہل کشف کے کلام کے سمجھنے سے قاصر ہو کہ ظاہر کلام متکلمین پر ٹھہرے اور اس سے تجاوز نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر نہ پہنچا اسے بڑی بھرن تو شبنم الخ اور اس کے بعد اس برتری خواہ نے نقل کیا فرمایا اور اسی لئے میں اکثر جگہ بعد کلام اہل کشف کے کہہ دیتا ہوں کہ سوچو اور تنقیح کر دیا اور اس کے مثل واسطے ظاہر کر دینے توقف کے اس کلام کے فہم میں اصطلاح اہل کلام پر اھ اور اس ساری عبارت کو عبارت منقولہ کے گرداگرد سے ساقط ہی کر دیا تاکہ ایہام ہو اس بات کا کہ اولیا بسا اوقات اہل سنت کے عقائد کی مخالفت کیا کرتے ہیں تو وہ قابل حجت نہیں معاذ اللہ من ذالک ہاں وہ چیز کے کھلے ہوئے بین ان عقائد سے نہیں جو کتاب سنت واجماع سے بیان کئے گئے اور متکلمین نے اس میں کلام کو وسعت دی جنھیں اکثر نے قولاً اسے اختیار کیا اور بعض نے اس کا خلاف کیا تو تعجب نہیں کشف سے حاصل ہو وہ جو بعض کے موافق ہو لیکن جبکہ مکاشف معصوم نہیں اور قلب زیادہ سکون پذیر ہے اکثر کے قول کے جانب تو یہی رہ ہے جسے امام شعرانی ذکر کر رہے ہیں کیا تجھے دکھائی نہیں دیتا چھ سطر منقول سے پہلے ان کا قول بیان کی میزان ہر اس چیز میں جس میں نص قطعی وارد نہ ہوئی اور نفس قوت پاتا ہے اس چیز کے اعتقاد میں جس پر جمہور ہیں نہ اس میں جس پر اہل کشف ہیں کہ ان کی راہ چلنے دے

ام عموم السلب فعلى الاول يثبت عموم الاعلام مما وراء هن من اسرار العلام فيكون المعنى ان الله تعالى قد علّم انبياءه او نبينا خاصة منهم صلى الله تعالى عليه وسلم و عليهم وسلّم جميع الغيوب مما سوى الخمس بحيث لم يبق منها شئ لم يعلم اما هذه فلم يعلمه جميعها وان علّمه بعضها وعلى الثانى يكون الحاصل ان الله سبحنه وتعالى لم يعلّم احدا شيئًا من افراد هذا الخمس اصلا قط بخلاف سائر الغيوب فانه علم منها ماشاء من شاء۔ **الاوّل** باطل قطعًا والا لزم احاطة علمه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بذات رب الارباب وبجميع صفاته بالادراك

البينة المبينة بالكتاب والسنة والاجماع وتوسع المتكلمون بالكلام فيه مما اختار جمهورهم قولا وخالفه بعضهم فلا عبروا ان يأتى الكشف بما يوافق البعض ولكن حيث ان المكاشف غير معصوم والقلب اسكن الى قول الاكثرين فهذا اما يذكره الامام الشعرانى الاترى الى قوله قبل مانقل بسته اسطر هذا امتيازانهم فى كل مالم يرد فيه نص قاطع والنفس تجد القرب فى اعتقاد ما عليه الجمهور دون ما عليه اهل الكشف لقلة سالكى طريقهم اھ هذا واصل مقصودنا ههنا انه لم يفرق بين اثبات الكشف والاثبات بالكشف وكلام الشعرانى فى الثانى كلامنا فى الاول فانا نقول انهم كوشف لهم عن كثير من المغيبات الخمس فاخبروا بها عن انفسهم وعن اكابرهم فههنا نفس الكشف مدعى ودليله اخبارهم ورواياتهم ولا سبيل الى رده الا بتكذيبهم فى حكاياتهم ورواياتهم ولا يصدر هذا ممن يخاف الله تعالىٰ بل الامران اخبارهم بالمغيبات ووقوعها كما اخبروا قد بلغ مبلغ التواتر يعنى وان وردت الجزئيات بالاحاد فلا ينكره الاجاحد المتواترات نسأل الله السلامة اھ منه حفظه ربه - حديد

كما فهم وحاشاهم عن ذالك لانهم ماليس من العقائد على النظاه

یا عمومِ سلب (یعنی دوسرا ان میں سے کچھ نہیں جانتا) تو پہلی تقدیر پر یہ ثابت ہوگا کہ
ان پانچ کے سوا اللہ کے جتنے غیب ہیں سب بتا دیئے گئے تو معنی یہ ہوں گے کہ اللہ
تعالیٰ نے انبیاء کرام یا خاص ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان پانچ کے سوا اپنے
تمام غیب بتا دیئے جن میں کچھ باقی نہ رہا، رہے یہ پانچ یہ سب کے سب حضور کو نہ
بتائے اگرچہ ان میں سے بعض بنائے بر تقدیر ثانی حاصل یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ان
پانچ میں سے اصلاً کوئی چیز کسی کو کبھی نہ بتائی بخلاف باقی غیبوں کے کہ ان میں سے
جس کو چاہا بتا دیا پہلے معنی یقیناً باطل ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کا علم رب الارباب کی ذات اور اس کی جملہ صفات کو ایسے کامل احاطہ کے ساتھ محیط ہو
جس سے اصلاً پردہ نہ رہے نیز حضور کا علم جملہ سلاسل غیر متناہیہ کو محیط ہو جو غیر
متناہی در غیر متناہی بھی رہیں جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے کہ یہ سب کے سب ان پانچ سے الگ
ہیں وراء کے تو ہم اہل سنت قائل نہیں نہ کہ وہابیہ جنھوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی شان گھٹانے ہی پر کمر باندھی ہے اور دوسرے معنی بھی کھلے باطل ہیں کہ ان پانچ میں سے

کم ہے اس لئے اور ہمارا اصل مقصد یہاں یہ ہے کہ اس نے فرق نہ کیا درمیان کشف کے ثابت کرنے
اور کشف سے ثابت کرنے میں اور کلام شعرانی ثانی میں ہے اور ہمارا دل میں ہم یقیناً کہتے ہیں کہ انھیں مکشوف
ہوئیں بہت سی مغیبات خمس تو انھوں نے اپنے آپ اور اپنے اکابر سے ان کی خبر دی تو یہاں مدعا نفس
کشف ہے اور اس کی دلیل ان کا خبر دینا اور ان کی روایات اور اس کے رد کی کوئی راہ نہیں سوا
ان کی تکذیب کے ان کی حکایت و روایت میں اور یہ صادر نہ ہوگا کسی سنی سے جسے اللہ کا خوف
ہو، بات یہ ہے کہ ان کی اخبار بالغیب بلا شبہ پہنچ گیا حد تواتر تک اگرچہ وارد ہوئے جزئیات
اخبار احادیث تو اس کا انکار نہ کرے گا مگر متواترات کا کٹر منکر اللہ تعالیٰ سے ہم سلامتی
چاہتے ہیں اھ منہ حفظہ ربہ جدیدہ۔

التام الذی لا یبقی دونه حجاب و بجمیع سلاسل غیر المتناھیۃ الحاصلۃ مرار الی فی غیر متناھیۃ فی غیر متناہ کما وصفنا من قبل فان کل ذلک ورا ءھذہ الخمس ولا نقول بہ نحن اھل السنۃ فکیف وھابیۃ الذین انما شمروا اذیالھم لتنقیص شان محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم **والثانی** ایضا من اجل الاباطیل فقد ثبت علم بعض من الخمس لمن شاء الجلیل **اخرج** الخطیب[۱] وابو نعیم فی الدلائل عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما قال **حدثنی** ام الفضل قال مررت بالنبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فقال انک حامل بغلام فاذا ولدتہ فأتینی بہ قالت یا رسول اللہ انی لی ذلک وقد تحالفت قریش ان لا یأتوا النساء

حاشیہ: ۱۰ ہو (؟)

---

[۱] **قلت** واخرج الطبرانی فی الکبیر وابن عساکر عن عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنھما ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم دخل علی ام ابراھیم المادیۃ القبطیۃ وھی حامل منہ بابراھیم (فذکر الحدیث وفیہ) ان جبرئیل اتانی فبشرنی ان فی بطنھا منی غلاما وھو اشبہ الخلق بی وامرنی ان اسمیہ ابراھیم وکنانی بابی ابراھیم الحدیث قال الامام السیوطی فی الجامع الکبیر سندہ حسن اھ منہ عفی عنہ **مدینہ**

قال ھو ما اخبرتک قالت فلما ولدتہ اتیتہ فاذن فی اذنہ الیمنی واقام فی الیسری والھاہ من ریقہ وسماہ عبد اللہ وقال اذھبی بابی الخلفاء فاخبرت العباس فاتاہ فذکر لہ فقال ھو ما اخبرتھا ھذا ابو الخلفاء حتی

بعض، علم اس کے لئے جسے اللہ نے دینا چاہا ضرور ثابت ہے خطیب اور ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ مجھ سے ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حدیث بیان فرمائی کہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے سامنے ہو کر گذری حضور نے فرمایا تو حاملہ ہے اور تیرے پیٹ میں لڑکا ہے جب وہ پیدا ہو تو اسے میرے حضور لانا۔ ام الفضل نے عرض کی یا رسول اللہ میرے حمل کہاں سے آیا حالانکہ قریش نے قسمیں کھائی ہیں کہ عورتوں کے پاس نہ جائیں ارشاد ہوا بات وہی ہے جو ہم نے تم سے ارشاد فرمائی، ام الفضل فرماتی ہیں جب لڑکا پیدا ہوا۔ میں خدمت اقدس میں حاضر ہوئی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بچے کے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت فرمائی اور اپنا لعاب دہن اقدس اس کے منہ میں ڈالا اور اس کا عبداللہ نام رکھا اور فرمایا لے جا، خلفا کے باپ کو، میں نے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور کا ارشاد بیان کیا وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ام الفضل نے ایسا کہا، فرمایا بات وہی ہے جو ہم نے ان سے کہی یہ خلیفوں کا باپ ہے یہاں تک کہ ان میں سے سفاح ہوگا یہاں تک کہ ان میں سے مہدی ہوگا **اقول** تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ جان لیا جو پیٹ میں تھا اور وہ جانا جو اس سے بہت زیادہ ہے وہ جان لیا جو پیٹ سے بچے

لے قلت الخ میں کہتا ہوں روایت کی طبرانی نے کبیر میں اور ابن عساکر نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ام ابراہیم ماریہ قبطیہ کے پاس تشریف لائے جب کہ ابراہیم ان کے شکم مبارک میں تھے (راوی نے حدیث ذکر کی اور اس میں ہے) کہ جبریل میرے پاس آئے اور مجھے مژدہ سنایا کہ ماریہ کے پیٹ میں مجھ سے لڑکا ہے وہ تمام مخلوق سے زائد مجھ سے مشابہ تر ہے انھوں نے مجھ سے کہا کہ میں اس کا نام ابراہیم رکھوں اور جبریل نے میری کنیت ابوابراہیم رکھی (تا آخر حدیث) امام سیوطی نے جامع کبیر میں کہا کہ اس کی سند حسن ہے اھ منہ عفی عنہ مدینہ

یکون منہم السفاح حتی یکون منہم المھدی اقول
فقد علم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ما فی الرحم و
علم ما ھو فوق ذلک بکثیر علم ما فی صلب ما فی
الرحم وعلم ما فی صلب من فی صلب ما فی الرحم وعلم ما فی صلب
من فی صلب من فی صلب ما فی الرحم الی عدۃ مراتب نازلۃ لقولہ
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذھبی بابی الخلفاء وقولہ منہم السفاح
ومنہم المھدی وروی الامام مالک عالم المدینۃ عن ام المؤمنین
الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت ان ابا بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ
نحلہا جداد عشرین وسقا من مالہ بالغابۃ فلما حضرتہ الوفات
قال یا بنیۃ واللہ ما من الناس احد احب الی غنی منک ولا
اعز علی فقرا بعدی منک وانی کنت نحلتک
جداد عشرین وسقا فلو کنت جددتہ واحرزتہ
کان لک وانما ھو الیوم مال وارث وانما ھو اخواک
واختاک فاقتسموہ علی کتاب اللہ فقالت یا ابت واللہ
لو کان کذا وکذا لترکتہ انما ھی اسماء فمن الاخری
فقال ذو بطن بنت خارجۃ اراھا جاریۃ ولابن سعد
فی الطبقات قال رضی اللہ تعالٰی عنہ ذات بطن ابنۃ
خارجۃ قد القی فی روعی انہا جاریۃ فاستوصی بہا
خیرا فولدت ام کلثوم وقد صح وثبت فی احادیث
کثیرۃ ان بالرحم ملکا موکلا یصور الولد
ذکرا وانثی وحسنا وقبیحا ویکتب اجلہ ورزقہ

کی پیٹھ میں ہے اور وہ جان لیا کہ جو پیٹ کے بچے کی پیٹھ والے کی پیٹھ میں ہے اور وہ جان لیا جو کئی پشت نیچے تک پیٹ کے بچے کے پیٹھ والے کے پیٹھ والے کی پیٹھ میں ہے اس لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خلیفوں کے باپ کو لے جا۔ اور فرمایا کہ انھیں میں سے سفاح ہے انھیں میں سے مہدی ہے اور عالم مدینہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا مال جو غابہ میں تھا اس میں سے بیس وسق چھوہارے ام المومنین کو ہبہ فرمائے تھے کہ درختوں پر سے اتروالیں جب صدیق اکبر کے وصال کا وقت آیا ام المومنین نے فرمایا اے پیاری بیٹی خدا کی قسم کسی شخص کی تونگری مجھے تم سے محبوب نہیں اور اپنے بعد کسی کی محتاجی تمھارے برابر مجھ پر دشوار نہیں اور میں نے تم کو بیس وسق چھوہارے ہبہ کیے تھے کہ درختوں پر سے اُتروالو تو اگر تم نے وہ کٹوا کر قبضے میں کر لیے ہوتے تو وہ تمھارے ہوتے اور آج تو وارث کا مال ہے اور وارث تمھارے دو بھائی اور تمھاری بہنیں ہیں تو اسے حسب فرائض اللہ تقسیم کر لینا ام المومنین نے عرض کی اے میرے باپ خدا کی قسم اگر اتنا اور اتنا مال ہوتا میں جب بھی چھوڑ دیتی میری بہن تو ایک اسما ہے دوسری کون ہے فرمایا وہ جو بنت خارجہ کے پیٹ میں ہے میرے علم میں وہ لڑکی ہے اور ابن سعد نے طبقات میں یوں روایت کی کہ صدیق نے فرمایا کہ وہ بنت خارجہ کے پیٹ میں ہے میرے دل میں الہام کیا گیا کہ وہ لڑکی ہے تم اس کے بارے میں بھلائی کی وصیت قبول کرو اس پر ام کلثوم پیدا ہوئیں اور بے شک بکثرت احادیث سے صحیح و ثابت ہوا کہ بچہ دان پر ایک فرشتہ مقرر ہے کہ وہ بچّہ کی صورت بناتا ہے نر اور مادہ اور خوبصورت اور بدصورت اور اس کی عمر اور اس کا رزق لکھتا ہے اور یہ کہ بدبخت ہوگا یا نیک بخت تو وہ جانتا ہے جو کچھ پیٹ میں ہے اور یہ بھی جانتا ہے اس پر کیا گزرے گا اور صحیحین میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خیبر کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ کل ضرور یہ نشان اس مرد کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح کرے وہ اللہ و رسول کو دوست رکھتا ہے

وشقی ام سعید فھو یعلم ما فی الرحم و یعلم ما یجری علیہ وفی الصحیحین عن سھل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ فی حدیث خیبر قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاعطین ھذہ الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ فاعطاھا علیا کرم اللہ تعالٰی وجھہ فقد ساق مساق القسم مؤکدا باللام والنون فقد علم[1] جزما مایکسب غدا وقد کان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یعلم ان وفاتہ بالمدینۃ وقال للانصاری الکرام رضی اللہ تعالٰی عنھم المحیا محیاکم والممات مماتکم رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وقال لمعاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ لما بعثہ الی الیمن یا معاذ انک عسی ان لاتلقانی بعد عامی ھذا ولعلک ان تمر بمسجدی ھذا وقبری رواہ الامام احمد فی مسندہ وفی صحیح مسلم عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ ندب رسول اللہ

[1] وھذا الباب اوسع الابواب فکلما اخبربہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من الملاحم والفتن ونزول سیدنا المسیح وظھور سیدنا المھدی وخروج الدجال ویاجوج وماجوج ودابۃ الارض وغیر ذلک مما لایحصی کلہ من ھذا الباب قال الامام الحنفی ای فی الایمان فی شرح صحیح البخاری اذا انتفی ذلک عن کل نفس مع کونہ مختصا بہا ولم یقع منہ علی علم کان عدم اطلاعہ علی علم غیر ذلک من باب الاولی اھ وقال الامام النسفی فی المدارک المعنی انھا لاتعرف

اور اللہ و رسول اسے دوست رکھتے ہیں دوسرے دن وہ نشان حضور نے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو عطا فرمایا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بات قسم کی روش پر لام تاکید اور نون تاکید سے موکد کرکے بیان فرمائی تو حضور کو یقیناً معلوم تھا۔

کہ میں کل کیا کروں گا اور بے شک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ حضور کا وصال اقدس مدینہ طیبہ میں ہوگا تو انصار کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا ہماری زندگی وہاں ہے جہاں تمہاری زندگی ہے اور ہمارا انتقال وہاں ہے جہاں تمہاری موت یہ حدیث مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو ان سے ارشاد فرمایا اے معاذ قریب ہے کہ تو مجھ سے اس سال کے بعد (دنیا میں) نہ ملے گا اور امید ہے کہ تو میری اس مسجد اور میرے مزار پاک پر گذرے یہ حدیث امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کی اور صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو

لے [illegible] یہ باب تمام ابواب سے زیادہ وسیع ہے تو ہر وہ چیز جس کی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی جنگوں [illegible] فتنوں اور سیدنا مسیح کے اترنے امام مہدی کے ظاہر ہونے دجال و یاجوج و ماجوج و دابۃ الارض وغیرہ کے نکلنے سے جو سب [illegible] اسی باب سے ہیں امام عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری کے ایمان میں فرمایا کہ جب وہ مستثنیٰ ہوگیا ہر متنفس سے باوجود ہونے اس کے مختص ساتھ اس کے اور واقع نہ ہوا اس سے علم پر تو ہوگا وہ مطلع ہونا اس کے ماسوا کے علم پر بدرجہ اولیٰ اھ اور امام نسفی نے مدارک میں فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ نہ پہچانا (مار یہ) اس چیز کو جو اس کے ساتھ خاص تھی اگرچہ اسے اپنے حمل کا علم ہوا اور کوئی چیز انسان کے ساتھ اس کے کسب سے اور اس کے انجام سے زیادہ خصوصیت رکھنے والی نہیں تو جب اسے ان دونوں کی معرفت کی کوئی راہ نہیں تو ان کے ماسوا کی معرفت بعید تر ہوگی۔ میں کہتا ہوں تمہیں کافی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تعبیر کیا اس غیب کو بجائے قول الٰہی "وما تدری نفس ماذا تکسب غدا" (کیا جانے کوئی جان کہ کل کیا کمائے گا) اپنے قول "لا یعلم احد ما یکون فی غد" سے (یعنی نہیں جانتا ہے کوئی کہ کیا ہوگا کل) جیسا کہ اسے مستعار بخاری میں ہے پھر اپنے قول "لا یعلم ما فی غد الا اللہ" سے کہ نہیں جانتا کل کی خبر کو مگر اللہ جیسا کہ تفسیر لقمان میں ہے [illegible] معتقد رب [illegible]

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الناس فانطلقوا حتیٰ نزلوا بدرا فقال رسول اللہ علیہ وسلم ھذا مصرع فلان ویضع یدہ علی الارض ھھنا وھھنا قال فما ماط ای مازال وماتجاوز احدھم عن موضع ید رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وفی حدیثہ عن امیرالمومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ والذی بعثہ بالحق ما اخطؤ الحدود التی حدھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رواہ مسلم وھذا سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ لما اتت اللیلۃ التی استشھد فی صبیحتھا جعل یکثر من الخروج من البیت والنظر الی السماء وجعل یقول واللہ ماکذَبت وماکذِبت وانھا اللیلۃ التی وعدت واقبل علیہ الأوز یصحن فی وجھہ فطردھن فقال دعوھن فانھن نوائح والاقرع ابن شفی رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وان علمت حبلھا ما یختص بہا ولا شئ اخص بالانسان من کسبہ وعاقبۃ فاذا لم یکن لہ طریق الی معرفتھا کان معرفۃ ما عداھما ابعدا لھم اقول وحسبک ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عبر عن ھذا بعلم مکان قولہ عزوجل وما تدری نفس ماذا تکسب غدا بقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یعلم احد ما یکون فی غد کما فی استسقاء البخاری اذ قولہ لا یعلم ما فی غد الا اللہ کما فی تفسیر لقمان منہ اھ منہ حفظہ ربہ - مدنیہ لہ وقال الامام الجلیل الجلال الدین السیوطی فی الخصائص الکبری باب اختصاصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بذکر اصحابہ فی الکتب السابقۃ مانصہ اخرج ابن راھویہ فی مسندہ

اعلان دیا تو وہ چلے یہاں تک کہ بدر میں اترے وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر جگہ جگہ دست اقدس رکھ کر بتایا کہ یہ فلاں کافر کی پچھڑنے کی جگہ ہے اور یہ فلاں کی' انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جہاں ہاتھ رکھ کر فرمایا تھا، وہیں اس کی لاش گری اس سے اصلاً تجاوز نہ کی اور انھیں کی حدیث میں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے قسم اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا جو حدیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لئے مقرر فرمادی تھیں کسی نے اس حد سے خطا نہ کی یہ بھی مسلم کی روایت ہے اور یہ ہیں ہمارے سردار علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ جب وہ رات آئی جس کی صبح انھوں نے شہادت پائی اس رات میں بار بار مکان سے باہر تشریف لاتے اور آسمان کی طرف نظر فرماتے اور فرماتے خدا کی قسم نہ میں غلط کہتا ہوں نہ مجھ سے غلط کہا گیا، یہ وہی رات ہے جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا اور بطیں حضور کی طرف حضور کے مواجہہ میں چلاتی ہوئی آئیں لوگوں نے ان کو ہانکا فرمایا رہنے دو کہ یہ نوحہ کر رہی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صحابی اقرع[1] بن شفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

---

[1] وقال الامام الجلیل الخ امام جلال سیوطی نے خصائص الکبری کے باب اختصاصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بذکر اصحابہ فی کتب سابقہ (یعنی حضور کے خصائص میں سے ہے آپکے صحابہ کا ذکر اگلی کتابوں میں) کہ فرمایا ابن راہویہ نے اپنی مسند میں

بحديث حسن عن افلح مولى ابى ايوب
الانصارى قال كان عبد الله ابن سلام
قبل ان ياتى اهل مصر يدخل على رؤس
قريش فيقول لهم لا تقتلوه فوالله ليموتن
الى اربعين يوما فابوا فخرج لهم بعد ايام
فقال لهم لا تقتلوه فوالله ليموتن الى خمسة
عشر ليلة وقد قدمنا ان المذكور من هذا
الباب: فى كلام الاصحاب: عن الاولياء الاحباب
نفعنا الله بهم فى الدارين بحر لا يدرى قعره:
ولا ينزف غمره: ولكن اذكر لك حديثا
واحدا يقوم مقام عدة احاديث: يخترق
به كل صدر منكر ويحترق به كل قلب خبيث
قال الامام الأجل: العارف الأبجل: الولى الاكمل
شيخ القراء وعمدة العلماء: وزبدة العرفاء سيدنا
الامام ابو الحسن على بن يوسف بن جرير اللخمى
الشطنوفى المصرى (الذى قد تلمذ عليه)
الامام الأجل ابو الخير شمس الدين محمد بن محمد
ابن محمد بن الجزرى صاحب حصن الحصين
وقد حضر مجلسه امام فن الرجال الشمس
الذهبى صاحب ميزان الاعتدال وذكره فى
فى طبقات القراء ومدحه وقد وصفه
الامام الأجل العارف بالله عبد الله بن اسعد
اليافعى الشافعى رضى الله تعالى عنه فى مرآت
الجنان بالامام وبالقاب جليلة عظيمة الاعظام
ووصفه الامام الجليل الجلال السيوطى فى

بحدیث حسن روایت کیا کہ افلح غلام آزادہ شدہ سیدنا
ایوب انصاری نے کہا کہ تھے عبداللہ بن سلام قبل اس کے کہ
مصریوں کے پاس آتے رؤسائے قریش کے یہاں جاتے تو ان
سے کہتے کہ انھیں^ع قتل نہ کرو، خدا کی قسم وہ چالیس دن کے اندر
مرجائیں گے تو انھوں نے انکار کیا، چند روز کے بعد پھر
گئے اور ان سے کہا کہ اسے قتل نہ کرو کہ بخدا وہ پندرہ
شب کے اندر مرجائیں گے اور ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ اس
بارے میں کلام اصحاب کرام و اولیائے عظام (اللہ انھیں
ہمارے لئے دونوں جہان میں نفع بخش فرمائے) ایک
سمندر ہے کہ جس کی تھاہ نہیں ملتی اور اس کے پانی کا سارا
انبوہ کھنچتے نہیں کھنچتا لیکن میں' ایک جو قائم مقام بہت سی حدیثوں
کے ہے ذکر کرتا ہوں جس سے منکر کا سینہ پھٹ جائے اور ہر خبیث
دل جل جائے امام اجل عارف افضل ولی اکمل شیخ القراء عمدۃ العلماء
زبدۃ العرفا سیدنا امام ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی مصری
وہ ہیں جن کی شاگردی^{عـه} کا شرف امام اجل ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد بن
محمد بن جزری صاحب حصن حصین نے اختیار کی اور ان کی
مجلس میں امام فن رجال شمس ذہبی صاحب میزان الاعتدال
نے حاضری دی۔

اور طبقات قراء میں ان کو ذکر کیا اور انھیں سراہا اور امام
اجل عارف باللہ عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مرآۃ الجنان میں انھیں امام نے کہا اور بڑے بڑے جلالت عظمت
والے القاب سے ادا کیا اور امام جلیل القدر جلال سیوطی نے
حسن المحاضرہ میں امام یکتا فرمایا) اپنی کتاب مستطاب چمکانے

عـه یعنی امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲
عـه ان کی شاگردی بالواسطہ ہے جیسا کہ عنقریب آتا ہے ۱۲ منہ
عـه علامہ شیخ عبدالحق دہلوی نے زبدۃ الآثار میں فرمایا بہجۃ الاسرار شریف بڑی کتاب ہے اس کے مصنف مشہور و معروف علمائے قرأت سے ہیں ... علامہ ذہبی کے ... اکابر علماء حدیث سے ہیں ... اور طبقات القراء میں ... انھیں ... کہا جاتا ہے ... مصنف بہجۃ الاسرار ... حضرت شیخ ... ہیں ... امام ... علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی امام ... شیخ القراء ... نور الدین ابوالحسن جن کا مولد مصر ۶۴۴ھ ... اور ... مجلس تدریس ... ان کا ... امام ذہبی ... (حاشیہ جزوی طور پر غیر واضح)

حسن المحاضرة بالامام الاوحد) فی کتابه
المستطاب اللامع الانوار؛ الجامع الاسرار؛
الحری ان یکتب علی الحناجر؛ ولو بالخناجر؛
اعنی بهجة الاسرار ومعدن الانوار التی قال
فیها الشیخ عمر بن عبد الوهاب الفرضی الحلبی قد
تتبعتها فلم اجد فیها نقلا الاوله فیه متابعون
وغالب ما اوردها فیها نقله الیافعی فی اسنی
المفاخر وفی نشر المحاسن وروض الریاحین
وشمس الدین الزکی الحلبی ایضا فی کتاب الاشراف
اه کما نقله فی کشف الظنون اقول انما
ذکرت هذه اعانة للقاصر نظره والا فالشمس
لاتحتاج للتعریف) فی ذکر سیدی العارف
الامام الجلیل مکارم النهر خالصی قدس سره
الذی هو من اجل خلفاء سیدی علی بن هیتی
نفعنا الله تعالی ببرکاته وقد تشرف
ایضاً برویة ولی الاولیاء سیدنا الغوث الاعظم
رضی الله تعالی عنه وکان یقول ما رأیت
عینای مثل الشیخ محی الدین عبد القادر
رضی الله تعالی عنه وعنهم اجمعین مانصه
اخبرنا الشیخ ابو الفتوح داؤد بن ابی المعالی
نصر بن الشیخ ابی الحسن علی ابن الشیخ ابی المجد
المبارک بن احمد البغدادی الحریمی الحنبلی
قال اخبرنا والدی قال سمعت جدی ابا المجد
رحمه الله تعالی یقول کنت یوما عند الشیخ
مکارم رضی الله تعالی عنه بداره علی نهر

ابن عبارت ذہبی است و عرف
است شیخ محمد بن محمد بن محمد
الجزری کہ از اعاظم علمائے قرائت
وحدیث وصاحب حصن حصین
ذکرہ کردہ احوال قرائت نوشتہ
اند کلام ذہبی و تفتہ است کہ
من خواندہ ام این کتاب وے در
بہجۃ الاسرار بعض شیخ عبد القادر
شطنوفی ولد وے از اجلہ مشائخ
مصر واجازات و اوامر انتساب
ترجمہ بایہ کتاب بہجۃ الاسرار من علماء
[illegible]
[illegible]
قال الذہبی الذی ہو [illegible]
من اعاظم علماء الحدیث و اکابر
رجال فی کتاب
و یحیی مثل [illegible] [illegible] مصنف
طبقات القرائ یوسف بن
بہجۃ الاسرار علی بن یوسف الاوحد
الامام الشطنوفی [illegible]
نور الدین شیخ القراء بالدیار
المصریۃ ابی الحسن مصنف
حصن حصین [illegible] ...

والی انوار کی اسرار کی جامع جو اس کے لائق کہ سینوں پر خنجروں سے

تحریر کی جائے یعنی بہجۃ الاسرار معدن الانوار وہ کہ جس کے متعلق

شیخ عمر بن عبدالوہاب فرضی حلبی نے فرمایا کہ در حقیقت میں نے اس

میں تلاش کیا تو میں نے کوئی نقل ایسی نہ پائی جس کے متابعت

کرنے والے نہ ہوں اور اکثر نقول اس میں وہ ہیں جنھیں امام

یافعی نے اسنی المفاخر اور نشر المحاسن اور روض الریاحین اور

شمس الدین ترکی حلبی نے بھی کتاب الاشراف میں نقل کیا اھ

یوں ہی نقل کیا کشف الظنون میں ذکر سیدی عارف باللہ

جلیل القدر مکارم النہر خالصی قدس سرہ جو کہ اجل خلفائے سیدی علی

بن ہیتی سے ہیں (اللہ ان کی برکتوں سے ہمیں نفع دے) میں کہتا ہوں

کہ میں نے اس کوتاہ بین کی اعانت ہی کے لیے ذکر کیا۔ ورنہ

آفتاب محتاج توصیف نہیں۔

اور یقیناً دیدار فرحت و آثار ولی الاولیاء دستگیر دو

عالم غوث الاعظم والمعظم سے مشرف ہوئے اور کہتے تھے کہ

میری آنکھ نے محی الدین عبدالقادر جیسا پیر نہ دیکھا رضی اللہ

تعالیٰ عنہ وعنہم اجمعین جس کی عبارت یہ ہے ہمیں خبر دی

شیخ ابوالفتح داؤد ابن ابی المعالی نصر ابن شیخ ابی الحسن

علی ابن شیخ ابی المجد مبارک ابن احمد بغدادی حریمی حنبلی نے

انھوں نے کہا ہمیں خبر دی میرے والد نے کہا میں نے

اپنے دادا ابوالمجد رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ میں

ایک دن شیخ مکارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان کے

الخالص فخطر فی نفسی لو رأیت شیئًا من کراماته فالتفت الی مبتسما و قال سید خل علینا خمس نفر احدهم عجمی ابیض اللون احمر بخده الایمن شامة بقی من عمره تسعة اشهر ثم یفترسه اسد فی البطائح و من ثم یبعثه الله تعالیٰ و الاٰخر عراقی ابیض اشقر بعینه حور و برجله عرج یمرض عندنا شهرا ثم یموت و الاٰخر مصری اسمر فی کفه الایسر ست اصابع و بفخذه الایسر طعنة رمح اصیب بها منذ ثلثین سنة یموت بارض الهند تاجرا بعد عشرین سنة. و الاٰخر شامی ادمی اللون شثن الاصابع یموت بارض الحریم علی باب دارك بعد سبع سنین و ثلاثة اشهر و سبعة ایام و الاٰخر من ارض الیمن ابیض اللون هو نصرانی و تحت ثیابه زنار خرج من بلاده منذ ثلث سنین و لم یعلم به احد یمتحن المسلمین من یکشف منهم حاله و قد اشتهی العجمی لحما مشویا و قد اشتهی العراقی اوزة بارز و اشتهی المصری عسلا بسمن و اشتهی الشامی تفاحا من فاکهة الشام و اشتهی الیمنی بیضا مسلوقا و لم یعلم احد بشهوة الاٰخر و ستأتینا ارزاقهم

قال القاری مثل کلام الذهبی ابن رستم ابن بهجة الاسرار تالیف الشیخ عبد القادر الشطنوفی المصری علی الشیخ بمصر و کان من اجلة مشائخ الشیخ الیافعی واجازلی به و قال الیافعی فی زبدة الآثار بهجة الاسرار و معدن الانوار تصنیف الشیخ الامام الاجل الفقیه ابی الحسن علی بن یوسف الشافعی المقری الاوحد البارع نورالدین ابی الحسن الشیخ یعنی الشطنوفی رحمه الله الامام العالم علی بن یوسف سنده تعالیٰ عنه و بینه و بین الشیخ الاعظم رضی الله تعالیٰ عنه و سلطان دهر

قال فی بشارة قوله رضی الله تعالیٰ عنه طوبیٰ لمن رآنی و لمن رای من رآنی آه قلت فانه رحمه الله تعالیٰ علیه و تلمذ لقاضی الامام الاجل ابی صالح نصر هبة الله تلمذ علی ابیه اوحد الحفاظ و سند الائمة و الحفاظ تاج الملة والدین ابی بکر عبدالرزاق تلمذ علی ابیه قطب الوریٰ غوث الثقلین شیخ الانس والجن والملائکة ولی الاولیاء محی الدین سیدنا السید الشیخ عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی الله تعالیٰ عنه و عنهم و افاض علینا فی الدارین من برکاته و برکاتهم آمین اھ منه حفظه ربه جد یک للعه کما قال فیما روی الشیخ الامام الفقیه العالم المقری علی بن

اے جس نے تجھے دیکھا اور اسے جس نے اسے دیکھا اور اسے جس نے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا

گھر نہر خالص پر تھا تو میرے دل میں خطرہ گذرا کہ کاش
میں حضور کی کچھ کرامت دیکھتا تو حضور نے مسکراتے ہوئے
میری طرف التفات فرمایا عنقریب پانچ شخص ہمارے پاس آئیں گے
ان میں سے ایک گورا سرخ رنگ والا اس کے سیدھے رخسار پر تل ہے
اسکی عمر کے ۹ مہینے باقی ہیں پھر اسے بطائح میں شیر پھاڑ ڈالے گا پھر
وہیں اللہ تعالیٰ اٹھائے گا اور دوسرا عراقی سرخ سفید کا مالنگڑا ہمارے
پاس ایک مہینہ مریض رہے گا پھر مرجائیگا اور ایک مصری گندم
گوں ہے کے بائیں ہاتھ میں چھ انگلیاں ہونگی بائیں ران میں نیزہ لگا
کو بچہ ہوگا جو اسے تیس برس سے پہنچا ہوگا۔ ہندوستان میں بحالت تجارت
بعد تیس برس کے مرے گا اور ایک شامی گندمی رنگ انگلیوں پر گنا پڑا ہوا
وہ زمین حریم میں تیرے گھر کے دروازہ پر مرے گا۔ بعد سات برس تین مہینے
سات دن کے۔ اور ایک یمنی گورا وہ نصرانی ہے۔ اس کے لباس کے نیچے زنار
(جینو) ہے۔ اپنے ملک سے تین برس ہوتے نکلا اور اس نے کسی کو نہ بتایا تاکہ
مسلمانوں کی جانچ کرے کہ کون اس کا اظہار حال کرتا ہے اور یقیناً عجمی نے
بھنا ہوا گوشت چاہا اور عراقی نے بط چاول کے ساتھ اور شامی نے شامی سیب
اور یمنی نے انڈا نیم برشت چاہا اور کسی نے اپنی خواہش دوسرے کر
اور عنقریب ہمارے پاس ان کے کھانے اور ان کی خواہشات۔

للہ تو منجملہ اس کے وہ ہے کہ انھوں نے اس میں کہا، روایت کیا سنا ذ فقیہ
عالم مقری ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر ابن معصار شافعی لخمی نے مناقب
حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی سند کے ساتھ پانچ طریقوں
سے اھ منہ حفظہ ربہ

وشهواتهم رغدًا من كل مكان والحمد لله رب العلمين

قال ابوالمجد رحمه الله تعالى فوالله لم نلبث الا يسيرا حتیٰ دخلوا خمسة كما وصف الشيخ رضی الله تعالیٰ عنه لم يخل من اوصافهم بشئ فسألت المصرى عن طعنة فخذه فتعجب من سوالى فقال هذه طعنة اصبت بها منذ ثلثين سنة ثم جاء رجل ومعه تلك الاصناف التى اشتهوها فوضعها بين يدى الشيخ رضی الله تعالى عنه فامره فوضع بين يدے كل واحد منهم شهوته وقال لهم كلوا ما اشتهيتم فاغمی عليهم فلما افاقوا قال اليمنى للشيخ يا سيدى ما وصف الرجل اطلع على اسرار الخلق قال ان يعلم انك نصرانى وتحت ثيابك زنار فصرخ الرجل وقام الى الشيخ واسلم فقال له يا بنى كل من رأك من المشائخ فقد عرف حالك ولكن عرفوا عن اسلامك على يدى نا مسكوا عن كلامك قال ولقد جرت الحال فى وفاتهم كما اخبر الشيخ رضی الله تعالیٰ عنه فى الوقت الذى ذكره والمكان الذى عينه من غير تقديم ولا تأخير ومات العراقى عند الشيخ فى الزاوية بعد ان مرض شهرا وكنت ممن صلى عليه ومات الشامى عندنا بالحريم على باب دارى طريح ونودى له فخرجت

ﺻ يوسف بن جرير بن معضاد الشافعى اللخمى فى مناقب الشيخ عبدالقادر رضی الله تعالى عنه بسنده من خمس طريق اهو منه حفظه ربه حجديدكم ـ

ہر جگہ سے ہمارے پاس آئیں گی واللہ الحمد ابوالمجد نے فرمایا کہ خدا کی قسم ذرا دیر نہ ہوئی تھی کہ پانچوں آگئے جیسا کہ شیخ نے بیان کیا تھا اور ان کے حلیوں میں ذرا بھی کمی نہ ہوئی میں نے مصری سے اس کی ران کے زخم کا حال دریافت کیا تو اُسے میرے پوچھنے سے اچنبھا ہوا اور کہا کہ یہ زخم مجھے تیس برس ہوئے جب پہنچا تھا۔ پھر ایک شخص آیا اور اس کے ساتھ ان کی خواہشوں کی تمام اقسام تھیں وہ حضرت شیخ کے سامنے رکھ دیں تو شیخ نے اسے حکم دیا اس نے ہر ایک کے سامنے اس کی خواہش کی چیز رکھ دی اور ان سے کہا کہ جو تم چاہتے ہو وہ کھاؤ تو انھیں غشی طاری ہو گئی جب افاقہ ہوا تو یمنی نے شیخ سے عرض کیا کہ اے سردار کیا تعریف ہے اس شخص کی جو مخلوق کے بھیدوں پر آگاہ ہے، فرمایا یہ کہ اس نے جانا کہ تو نصرانی ہے اور تیرے کپڑوں کے نیچے زنار ہے تو وہ شخص چیخ پڑا اور شیخ کی طرف کھڑا ہوا اور اسلام لایا تو شیخ نے فرمایا کہ اے میرے لڑکے ہر وہ شخص جس نے مشائخ سے تجھے دیکھا تو یقیناً تیرا حال جان لیا لیکن وہ جانتے تھے کہ تیرا اسلام میرے ہاتھ پر ہے وہ تیری بات سے رکے، فرمایا اور بلاشبہ ان کی وفات ویسی ہی ہوئی جیسے شیخ نے خبر دی تھی اسی وقت مذکور پر اور بعینہٖ اسی جگہ بلا تقدیم و تاخیر کے اور عراقی مرا شیخ کے پاس اسی زاویہ میں بعد اس کے کہ مہینہ بھر مریض رہا اور میں اس کے جنازہ کے نمازیوں میں تھا اور شامی مرا ہمارے پاس حریم میں میرے گھر کے دروازہ پر پڑا تھا، اور آواز دی گئی تو میں باہر آیا تو ناگاہ وہ ہمارا رفیق شامی تھا اس کی موت میں اور اس وقت میں کہ میں اس کے ساتھ شیخ سے ملا تھا سات برس تین مہینے سات دن تھے رحمہ اللہ تعالیٰ اھ

تو دیکھو کہ یہ خادمِ خادمانِ خدام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انھوں نے ایک جان کے متعلق بہتر غیبوں کی خبر دی جن میں سے راز درونِ سینہ مرنے کی جگہ اور موت کے اوقات اور موت کے اسباب اور وہ کل کیا کرے گا اور اس کے ماسوا اور اگر تجھے شک ہو

فاذا هو صاحبنا الشامی و بین موته و بین الوقت الذی جئت
به عند الشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنه سبع سنین و ثلاثة اشهر
وسبعة ایام رحمه اللہ تعالی اھ فانظر الی ھذا الذی هو
خادم من خدام محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالے
علیه وسلم قد اخبر فی نفس واحدة باثنین وسبعین
غیبا فیها ما فی الصدد ورد امکنة الموت وازمنة الموت
واسباب الموت وما یکسب غدا الی غیر ذالك وان
شککت فیما ذکرت من العدد فخذ وعد الاطلاع
علی خطرة ابی المجد والاخبار بانه سید خل علینا
نفر وانهم خمسة وان واحد هم عجمی والثانی عراقی
والثالث مصری والرابع شامی والخامس یمانی فهذه
ثمانیة غیوب ثم المتعلق بالعجمی احد عشر غیبا
انه ابیض وبیاضه مشرب بحمرة وبه شامة وهی علی
خده وذلك الخد ایمن وقد اشتهی لحما وشهوته
فی الشواء دون الطبیخ او القدید ویموت بعد تسعة
اشهر وموته بافتراس الاسد وذلك بالبطائح وهنالك
یدفن ولا ینقل ویبعث من ثمه وکذلك المتعلق بالعراقی
احد عشر غیبا انه ابیض وفیه شقرة وبعینه حور و
برجله عرج وقد اشتهی اورزة وان یاکلها بارز ویمر من
عند الشیخ ویمتد مرضه شهرا وبه یموت والموت هنا وهو
بعد شهر والمتعلق بالمصری خمسة عشر غیبا انه اسمر وذوست
اصابع وذلك فی کفه الیسری وقد طعن برمح وذلك فی
فخذه وهو یسری وقد اصابتها قدیما وذلك ثلثون
سنة قد اشتهی عسلا لکن لا مرتا بل جمز وجا بسمن ویکتسب
بالتجارة ویتجر بالهند ولا یزال یتجر الی آخر عمره ویموت
بالهند وذلك بعد عشرین سنة والمتعلق بالشامی تسعة

جو میں نے تعداد ذکر کی تو پھر گن اطلاع اور خطرہ ابوالمجد کے جوان کا خبر دینا کہ
عنقریب ہمارے پاس آئیں گے پانچ آدمی ایک ان میں کا عجمی، ہے دوسرا عراقی
تیسرا مصری اور چوتھا شامی اور پانچواں یمنی یہ آٹھ غیب ہوئے پھر عجمی کے
متعلق گیارہ غیب کہ وہ گورا ہوگا اس کی سپیدی میں سرخی ملی ہوگی اور اس کے تل ہوگا
اور وہ اس کے رخسارہ پر اور یہ رخسارہ سیدھا ہوگا اور گوشت کی خواہش کرے :
اور اس کی خواہش بھنے ہوئے گوشت کی ہوگی نہ پکے یا سوکھے کی اور وہ نو مہینہ بعد مر جائے گا اور
اس کی موت تنیر کے پھاڑنے سے ہوگی اور یہ بطائح میں ہوگی اور وہیں دفن کیا جائے گا اور وہاں
سے منتقل نہ ہوگا اور یہیں سے اس کا حشر ہوگا۔ یونہیں متعلق عراقی گیارہ غیب ہیں وہ گورا
ہے اور اس میں سرخی جھلکتی ہے اور اس کی آنکھ میں پھلی ہے اور اس کے پاؤں میں لنگ ہے اور
بط چاہے گا اور یہ کہ اسے چاولوں کے ساتھ کھائے گا اور یہ شخص بیمار ہوگا اور ایک
مہینہ تک مرض میں مبتلا رہے گا اور اسی سے مر جائے گا اور یہاں مرے گا اور ایک
مہینہ بعد مرے گا اور مصری کے متعلق پندرہ غیب ہیں یہ کہ وہ گندم گون چھنگا اور چھٹی
انگلی الٹے ہاتھ میں ہوگی اور اس کے نیزے کا کوئچہ ہوگا اور اس کی ران میں ہوگا
وہ الٹی ران ہوگی اور یہ زخم اسے اس کا پورا نہ ہوگا اور تیس برس کا ہے اور یہ
شہد کی خواہش کرے گا، صرف شہد خالص نہیں بلکہ گھی سے ملا ہوا، اس کا کسب
تجارت ہوگی اور تجارت گاہ اس کی ہندوستان میں ہوگی اور اپنی آخر عمر تک
تجارت ہی کرتا رہے گا اور وہ ہندوستان میں مرے گا اور اس کی موت بیس برس
کے بعد ہوگی اور شامی کے متعلق نو غیب، وہ گندمی رنگ کا ہوگا جس میں سپیدی
غالب ہوگی موٹے موٹے گٹے پڑی ہوئی انگلیوں والا ہوگا اور سیب کی خواہش
کرے گا اور شامی سیب چاہے گا زمین حریم میں مرے گا اور اس کی موت ابوالمجد کے
گھر کے دروازہ پر ہوگی اور اس کی عمر سے سات برس اور مہینوں میں سے تین اور ایام

غیوب انه اسمر اللون مع ان الغالب علی الشوام البیاض
وهو شلل الاصابع غلیظها وقد اشتهی تفاحا وانما یشتهی
من بلاده و یموت بارض الحریم وذلک علی باب دار
ابی المجد وقد بقی من عمره من السنین سبع ومن الشهور
ثلاثة ومن الایام سبعة والمتعلق بالیمنی ثمانیة غیوب
انه ابیض اللون وان الیمانیة سمر وهو نصرانی وتحت ثیابه
زنار وقد خرج من بلاده لامتحان المسلمین ومدة خروجه
ثلاث سنین ولم یخبر احدا بما نوی لا اهل بیته ولا اهل بلدته
وقد اشتهی بیضا وان تکون مسلما قد نهذه اثنان وستون
غیبا وخمسة ان احدهم لم یطلع علی شهوة غیره وخمسة
ان شهوة کل منهم سنا نبینا من الغیب فتمت اثنین
وبعین غیبا فسبحان الذی عطی ما شاء من شاء من عباده وله
الحمد امام ... حفظه ربه مدنیه
کان یعلم یقینا ان ... ارض یموت اخرج عنه
ابن السکن وابن منده عن ابن عساکر قال دخل النبی
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی مرض یعودنی فقلت ما
احسب الا انی میت من مرضی قال کلا لتبقین ولتهاجرن
الی ارض الشام وتموت بالربوة من فلسطین فمات فی خلافة
عمر رضی اللہ تعالی عنه ودفن بالرملة وهذا نبی اللہ
الصدیق علیه الصلاۃ والسلام قائلا لاهل مصر

لہ وقال الامام السیوطی نے خصائص الکبری باب آخباره
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عن السحابة التی مطرت بالیمن اخرج
البیهقی عن ابن عباس قال اصابتنا سحابة فخرج علینا
النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فقال ان ملکا موکلا بالسحاب
دخل علی آنفا فسلم علی واخبرنی انه یسوق السحاب الی

میں سے سات باقی ہیں اور یمنی کے متعلق آٹھ یہ کہ وہ گورا ہوگا اور یمنی گندم گون ہوتے ہیں وہ نصرانی ہے اس کے کپڑوں کے نیچے زنار ہے (جنیو) اور اپنے ملک سے مسلمان کے امتحان کے لئے نکلا اور اسے نکلے ہوئے تنیئں برس ہوئے اور اس نے اپنی نیت کی کسی کو خبر نہ کی۔ نہ گھر والے نہ اہل شہر کو اور اس کی خواہش انڈا ہے اور یہ کہ انڈا نیم برشت تو یہ باسٹھ غیب ہوئے اور پانچ یہ کہ ان سے کوئی دوسرے کو اپنی خواہش پر مطلع نہ کر سکا اور پانچ یہ کہ ہر ایک کی خواہش کی چیز ہمیں غیب سے ملے گی تو یہ بہتر غیب پورے ہوئے تو پاکی اس کے لئے جس نے عطا کیا جو چاہا جسے اپنے بندوں میں سے اور اسی کے لئے حمد ہے۔ منہ حفظہ ربہ مدنیہ

یقیناً جانتے تھے کہ کس زمین میں ان کا انتقال ہوگا یہ حدیث ان سے ابن سکن اور ابن مندہ اور ابن عساکر نے روایت کی انھوں نے فرمایا میری ایک بیماری میں نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم مجھے پوچھنے کو تشریف لائے میں نے عرض کی مجھے یہی گمان ہے کہ میں اپنے اس مرض میں مرجاؤں گا ارشاد فرمایا ہرگز نہیں ضرور تو زندہ رہے گا اور شام کی طرف ہجرت کرے گا اور فلسطین میں ایک ٹیلے پر مرے گا امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں ان کا انتقال ہوا اور رملہ میں دفن ہوئے اور یہ ہیں اللہ کے نبی یوسف صدیق علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ انھوں نے مصریوں سے فرمایا تم سات برس حسب دستور

لے وقال الامام السیوطی الخ اور امام جلال الدین سیوطی نے خصائص الکبریٰ میں فرمایا باب حضور کا خبر دینا اس بادل سے کہ برسا یمن میں روایت کیا بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ بادل چھایا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برآمد ہوئے ارشاد فرمایا کہ ایک فرشتہ بادلوں کا موکل میری خدمت میں حاضر ہوا مجھے اس نے سلام کیا اور خبر دی کہ وہ چلائے گا بادلوں کو یمن کے ایک نالہ کی طرف جسے ضریح کہا جاتا ہے تو ہمارے پاس اس کے بعد ایک سوار آیا ہم نے اس سے بادل کی نسبت دریافت کیا تو اس نے خبر دی کہ اس دن پانی برسا علامہ بیہقی نے فرمایا کہ اس حدیث کے

واد بالیمن یقال لہ ضریح فجاءنا راکب بعد ذلک فسالناہ

عن السحابۃ فاخبر انہم مطروا فی ذلک الیوم قال البیہقی ولہ

شاھد مرسل عن بکر بن عبد اللہ المزنی ان النبی صلی اللہ

تعالٰی علیہ وسلم اخبرنا عن مالک السحاب انہ یجیئ من

بلد کذا وانہم مطروا یوم کذا وانہ صلی اللہ تعالٰی

عـہ کذا فی الاصل والصحیح عندی ملک السحاب

تزرعون سبع سنین دابا قال یاتی من بعد ذلک

سبع شداد قال ثم یاتی من بعد ذلک عام فیہ

یغاث الناس فقد علم ان المطر یأتیہم سبعۃ اعوام

علی حین ثم لا یمطرون سبع سنین ثم فی عام الخامس عشر یمطرون

دینبت العنب فیعصرون ۔ مالی اعد الجزئیات

ولا حصر لہا ۔ وقد ثبت علم جمیع الخمس سوی

الساعۃ علی خلاف فیہا بثبوت لا ریب فیہ عند

اھل النہی فان کل ذلک مثبت فی اللوح المحفوظ

قطعا وقد علم اطلاع کثیر من الملائکۃ والاولیاء

علیہ وسلم سألہ علیہ السلام متی تمطر بلدنا فقال یوم کذا وعندہ

ناس من المنافقین فحفظوہ ثم سألوا عن ذلک فوجد وا التصدیقۃ فامنوا

و ذکروا ذلک للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال لہم زادکم اللہ تعالٰی ایمانا

اھ قولہ مالک السحاب اقول ھکذا فی نسختی الخصائص بالف بعد المیم

وھی بحمد اللہ تعالٰی نسخۃ قدیمۃ کتب فی آخرھا کان الفراغ من

کتابۃ النسخۃ المبارکۃ یوم السبت المبارک سابع عشر شہر

شعبان المبارک من شہور سنۃ اثنتین وثلاثین والف اھ

قد مضت علی کتابتہا ثلثمائۃ سنین وانتقصت تسعا اھ منہ عفی عنہ

لہ اللہم لک الحمد من برزق اتباع الحق والانصاف والتجنب عن الجزا

کھیتی کرو گے فرمایا پھر اس کے بعد سات برس کرے آئیں گے فرمایا پھر اس کے بعد وہ سال آئے گا کہ لوگ مینہ دیئے جائیں گے تو انھوں نے یقیناً جانا کہ سات برس مصر والوں کو مینہ وقت پر ملے گا پھر سات برس تک نہ برسے گا پھر پندرھویں سال ان پر برسے گا۔ اور انگور اگیں گے تو وہ ان کا شیرہ نکالیں گے۔ مجھے کیا ہوا کہ میں جزئیات گنا رہا ہوں ان کا تو حصر نہیں حالانکہ قیامت کے سوا کہ اس میں تو اختلاف ہے باقی ان پانچوں غیبوں کی سب باتوں کا علم ایسے ثبوت سے ثابت ہے جس میں اہل عقل کے نزدیک مجال شک نہیں اس لئے کہ یقیناً یہ سب غیب لوح محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں اور بے شک معلوم ہوا کہ بکثرت ملائکہ اور اولیا اس پر مطلع ہوتے ہیں۔

لے شاہد مرسل ہے بکر ابن عبداللہ مزنی سے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی بادل کے فرشتے سے کہ وہ آرہا ہے فلاں شہر سے اور بلاشک وہاں اس دن پانی برسا اور بلاشبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس ملک علیہ السلام سے دریافت کیا۔

کہ ہمارے شہر میں کب پانی برسے گا تو اس نے کہا فلاں دن اور حضور کے پاس بعض منافق لوگ تھے تو انھوں نے اسے یاد رکھا پھر انھوں نے اس کے متعلق پوچھا تو اس کی تصدیق پائی تو ایمان لائے اور اس کا تذکرہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا حضور نے ارشاد فرمایا اللہ تمھارا ایمان زائد کرے اھ قولہ مالک السحاب اقول یوں ہی ہے میرے نسخہ خصائص میں الف کے ساتھ بعد میم کے اور بحمدہ تعالیٰ پرانا نسخہ ہے جس کے آخر میں تحریر ہے کہ اس نسخہ مبارکہ کی کتابت سے فراغ ہفتہ کے مبارک دن سترہ ماہ شعبان مبارک ۱۰۳۲ھ اس کی کتابت کو تو کم تین سو برس گذرے اھ منہ عفی عنہ مدنیہ

لے اللھم لک الحمد الخ الٰہی تیرے ہی لئے خوبی ہے جیسے حق کی پیروی روزی کرے ۲ور انصاف اور گذاف وبے راہی سے بچنے کی توفیق دے

پابند دست دلیل ہو جدھر وہ چلے ادھر چلے اور ٹھہرے جہاں ٹھہرے ہمیں

قرآن کریم نے رہنمائی فرمائی کہ قرآن ہر شے کا روشن بیان اور ہر شے کی تفصیل ہے، نبی کریم

علیہ فضلا عن الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام علما لاینکرہ الا محروم۔ بل قد وصف اللہ تعالٰی اللوح فی کتابہ الکریم بوصف المبین ؛ والمبین ھو الذی یوضح ویبین ؛ فان کان اللوح مغیبًا عن ابصار الخلق جمیعا ؛ فما یبین ولمن یبین ؛ قال تعالٰی

و کل شئ احصینہ فی امام مبین۔ قال البیضاوی یعنی اللوح المحفوظ وقال تعالٰی "ومامن غائبۃ فی السماء والارض الا فی کتب مبین" قال الامام البغوی فی معالم التنزیل ای فی اللوح المحفوظ وقال الامام النسفی فی مدارک التنزیل المبین الظاہر المبین لمن ینظر فیہ من الملائکۃ وقال علی القاری فی المرقاۃ

الا عنساق یکون اسیرید البرھان یسیر حیث یسیر و یقف حیث یقف ارشدنا القران الکریم انہ تبیان کل شئ وتفصیل کل شئ لنبیہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم والشئ ھو الموجود واطلاق الموجود علی ماکان و بان او ماھو بعرضۃ ان یکون مجازا والمجاز لایصار الیہ الا بدلیل فلولا ان اللہ سبحانہ وتعالٰی اثبت فی اللوح المحفوظ

کل ما ھو و ما یکون وھذہ المثبتات فی اللوح موجودۃ فیہ قطعا عند نزول الایات الکریمۃ لما دلت الایات الا علی علم جمیع الاشیاء الموجودۃ فی العالم عند نزولھا دون ما وجد وعدم وما لم یوجد بعد لعدم تناول لفظ الشئ لہ حقیقۃ لکن ذلک الاثبات اتی بحمد اللہ تعالٰی باثبات علم جمیع ماکان وما یکون مما اثبت فی اللوح لکونہ بہ من الاشیاء الموجودۃ فی العالم عند نزول الایات کسائر النقوش والمرسومۃ فی کتاب

نہ کہ انبیا کرام علیہم الصلاۃ والسلام اور یہ ایسے علم سے معلوم ہے جس کا انکار نہ کرے گا
مگر محروم بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب کریم میں لوح کی صفت میں مبین فرمایا
ہے اور مبین اسی کو کہتے ہیں جو واضح اور ظاہر کرے تو اگر لوح تمام مخلوق کی نگاہوں سے
غائب ہو تو کس بات کے لئے مبین ہے اور کس کے لئے مبین ہے رب عزوجل فرماتا ہے
ہر چیز ہم نے ایک مبین پیشوا میں گن دی ہے بیضاوی نے کہا یعنی لوح محفوظ اور رب
عزوجل نے فرمایا آسمان و زمین کا کوئی غیب ایسا نہیں جو کتاب مبین میں نہ ہو
اور امام بغوی نے معالم التنزیل میں فرمایا یعنی لوح محفوظ میں اور امام نسفی نے
مدارک التنزیل میں فرمایا لوح مبین ہے یعنی جو ملائکہ اسے دیکھتے ہیں ان کے لئے ظاہر
اور روشن ہے، اور علامہ علی قاری نے مرقاۃ میں کہا۔

پائی گئی بہ سبب نہ شامل ہونے لفظ شئی کے اس کو حقیقتاً لیکن یہ اثبات بحمد اللہ تعالےٰ
لے آیا اثبات علم جمیع ما کان و ما یکون کو اس چیز سے کہ مثبت ہے لوح میں بہ سبب
ہونے اس کے کہ بیچ اس کے اشیاء موجودہ فی العالم کے وقت نزول ہونے آیات کے
جیسے نقوش مرسومہ کتاب میں موجود ہیں اور یقیناً معلوم ہے کہ لوح متناول نہیں
ہر آنے والے کو ابد تک چونکہ متناہی کا احاطہ غیر متناہی کو صحیح نہیں اور لوح میں وہی
ثبت ہے جو پہلے دن سے تھا اور قیام قیامت تک ہوگا اور میرے نزدیک کوئی دلیل
قاطع اب تک اس پر قائم نہ ہوئی کہ یہ غایت مغیا میں داخل ہے یا خارج تو اگر

علیہ الصلاۃ والتسلیم کے لئے اور شے موجود ہے اور اطلاق موجود کا اوپر اس چیز کے کہ تھی اور
نہ رہی یا وہ کہ آئندہ ہوگی مجاز ہے اور مجاز کی طرف بلا دلیل مصیر نہیں تو اگر یہ نہ ہو کہ
اللہ سبحانہ وتعالےٰ نے لوح محفوظ میں ہر ما کان و ما یکون ثبت فرما دیا اور یہ تمام مثبتات
لوح وقت نزول آیہ کریمہ یقیناً اس میں موجود ہیں تو البتہ نہ دلالت کرتیں آیتیں مگر
اوپر علم جمیع اشیاء کے جو کہ موجود ہیں عالم میں وقت نزول آیات کے نہ وہ
چیز کہ پائی گئی اور معدوم ہو گئی اور نہ وہ کہ اب تک نہ

موجود و معلوم قطعا ان اللوح لم يبيّنا ولكل آت الى الابد لان
المتناهى لا يصح ان يحيط بغير المتناهى وانما اثبت فيه ما كان من
اول يوم ويكون الى قيام الساعة ولم يقم عندى الى الساعة
دليل قاطع على ان هٰذه الغاية داخلة فى المغيا ام خارجة
فان كان الواقع ان تعيين وقت الساعة مثبت فى اللوح فقد
علمه نبينا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قطعا لتناول الايات له
اذن وان كان الواقع انه تعالىٰ لم يثبته فيه لم تدل الايات
عليه واحتمل الامران معلم قطعا بان علمه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم
لا ينحصر فيما اثبت فى اللوح وانما هو نهر بل موج من بحار علومه
صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كما تقدم وعن هذا ترانى قلت
سوى الساعة على خلاف فيها نعم كما لم اجزم بالعلم لا اجزم
بالنفى كهولاء وانما اقول كما سأنقل من العلامة التفتازانى
فى شرح المقاصد انه لا يبعد ان يطلع عليه بعض الرسل هذا
فيما سبيله الجزم اما الظن فترى عن الامام القسطلانى ما يفيد ان
الله تعالىٰ اطلع عليه وسلم والاولياء ياخذون عنهم وتقدم
الجزم بتعليم الخمس لنبينا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عن العلامة
البيجورى وعن العلامة الشنوانى عن السيد الاجل عبد العزيز وسياتى
التصريح بانه الحق فى علم الساعة عن العلامة المدابغى وعن الفاضل العارف الشماوى
وسا قيم الدليل القاطع على ان المولىٰ تعالىٰ يعلمه ملٰئكة النفخ
قبل وقوعها واذكر دليلا اخر عليه عن الامام الرازى وقد تقدم
ان كل علم لكل احد من خلق الله تعالىٰ انما يحصل له بامداد
محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ومُمِدُّ العلم يجب ان يعلم قبل
من يلقى عليه فثبت حصول العلم به قبل قيامها له صلى الله
تعالىٰ عليه وسلم واذ لم تناف الايات هذا القدر من التقدم
لم تناف ما فوقه ايضا اذ لا فرق وقد رجعت الا تراها انها
لا تعلم الا باعلامه تعالىٰ فاذن ينقدح فى الذهن القول ظنا
بانه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم علمها وامر بكتمها نقد اتى

واقعی یہ ہو کہ تعین وقت ساعت لوح میں مثبت ہے تو یقیناً نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے اسے جان لیا کہ اب آیات اس کو متناول ہیں اور اگر واقعی یہ ہو کہ
اللہ تعالیٰ نے اسے اس میں ثبت نہ فرمایا تو نہ دلالت کریں گی آیتیں اس پر اور
دونوں احتمال رہیں گے کیونکہ یقیناً معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم
مکتوبات لوح محفوظ میں منحصر نہیں بلکہ وہ ایک نہر بلکہ ایک موج ہے سمندروں میں
سے حضور کے جیسا کہ گذرا اور اسی سبب سے تو نے مجھے دیکھا کہ میں نے کہا سوی لسانی
علی خلاف فیہا جس طرح میں علم کا جزم نہیں کرتا ان کی طرح نفی کا جزم بھی نہیں کرتا
اور میں وہی کہتا ہوں جو علامہ تفتازانی کی شرح عقائد سے عنقریب نقل کروں گا یہ کہ
کچھ دور نہیں کہ بعض رسولوں کو اس پر آگاہی دی ہو یہ اس میں ہے جس کی راہ جزم
ہے لیکن ظن تو عنقریب تم دیکھو گے کہ امام قسطلانی سے اس کا مفاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے مطلع فرمایا اس پر اپنے رسولوں کو اور اولیاء ان سے لیتے ہیں اور پہلے گذری قطعیت
تعلیم خمس کی واسطے نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے علامہ بیجوری اور علامہ شنوانی وجلالت
والے سردار عبدالعزیز دباغ سے عنقریب تصریح آتی ہے علامہ مدابغی اور علامہ فاضل عارف
عشماوی سے اور عنقریب میں دلیل قاطع قائم کروں گا اس بات پر کہ مولیٰ تعالیٰ علم عطا
فرما دیتا ہے ملائکہ نفخ صور کو قبل وقوع قیامت کے اور قائم کروں گا دوسری دلیل
اس پر امام رازی سے اور پہلے گذرا کہ تمام مخلوق الٰہی کو ہر علم امداد محمدی سے ہی
حاصل ہوتا ہے اور علم کی مدد دینے والا واجب ہے کہ جانے اس سے پہلے کہ جس پر
القا کر رہا ہے تو ثابت ہو گیا حاصل ہونا اس کے علم کا حضور صلی اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم کو قبل قیامت کے اور جب اس قدر تقدم کے آیات منافی نہیں۔ تو اس
کے مافوق بھی منافی نہیں ہوں اس لئے کہ کوئی فرق نہیں اور بلاشبہ رجوع
کر گئی ان کی دلالت اس جانب کہ وہ بے اعلام الٰہی معلوم نہیں ہوتی تو اب
بطور ظن یہ قول ذہن میں چمک جاتا ہے کہ حضور کو اس کا علم دیا گیا اور اس کے
چھپانے کا حکم فرمایا۔ بلاشبہ علمائے کرام سے دونوں قول آئے اور جلیل القدر
ائمہ نے اس کے بطلان پر جزم نہ کیا بلکہ امام جلال الدین سیوطی نے اس کے

عن العلماء القولان لم یجزم ائمة اجلة علی ھذا بالبطلان
بل عقد له الامام الجلیل السیوطی فصلا فی الخصائص الکبری
فقال فصل ذهب بعضهم الی انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم
اوتی علم الخمس ایضا وعلم وقت الساعة والروح وانه
امر بکتم ذلک اھ وساقهما السید العلامة محمد ابن السید
العلامة عبد الرسول البرزنجی المدنی رحمهما الله تعالیٰ
فی کتابه الاشاعة لاشراط الساعة علی حد سواء فقال
لما کان امر الساعة شدیدا وقد استأثر بعلمها ولم یعلمها
احدا من خلقه وعلمها النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ونهاه
عن الاخبار بها تهویلا لشانها وتعظیما لامرها الخ هکذا فی النسخ
المطبوعة وعلمها النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بالواو فان کانت
الواو بمعناها وتکون الجملة جاریة مجری الاستثناء فقد اختار
السید العلامة ان الله تعالیٰ علمها محمدا صلی الله تعالیٰ
علیه وسلم وارتضی هذا القول وان کانت بمعنی او واو سقطت
الالف من الناسخ فقد حکی القولین علی حد سواء ولم یجزم
مثل الرسالة المفتراة ببطلانه ولاجعله مثلها قول الغلاة
کما فیها فی ص۲۸ وغیرہ ولامجاهرة بالکذب کما فیها ص۲۸ قولا
مخالفا للحق والصواب الذی لیس فیه شک ولا ارتیاب کما فیها
ص۳۱ وعلیه تمام الرسالة المفتراة وهذا ایضا من امارات انها
مفتراة او محرفة بایدی الوهابیة الغلاة والا لم یرض
بنسبة مجدد العلامة الی هذه العظائم اعنی کونه اجاره
الله تعالیٰ من الغلاة ومن المجاهرین بالکذب فی الدین
ومن مخالفی ما ثبت قطعا فی الدین المبین او شریک من
من هو کذالا من نقل قول الغلاة الکذابین المکذبین
القطعیات مع قول العادلین الصادقین المصدقین علی حد سواء
فقد جوز کل ذلک وجعله احد الساکتین وخیر المتلقی من کتابه

لئے ایک فصل خصائص کبریٰ میں باندھی اور فرمایا کہ یہ فصل ہے اس بیان میں
کہ بعض علماء کرام ادھر گئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم خمس بھی دیا
گیا اور علم وقت ساعت اور علم روح بھی دیا گیا اور حضور کو اس کے چھپانے
کا حکم فرمایا اھ اور علامہ محمد ابن سید علامہ عبد الرسول برزنجی مدنی رحمہم اللہ
تعالیٰ نے اس کا اپنی کتاب الاشاعہ لاشراط الساعۃ ان دونوں کا ذکر برابر ایک
حد پر چلایا اور فرمایا کہ جب ہر ساعت سخت تھا اور اس کے علم کو اپنے لئے خاص کر لیا
تو مخلوق میں سے کسی کو نہ بتایا اور اسے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تعلیم فرمایا
اور دوسروں کو خبر دینے سے منع فرما دیا اس سے ہول دلانے اس کی بزرگی بڑھانے کے
لئے الخ یوں ہی ہے نسخہ مطبوعہ میں وعلمہا النبی "واو" کے ساتھ تو اگر واو اپنے معنی میں ہو اور جملہ
قائم مقام استثنا ہو تو یقیناً سید علامہ نے اختیار فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی
تعلیم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور اسی قول کو انھوں نے پسند کیا اور اگر واو بمعنی اَوْ کے
یا الف قلم ناسخ سے گر گیا تو انھوں نے دونوں قولوں کو ایک برابر حد پر بیان کیا اور
خود ساختہ رسالہ کی طرح اس کے بطلان پر جزم نہ فرمایا اور نہ مثل قول غلاۃ اسے بنایا
جیسا کہ اسی رسالہ میں صفحہ ۲۸ وغیرہ پر ہے نہ کھلم کھلا جھوٹ جیسا کہ اسی رسالہ کے
صفحہ ۲۰ میں ہے مخالف حق صواب بلا شک وارتیاب دیکھو ص ۱۲ اور اسی پر یہ جھوٹا
رسالہ تمام ہے یہ بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ رسالہ خود ساختہ یا محرف
دست غلاۃ وہابیہ ہے ورنہ نہ راضی ہوتے اپنے دادا کی طرف ان بڑی باتوں کی
نسبت پر یعنی ان کا ہونا غلاۃ (اللہ انھیں اس سے محفوظ رکھے) اور مجاہرین
فی الکذب سے اور مخالف اس چیز کے کہ جو یقینی طور پر دین مبین سے ثابت ہوئی۔
باشریک اس کا جواب ایسا ہے کیونکہ جس نے نقل کیا قول غلاۃ کا ذہین مکذبین قطعیات
ہمراہ قول عادلین صادقین مصدقین برابر ایک حد پر تو بلا شبہ اس نے اس
سب کو جائز رکھا اور کر دیا انھیں احد المجوزین اور اختیار دیا ان کی کتاب
سے تلقی کرنے والے کو یہ کہ اختیار کرے جسے چاہے جیسے کہ وہ شان ہے
ان دو قولوں کی جو نقل کئے جائیں بلا ترجیح کسی جانب کے دونوں جانبوں میں سے
اور جب تجھ پر یہ کھل گیا تو تجھے یہ کہنے کا حق ہے کہ مثبت مقدم ہے نافی پر اور
جو کچھ بھی ہو جواب ظاہر ہے ہر اس چیز سے جس کا رسالہ نے قیامت کے بارے میں
ایراد کیا کہ آیات ص ۲ و حدیث مسلم ص ۱۸ یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

ان یختار ایهما شاء کما هو شان قولین ینقلان بلا ترجیح لاحد الجانبین
د ظهر لک هذا فلک ان تقول المثبت مقدم علی النافی وایا ما کان
ظهر الجواب عن کل ما اوردت الرسالت فی الساعۃ کالایات صٓ بحث مسلم

ه انه صلی اللہ تعالی علیه وسلم قال الماسئل من الساعۃ قبل
وفاته بشهر انما علمها عند ربی وقول ابن کثیر صٓ وقت الساعۃ
لا یعلمه نبی مرسل ولا ملک مقرب وقول اسمٰعیل حقی صٓ منه
ما ستأثر نفسه الی قوله منه علم الساعۃ وما نقل صٓ من شقشقۃ
شقبۃ وزندقۃ دنیۃ عازیا بها الی القاری من سیوطی فی رسالۃ
الکشف عن مجاوزۃ هذه الامۃ الالف وهو فریۃ علی الامام
الجلیل الجلال السیوطی وهذه رسالۃ الکشف حاضرۃ لیس فیها لہ
اثر ولا اثرو فریۃ علی علی القاری فانه لم ینقله عن الامام السیوطی
اعالم یلخص ما نقله عنه الی قوله لا یتجاوز عن الخمسمأئۃ بعد الالف
ثم قال اعنی القاری قال وقد جاهر بالکذب الخ والضمیر فیه
لابن القیم

جب سوال کیا گیا ساعت سے حضور کی وفات سے ایک مہینہ پہلے تو حضور نے فرمایا
کہ علم اس کا میرے رب کو ہے اور قول ابن کثیر صـ۲ وقت ساعت اسے
نہیں جانتا ہے کوئی نبی مرسل نہ کوئی مقرب فرشتہ اور قول اسمٰعیل حقی صـ۲۳
"منہ ما استاثر لنفسہ تامنہ علم الساعۃ" وہ کہ نقل کیا صـ۲۵ پر منحوس بُر بُرا نا او
کمینہ بھنبھناہٹ جسے علامہ قاری کی طرف نسبت کیا علامہ سیوطی کے رسالہ
"الکشف عن مجاوزتہ ہذہ الامتہ الالف" سے حالانکہ وہ افترا ہے "امام جلیل
جلال سیوطی پر اور یہ رسالہ الکشف موجود ہے نہ اس میں بعینہٖ وہ نقل
اور نہ اس کا کوئی نشان اور علامہ قاری پر افترا ہے کہ انھوں نے امام جلال
سیوطی سے اسے نقل کیا صرف اس کا خلاصہ کیا ہے ان کے قول کے متجاوز
نہ ہوگی پانچ سوسے بعد ہزار کے۔ پھر علامہ قاری نے فرمایا کہ
انھوں نے کہا کہ کھلم کھلا جھوٹ بولا ضمیر اس میں راجع ہے ابن قیم کی طرف[۵]
سب ہونے والی باتیں جو لوح محفوظ میں ثبت فرما دی ہیں اس میں حکمت
یہ ہے کہ ملائکہ آئندہ باتوں پر مطلع ہوں کہ جب وہ باتیں لکھے ہوئے
کے مطابق واقع ہوں تو ان کا ایمان اور تصدیق بڑھے اور اس لئے
کہ ملائکہ جان لیں کہ کون مدح کا مستحق ہے اور کون مذمت کا تو ہر
ایک کے لئے اس کا مرتبہ پہچانیں انتہیٰ اور شاہ عبدالعزیز نے تفسیر
عزیزی میں ذکر کیا کہ لوح محفوظ پر مطلع ہونے سے یہ مراد ہے کہ جو باتیں
واقع میں موجود ہونے والی ہیں خارج میں ان کے وقوع سے پہلے
ان کا علم ہو جائے، خواہ لوح کی تحریر دیکھ کر ہو یا بغیر اس کے اور
یہ اولیاء اللہ کو کبھی حاصل ہوتا ہے کہا اور لوح محفوظ پر یوں اطلاع
کی کہ اس کے نقوش کا مطالعہ کریں یہ بھی بعض اولیاء سے بتواتر منقول ہے
انتہا مترجما اور بے شک امام شطنوفی وغیرہ ائمہ نے رسول اللہ صلی اللہ

[۵] اس کے بعد اصل میں باقی ورق زائد تھا، افسوس کہ بعد
تلاش کامل دستیاب نہ ہوا ۱۲

حکمۃ ذلک ای اثبات الکوائن کلھا فی اللوح اطلاع
الملئکۃ علی ما سیقع لیزدادوا بوقوعہ ایمانا
وتصدیقا ویعلموا من یستحق المدح والذم فیعرفوا
لکل مرتبتہ ام وقد ذکرالشاہ عبدالعزیز فی
تفسیر فتح العزیز ان المراد من الاطلاع علی اللوح المحفوظ
الاطلاع علی الموجودات النفس الامریۃ قبل ظہورھا
فی الخارج سواء کان بمطالعۃ النقوش اوبدونھا
وھذا یحصل لاولیاء اللہ تعالیٰ ایضا قال والاطلاع علی اللوح المحفوظ
بمطالعۃ النقوش ایضا منقول عن بعض اولیاء اللہ تعالےٰ
بالتواتر اہ مترجما واخرجت الائمۃ کالشطنوفی وغیرہ بسند
صحیح عن ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غوث الثقلین ؛
وغیاث الکونین ؛ سیدنا الغوث الاعظم ابی محمد عبدالقادر
الحسنی والحسینی الجیلانی ؛ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ وارضاہ عنا وافاض علینا فی الدارین
من نورہ الربانی ؛ انہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ
کان یقول عینی فی اللوح المحفوظ اقول وھذا ربنا
تبارک وتعالیٰ یقول فی اللیلۃ المبارکۃ لیلۃ البراءۃ
فیھا یفرق کل امر حکیم امرا من عندنا فثبت بشہادۃ
اللہ تعالیٰ ان مدبرات الأمر یاتیھا الأعلام الالٰھی بجمیع
افراد الاربع من الخمس اعنی ماسوی الساعۃ قبل وقتھا
اقول وکذالک یجب ان یعلم سیدنا اسرافیل علیہ الصلاۃ
والسلام بالتجیل وقت الساعۃ عینا قبل وقوعھا ولو لحظۃ

تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹے سے بہ سند صحیح روایت کی وہ جو انس وجن دونوں
کی فریادرس اور دونوں جہان میں فریاد کو پہنچنے والے ہیں ہمارے آقا
غوث اعظم ابو محمد عبد القادر حسنی حسینی جیلانی اللہ ان سے راضی ہو اور
انھیں ہم سے راضی کرے اور دونوں جہان میں ہم پر ان کے الٰہی نور کا
فیض دائم فرمائے کہ حضور فرمایا کرتے تھے کہ میری آنکھ لوح محفوظ میں لگی ہے
اقول اور یہ ہے ہمارا رب تبارک و تعالیٰ کہ برکت والی رات شب برات
کے بارے میں فرماتا ہے "اس رات میں بانٹ دیئے جاتے ہیں سب حکمت
والے کام ہمارے حکم سے تو اللہ عزوجل کی گواہی سے ثابت ہوا کہ ان پانچ
غیبوں میں سے قیامت کے سوا چار کے جمیع افراد ان کے وقوع سے
پہلے اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کو بتا دیتا ہے جو کام کی تدبیر کرنے والے ہیں
اقول اور اسی طرح واجب ہے کہ سیدنا اسرافیل علیہ الصلاۃ والسلام
بالتجیل قیامت کا خاص وقت تعین کے ساتھ اس کے وقوع سے پہلے جان لیں اگرچہ
ایک لحظہ اور یہ اس دن جب صور پھونکنے کا حکم دیا جائے گا تو وہ اپنا دوسرا پر بھی
گرا دیں گے اور ایک پر تو اس وقت گرا چکے ہیں جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
پیدا ہوئے اس کے گراتے ہی فرشتہ نے کہ ان کا ماتحت ہے صور منہ میں اٹھا لیا
اور یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد کہ میں کیونکر چین لوں
حالانکہ صور والے نے صور منہ میں لے لیا ہے اور کان لگائے ہوئے ہے

ے ما ینبغی الخ ختم حدیث تو پھونکے گا صحابہ نے عرض کی ہم کیا کریں گے ارشاد فرمایا کہو
ہمیں کافی ہے اللہ اور بہتر کام بنانے والا (اس کو روایت کیا امام احمد اور ترمذی نے اور ابن حبان
اور حاکم نے ابو سعید خدری سے) اور امام احمد اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور
احمد اور طبرانی نے کبیر میں زید ابن ارقم سے اور ابو الشیخ نے عظمت میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
اور ابو نعیم نے حلیہ میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ضیاء نے مختارہ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
۱۲ منہ حفظہ ربہ تعالیٰ حدیدہ

وذلك یوم یؤمر بالنفخ فیرخی جناحہ الآخر وقد ارخی احدھما حین ولد رسول الساعۃ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فالتقم الملک التابع الصور وقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیف انعم وصاحب الصور قد التقمہ واصغی سمعہ وحنا جبھتہ ینتظر متی یؤمر بالنفخ[1] رواہ الترمذی عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ والملک جاث علی رکبتیہ ناظر الی جناح اسرافیل المبسوط بعد فاذا ارخاہ نفخ فبین الاذن وقیام الساعۃ ارخاؤہ الجناح وھو حرکۃ والحرکۃ زمانیۃ فلابد من تقدم العلم ولو لمحۃ[2] فاذا وجب ھذا الملک مقرب فما المحیل ان یعلمہ الحبیب الاعظم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

---

[1] تمامہ فینفخ قالوا کیف نصنع قال قولوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل رواہ الامام احمد و الترمذی وابن حبان والحاکم عن ابی سعید الخدری واحمد والحاکم عن ابن عباس واحمد والطبرانی فی الکبیر عن زید بن ارقم وابو الشیخ فی العظمۃ عن ابی ھریرہ وابونعیم فی الحلیۃ عن جابر والضیاء فی المختارۃ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنھم ۱۲ منہ حفظہ ربہ تعالٰی جل یدہ

[2] ھذا الدلیل المنیر مما استنبطہ بفکری وقت ھذا التحریر ثم رأیت بعد ایام ما قال فی التفسیر الکبیر تحت قولہ تعالٰی علم الغیب فلا یظھر علٰی غیبہ احدا ونصہ بتلخیص ای وقت وقوع القیمۃ من الغیب الذی لا یظھرہ اللہ لاحد فان قیل فاذا حملتم ذلک علی القیمۃ فکیف قال الا من ارتضی من رسول مع انہ لا یظھر ھذا الغیب لاحد من رسلہ قلنا بل یظھرہ

اور ماتھا جھکائے ہوئے ہے انتظار کر رہا ہے کہ کب پھونکنے کا حکم دیا جائے یہ حدیث ترمذی نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی اور وہ فرشتہ اپنے دونوں زانوؤں پر کھڑا ہوا اسرافیل علیہ الصلاۃ والسلام کے اس پر کی طرف نگاہ جمائے ہوئے ہے جو ابھی پھیلا ہوا ہے تو جب وہ اس پر کو گرائیں گے تو یہ صور پھونک دے گا تو صور پھونکنے کی اجازت اور قیام قیامت میں ان کے پر گرانے کا فاصلہ ہے اور یہ ایک جنبش ہے اور جنبش زمانہ میں ہوتی ہے تو ضرور ہے کہ وقوع سے پہلے قیامت کا انھیں علم ہولے گا اگرچہ ایک لمحہ تو جب[1] یہ ایک مقرب فرشتہ کے لئے واجب ہوا تو سب سے بڑھ کر پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کون محال کرنے والا ہے کہ قیامت کو اس کے وقوع سے مثلاً دو ہزار برس پہلے جان لیں اور حضور کو حکم ہوا کہ اوروں کو نہ بتائیں لاجرم معتزلہ نے جو کرامات اولیاء کی نفی پر اس آیت سے استدلال کیا کہ اللہ غیب کا جاننے والا ہے تو وہ اپنے غیب پر مطلع نہیں کرتا کسی کو سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے علامہ نے شرح مقاصد میں اس کے جواب میں فرمایا غیب یہاں عام نہیں بلکہ مطلق ہے یا ایک معین یعنی وقت قیامت اور اس پر اوپر کی آیت قرینہ ہے

---

[1] ہذا الدلیل الخ یہ روشن دلیل اس تحریر کے وقت میری فکر نے استنباط کی تو پھر چند روز کے بعد میں نے دیکھا، تفسیر کبیر میں فرمایا زیر قول الٰہی" عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا "خلاصۂ تصریح یہ ہے یعنی وقت وقوع قیامت اس غیب سے ہے کہ ظاہر نہ کرے گا اللہ اس کو کسی پر۔ اگر کہا جائے کہ جب تم نے اسے قیامت پر محمول کیا تو کیونکر ارشاد فرمایا "الا من ارتضی من رسول" باوجودیکہ ظاہر نہ کیا اس غیب کو کسی پر اپنے رسولوں میں سے ہم کہیں گے بلکہ اسے ظاہر کیا قرب قیامت اور کیوں نہیں کہ بلا شبہ ارشاد فرمایا جس دن کہ آسمان پھٹ جائے گا ابر کے ساتھ اور ملائکہ اتریں گے اترنا اس میں شک نہیں کہ ملائکہ اس وقت جان لیں گے قیامت قائم ہونے کو اھ اقول غالباً میرا استنباط زیادہ محکم ہے پھر ہمیں احتجاج میں قول ان کا" قلنا بل نظہرہ" کافی ہے واللہ تعالیٰ اعلم اھ منہ حفظہ ربہ مدینہ

قبل وقوعه بالفی سنة مثلا ویؤمر ان لایخبر لاجرم قال العلامة فی شرح المقاصد جوابا عن تمسک المعتزلة فی نفی الکرامة بقوله تعالیٰ عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه الاٰیة ما نصه الغیب ههنا لیس علی العموم بل مطلق او معین هو وقوع القیٰمة بقرینة السابق ولا یبعد ان یطلع علیه بعض الرسل من الملئکة او البشر اھ ای فیصح الاستثنا فاذن انما ینتفی عن الاولیاء علم وقت الساعة ویثبت هذا ایضا لمن ارتضی من رسول بدلیل الاستثناء بل قال الامام القسطلانی فی ارشاد الساری شرح صحیح البخاری ولا یعلم متی تقوم الساعة احد الا اللّٰه

عند قرب القیٰمة کیف لا وقد قال تعالیٰ یوم تشقق السماء بالغمام وتنزل الملئکة تنزیلا ۔ ولاشک ان الملائکة یعلمون فی ذلک الوقت قیام الساعة اھ اقول ولعل استنباطی احکم ثم یکفینا فی الاحتجاج قوله قلنا بل یظهره واللّٰه تعالیٰ اعلم اھ منه حفظه ربه مکیه

ثم العجب کل العجب ممن لا یفرق بین العلم بالشیٔ بعد وقوعه والعلم به قبله ولو بزمان قلیل فان الاول علم بالشهادة والثانی من علم الغیب والغیب لا یصیر الشهادة بقرب الوقوع والتجوز بانما قرب من الشیٔ یعطی حکمه لا یغیر الحقائق حتی یجعل الغیب شهادة او المعدوم موجودا وامثال هذه الخطابیات لا تسمع فی باب خصائص الالوهیة ولذا لم یلتفت الیه الامام الرازی کما سمعت فتثبت ولا تصغ الی امثال تلک الاباطیل اھ منه مدنیه

(اس میں قیامت ہی کا ذکر ہے) اور کچھ دور نہیں کہ ملائکہ یا بشر کے بعض رسولوں
کو اس کا علم ہو انتہٰی یعنی تو رسولوں کا استثنا صحیح ہوا تو اس وقت اولیاء
سے صرف علم قیامت کی نفی ہوگی اور اللہ کے پسندیدہ رسولوں کے لئے یہ بھی
ثابت ہوگا کہ ان کا استثنا اس پر دلیل ہے بلکہ امام قسطلانی نے ارشاد الساری
شرح صحیح بخاری میں فرمایا، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب ہوگی
مگر اس کے پسندیدہ رسول کہ اللہ ان کو اپنے جس غیب پر چاہے مطلع فرما دیتا
ہے اور ولی رسول کا تابع ہے اس سے علم حاصل کرتا ہے۔ انتہٰی
بلکہ[1] شاہ عبدالعزیز صاحب کے والد شاہ ولی اللہ نے تفہیمات الٰہیہ میں خود اپنا
حال بیان کیا کہ ان کو بعض واردات میں خاص وہ وقت بتایا گیا، جب
قیامت قائم ہوگی اور آسمان پھٹیں گے پھر جب آپے میں آئے تو پورے طور
پر محفوظ نہ رہا اور بھولا بھولا خواب ہوگیا تو جب الیسوں کے لئے یہ ثابت ہے

پھر اچنبھا اور پورا اچنبھا اس شخص سے کہ جو فرق نہ کرے درمیان علم بالشیٔ بعد وقوع
اور علم بالشیٔ قبل وقوع کے اگرچہ تھوڑے زمانہ کے ساتھ کیونکہ پہلا علم بالشہادت
ہے اور دوسرا علم غیب ہے اور غیب شہادت نہیں ہو جاتا قرب وقوع سے اور حکم بالمجاز
اس طرح کہ جو قرب سے شیٔ سے اسے حکم شے کا دیا جاتا ہے حقائق نہیں بدل دیتا
تا آنکہ غیب کو شہادت کردے یا معدوم کو موجود اس طرح کے خطابیات در بارۂ
خصوص نص و بیت مسموع نہیں اسی واسطے امام رازی نے اس طرف التفات نہ کیا
جیسا کہ تم نے سُنا توجہ رہو اور اس طرح کہ اباطیل پر کان نہ رکھو اھ منہ مدینہ

من ارتضی من رسول فانه یطلعه علی ما یشاء من غیبه والولی تابع له یاخذ عنه اھ بل ذکر الشاہ ولی اللہ الدھلوی والد الشاہ عبد العزیز فی التفھیمات الالھیۃ عن حال نفسہ انه اعلم بتعیین وقت الساعۃ وانشقاق السماء فی بعض وارداته ثم لما افاق لم ینضبط وصار کرؤیا رئیت ونسیت فاذا کان ھذا الامثال ھؤلاء فیا سبحن رب المصطفی من قدر المصطفی وعلم المصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی حاشیۃ الفتح المبین للعلامۃ حسن بن علی المدابغی والفتوحات الوھبیۃ شروح اربعین الامام النووی فی علمه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بوقت الساعۃ الحق کما قال جمع ان اللہ سبحٰنه وتعالی لم یقبض نبینا علیه الصلاۃ والسلام حتی اطلعه علی کل ما ابھمه عنه الا انه امر بکتم بعض

لے قلت قوله بل ذکرہ الشاہ الخ رأیت فی کلام العارف الکبیر والولی الشھیر سیدی عبد السلام الاسمر افاض اللہ علینا فیضه الانور ورضی عنه وعنا به امین التصریح بان اللہ تعالیٰ اطلعه علی قیام الساعۃ قرنا وسنۃ وشھرا وساعۃ ذکرہ فی معرض الامتنان وما ذلک علی اللہ بعزیز ھ کتبه الفقیر حمدان الجزائری مدینه حمدانیه ھذا اٰخر الحواشی التی زین بھا طرۃ کتابی بل بیض بھا غرۃ جوابی علامۃ المغرب حضرۃ مولینا حمدان حمد مساعیه المنان اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین اھ منه حفظه ربه

عہ عبارت فیوض ھکذا اگر گوئی رمیدانی بوجدان کہ افلاک کے فنا خواہند شد گویم آرے میدانم اجمالا ونمی دانم تفصیلا مثل کسیکہ می بیند خواب وفراموش می کند آنرا پس ہرگاہ ببیند تعبیر را یاد میکند چیزے کہ فراموش کردہ ۱۲

تو مصطفٰی کے رب کے لئے پاکی ہے کیا قدر مصطفٰی کی علم مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
اور اربعین امام نووی کی شرح فتوحات الٰہیہ نیز اس کی دوسری شرح فتح المبین
کے حاشیہ میں قیامت کا علم نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ملنے کے بارے میں ہے
حق یہ ہے جیسا ایک جماعت علماء نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی
علیہ وسلم کو دنیا سے نہ لے گیا یہاں تک کہ جو کچھ حضور پر پوشیدہ رہ گیا تھا سب
حضور کو بتا دیا ہاں یہ ہے کہ بعض باتیں چھپانے کا حضور کو حکم دیا اور بعض کے
بتانے کا انتہی اسی طرح خشاری نے رسالہ حضرت سیدی احمد کبیر بدوی کی
شرح میں اسی کو صحیح بتایا **اقول** اور یہ سب ایک ہمارے ارشاد الٰہی

لے قلت تو اہل ذارہ لشاہ الخ جس نے کلام میں بڑے عارف اور مشہور ولی میرے سردار
علیہ ... رحمہ اللہ تعالٰی فائز فرمائے ہم پر ان کا فیض اور اللہ راضی ہو ابو سعید ...
... یوں ہی کہ تصریح اس کی دیکھی کہ اللہ تعالٰی نے مطلع فرمایا حضور کو قیامت کے ہونے
... وقت پر سدی اور سال اور مہینہ اور گھڑی اور ذکر کیا اس کو اللہ تعالٰی نے عرض متن
میں اور یہ اللہ پر کچھ دشوار نہیں ہے لکھا فقیر حمدان جزائری نے مدینہ ...
یہ سب سے پچھلا ان حواشی میں سے ہے جس سے ... کی تب ... کو
بلکہ چکا دیا میرے جبین جواب کی سپیدی کو علامہ ملک مغرب حضرت مولانا ...
محمود ... کی سعیاں بڑے احسان والا الٰہی ایسا ہی کر اور سب خوبیاں اللہ پروردگار
... منہ حفظہ ربہ

والاعلام ببعض ام وكذلك صححه العشماوى فى شرح الصلاة احمدية اقول وكل ذلك لمعة من انوار قوله عز وجل ونزلنا عليك الكتب تبيانا لكل شئ، كما الهمنا الله تعالى لتقديره فاشرق الحق بنور الكتاب ؛ كشمس تجلت عنها السحاب ؛ وبعد ذلك لاحاجة لنا الى سرد جزئيات من الخمس اخبر بها الاولياء العظام ؛ على سيدهم وعليهم الصلاة والسلام ؛ فان ذلك بحر لايدرى قعره فيخرج الكلام عن النظام ؛ ومن لم يشفه القرآن ؛ فانى تزول عنه السقام ؛ نسأل الله العفو والعافيه وعلى الحبيب الصلاة والسلام ؛

القسم الثانى

الحمد لله ظهر الحق وزهر الصواب - وانجلى عن شمس الهدى كل حجاب - ذلك من فضل الله علينا وعلى الناس ولكن اكثر الناس لايشكرون - ومن نظر فى كلام احقر العبيد نظر متدبر مستفيد - والقى السمع وهو شهيد ظهر له الجواب السديد عن كل ما يصول به صائل عنيد - ولكن التصريح اجدى واحرى بالبيان - فلنتكلم على كل سوال بحياله والله المستعان -

کے انوار سے کہ ہم نے تم پر قرآن اتارا ہر چیز کا روشن بیان جیسی کہ اللہ تعالٰے نے اس کی تقریر ہمیں الہام فرمائی تو حق چمک اٹھا قرآن کے نور سے جیسے سورج سے بادل ہٹ جائے اور اس کے بعد ہمیں حاجت نہیں کہ ان پانچوں غیب کے جزئیات کی تفصیل کریں جو اولیائے کرام نے بتائے ہیں، ان کے سردار اور ان پر درود وسلام کہ یہ وہ سمندر ہے جس کا گہراؤ نہ معلوم ہو تو ان کے گنانے میں کلام انتظام سے نکل جائے گا اور جسے قرآن شفا نہ دے اس کی بیماریاں کہاں جائیں ہم اللہ سے عفو و عافیت مانگتے ہیں اور پیارے پر درود وسلام۔

دوسرا حصّہ

الحمدللہ حق ظاہر ہوا اور صواب چمک اٹھا اور آفتاب ہدایت پر کوئی پردہ نہ رہا۔ یہ اللہ کا فضل ہے ہم پر اور لوگوں پر لیکن بہت لوگ شکر نہیں کرتے اور جو اس حقیر ترین بندگان کے کلام میں ایسے شخص کی طرح نظر کرے جو بات میں غور کرے اور فائدہ لینا چاہے یا قلب حاضر کے ساتھ کان لگائے حملہ آور ہٹ دھرم کے ہر سوال کا صحیح جواب اس پر ظاہر ہو جائے گا مگر تصریح زیادہ نافع اور بیان کے زیادہ لائق ہے تو چاہیے کہ ہم ہر سوال پر جدا جدا کلام کریں اور اللہ ہی سے مدد مطلوب ہے۔

پہلا سوال اس عبارت سے جو فاضل ابوالذکا سلامت اللہ سلمہ اللہ کے رسالہ اعلام الاذکیا مطبوعۂ ہند آخر میں واقع ہوئی اور اللہ درود بھیجے ان پر جو اول و آخر ظاہر و باطن ہیں اور وہ ہر شے کے

السوال الاوّل عمّا وقع فی آخر النسخۃ المطبوعۃ بالھند من رسالۃ اعلام الاذکیاء للفاضل ابی الذکاء سلامۃ اللہ سلمہ اللہ بلفظ وصلی اللہ علی من ھو الاوّل والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شیئ علیم

اقول الجواب الاول ھٰذہ رسالۃ ارسلھا الی المصنف حفظہ اللہ تعالٰی للتقریظ وقلت فیما قرظت علیہ وھو

بمرای منکم ما ترجمتہ نعم قول زید حق وصحیح
وزعم بکر مردود وقبیح فاللہ تعالٰی عزت عظمتہ اعطی
حبیبہ سید العالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علوم
جمیع الأولین والأخرین واراہ الشرق والغرب
والعرش والفرش وجعلہ شاھد ملکوت السمٰوات و
الارض وعلمہ ما کان وما یکون من اول یوم الٰی یوم
القیٰمۃ کما فصل دلائلہ تفصیلاً کافیا بقدر الحاجۃ
مولانا الفاضل الکامل المجیب ٭ سلمہ المولی القریب المجیب
وان لم یکن شیئ فالقرآن العظیم شاھد عدلٌ وحکم فصل ٭
قال تعالٰی ونزلنا علیک الکتٰب تبیانا لکل شیئ الٰی آخر
ما قررت وحررت من الدلیل ٭ علی ذاک المدعی الجلیل ٭
فکل من ترعرع عن العامیۃ ولو قلیلا یعرف انی ما التزمت
فی تقریظی ھذا الا ان الدلائل التی ذکرھا الفاضل المجیب
کافیۃ بقدر الحاجۃ فلم یکن اذ ذاک نظری الی کل لفظ
لفظ بل ولا الی تصویر المدعی الذی فیہ فانی صورتہا
بعبارتی علی حدۃ ومن خدم العلم ومجالس العلماء ولہ

جاننے والے ہیں **اقول** جواب اول یہ رسالہ مصنف حفظہ اللہ تعالیٰ نے میرے پاس تقریظ کے لئے بھیجا تھا اور میں نے اس کی تقریظ میں لکھا اور وہ تمہاری آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔ جس کی عبارت یہ ہے :۔

"زید کا قول حق وصحیح اور بکر کا زعم مردود وقبیح ہے بے شک اللہ تعالیٰ عزت عظمتہ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی اولین وآخرین کا علم عطا فرمایا شرق تا غرب عرش تا فرش سب انھیں دکھایا ملکوت السموات والارض کا شاہد بنایا روز اول سے روز آخر تک کا سب ما کان وما یکون انھیں بتایا جیسا کہ مفصل بیان کیے اس کے دلائل کافی تفصیل سے بقدر حاجت مولینا فاضل کامل مجیب نے اسلم الموالی التقریب المجیب) اگر کچھ نہ ہو تو قرآن عظیم شاہد عدل اور حکم فصل ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے :" اتاری ہم نے تم پر کتاب جو ہر چیز کا روشن بیان ہے "

اس دلیل کے آخر تک جو میں نے اس مدعائے جلیل پر تحریر وتقریر کی اور ہر ایک جو عامی پنے سے گھٹنے چل کر آگے نکل گیا ہے پہچانے گا کہ میں نے اپنی اس تقریظ میں صرف اتنی بات کا ذمہ لیا ہے کہ جو دلیلیں فاضل مجیب نے ذکر کیں، بقدر حاجت کفایت کرتی ہیں اور اس میں رسالہ کے لفظ لفظ پر نظر نہیں بلکہ جس طرح دعویٰ کی صورت اس میں مذکور ہوئی وہ بھی ملحوظ نہیں اس لئے کہ میں نے صورت دعویٰ اپنی عبارت میں علیحدہ ذکر کی ہے اور جس نے علم کی خدمت کی یا عقل وتمیز کے ساتھ علماء کی صحبت میں بیٹھا تو وہ تقریظ اور تصحیح کرنے والوں کے الفاظ میں تمیز کر لیتا ہے کہ تقریظ والے اگر یوں کہیں کہ ہم نے یہ رسالہ یا فتویٰ اول سے آخر تک غور وتامل کے ساتھ دیکھا جیسا کہ گنگوہی نے براہین قاطعہ کی تقریظ میں لکھا تو انھوں نے اس رسالہ یا فتویٰ میں جو کچھ ہے اس سب کی صحت کا ذمہ لیا اور اس وقت درست ہے کہ اس میں

لہ اعلام الاذکیا نہ میسر ہونے کے سبب حوالہ عربی کا یہ اردو ترجمہ ہے۔

عقل وتميز فانه يميز بين الفاظ المقرظين والمصححين
فانهم ان قالوا نظرنا تلك الرسالة او الفتيا من اولها
الى آخرها نظر تدبر وامعان كما قال الكنكوهي فى تقريظ
البراهين القاطعة فقد التزموا صحة جميع ما فيها
ويصح حينئذٍ ان ينسب اليهم كل ما تضمنته من المبانى والمعانى
وان قالوا طالعناه من عدة مواضع نوجدنا انه
نافع فانما حسنوا موضوع الكتاب اما طرق البيان
وسوق البرهان ❊ واللفظ والبيان ❊ فمسكوت عنه
لا انكار ولا اذعان ❊ ومثله قول مصحح الفتوى الحكم
صحيح بل ربما يؤمى بطرف خفى الى شئ غير مرضى فى
الدليل او الالفاظ حيث خص حكم الصحة بالحكم فان زاد
لفظ النفس كان اشد اشعارا بوجود النقص وان اعادوا
الدعوى بالفاظهم وقالوا فصل المجيب دلائله فمدلول
كلامهم تسليم الدلائل ويمكن ان احبوا فى
نفس الدعوى تبديل لفظ او زيادة كلمة او نقص
حرف حتى ذكروها بعبارات انفسهم ويمكن ان
اعادوها لزيادة ايضاح وتاكيد وافصاح فلا يحكم عليهم
فى دعوى الأصل بقبول ولا اعتراض واذا كان هذا
فى نفس الدعوى فما ظنك بالالفاظ الخارجة الزائدة
التى لا تعلق لها بدليل ولا دعوى هذا ما تقتضيه
الصناعة العلمية وظهر لك منها انى لم القِ بالى
حين التقريظ الى الأمور الزوائد ولا يحضرني الآن ما كان

جو کچھ معانی اور عبارات ہیں وہ سب ان تقریظ کرنے والوں کی طرف منسوب کیے جائیں اور اگر یوں کہیں کہ ہم نے اسے جا بجا سے دیکھا اور نافع پایا تو صرف اس کی تحسین کی جس مادہ میں کتاب لکھی گئی، رہے بیان کے طریقے اور دلیل کی روانی اور الفاظ و عبارت ان کے حال سے سکوت ہے نہ انکار ہے نہ اقرار اور اسی طرح فتویٰ کی تصحیح میں مصحح کا کہنا کہ حکم صحیح ہے بلکہ کبھی ایک پوشیدہ نظر سے اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ دلیل یا الفاظ میں کچھ ناپسند ہیں جب تو صرف حکم کو صحیح بتایا اور اگر لفظ نفس زیادہ کردیا (کہ لفظ نفس صحیح ہے) تو یہ نقص پر زیادہ دلیل ہوگا۔ اور اگر مصححین اپنے لفظوں میں دعوی کا اعادہ کریں اور کہیں کہ مجیب نے اس کے دلائل کی تفصیل کی تو ان کے کلام سے دلائل ہی کی تسلیم سمجھی جائے گی اور ممکن ہے کہ انھوں نے نفس دعویٰ میں کسی لفظ کا بدلنا یا بڑھانا یا کسی حرف کا گھٹانا ناپسند کیا۔ اسی وجہ سے اسے اپنی عبارت میں ذکر کیا اور یہ بھی ممکن ہے کہ انھوں نے دعوی کا اعادہ زیادت توضیح و تاکید و تصریح کے لئے کیا ہو تو مصححین پر کچھ حکم نہ لگایا جائے گا کہ انھوں نے اصل کا دعویٰ برقرار رکھا یا اس پر کچھ اعتراض کیا۔

اور جب نفس دعوی میں یہ بات ہے تو تیرا ان خارج و زائد لفظوں پر کیا گمان ہے۔ جنھیں دلیل سے نہ تعلق ہے نہ دعوی سے یہ وہ ہے جو عالمانہ طریقہ کا مقتضی ہے اور اس تقریر سے تجھے ظاہر ہوگیا کہ میں نے تقریظ لکھتے وقت زائد باتوں کی طرف خاص توجہ نہ کی اور اس ذلت

فی اصل مسودۃ اذ ذاک ولکن رایت فی ترجمتہ بالعربیۃ
للمؤلف بالخط المعروف لدینا فی کل ما یأتینا من رسائلہ
ومسائلہ للتصدیق والتحقیق ما نصہ وصلے من ھو
الاول والاٰخر والظاھر والباطن وھو بکل شیٔ علیم
علے مظھر ھوالاول والاٰخر والظاھر والباطن وھو
بکل شیٔ علیم وھٰذا الامتار فیہ لوھم الواھم
ولاغروان تبدلت علے کاتب المطبع لفظۃ مظھر بلفظۃ
من ھو فانہ ھوالذی کتب فی تقریظی مکان محمد لفظۃ
مجمعون انظر اخر ص۲۹ المطبوع خطأ ص۲۶ فان کان
الامر ھکذا فبھا ونعمت وان فرضنا ان اصل العبارۃ
مثل المطبوع فانا اعرف المجیب انہ فاضل سنی سدید الاعتقاد
شدید النکایۃ علی اھل البدع والعناد۔ وفریضۃ عین
علی کل مسلم ان یحمل کلام اخیہ علی احسن مایقدر
علیہ من محمل وتوجیہ ولاجرم ذلک الامن حرم سلامۃ
القلب کمانص علیہ الائمۃ الاخیار **فالجواب**
الثانی مالکم تقرؤن لفظ مَنْ بسکون النون جاعلین
لہ اسم الموصول لم لاتقرؤنہ مَنّ بتشدید ھامکسوًا
مضا فا الی الجملۃ اے صلی اللہ تعالی علی مَنّۃ ھٰذہ الاٰیۃ
وھو محمد صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کما قال تعالے
الذین بدلوا نعمۃ اللہ قال ابن عباس رضی اللہ تعالے
عنھما نعمۃ اللہ محمد صلے اللہ تعالی علیہ وسلم
فھو صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نعمۃ اللہ ومنۃ

مجھے یاد نہیں آتا کہ جب ان کے اصل مسودہ میں کیا لفظ تھا، مگر اس رسالہ کا جو عربی ترجمہ مؤلف نے کیا اور وہ اسی معروف خط کا لکھا ہوا ہے جس میں ان کے رسائل ومسائل جو ہمارے پاس تصدیق و تحقیق کے لئے آتے ہیں لکھے ہوتے ہیں اس میں لفظ یوں ہے کہ درود بھیجے وہ جو اول وآخر وظاہر وباطن اور ہر چیز کا دانا ہے ان پر جو اس آیت کے مظہر ہیں، وہی اول وآخر ظاہر وباطن اور وہی ہر چیز کا دانا ہے۔ اس میں کسی وہم والے کے وہم کی گنجائش نہیں اور کچھ تعجب نہیں ہے کہ مطبع کے کاتب سے مظہر کا لفظ من ہو سے بدل گیا ہو کہ اسی کاتب نے میری تقریظ میں محمد کی جگہ مجمون لکھا دیکھو ص۲۹ کا آخر جو غلطی سے ص۲۶ چھپا تو اگر بات ایسی ہی ہے جب تو بہتر بہت خوب اور اگر ہم فرض کرلیں کہ اصل عبارت اسی طرح ہے جیسی چھپی تو میں مجیب کو پہچانتا ہوں کہ وہ عالم سنی صحیح العقیدہ ہیں اور بدمذہبوں معاندوں کو بہت زخم رساں ہیں اور ہر مسلمان پر فرض عین ہے کہ اپنے بھائی کا کلام تاحد قدرت بہتر سے بہتر معنی و توجیہ پر حمل کرے اس سے محروم نہ ہوگا مگر وہ جو سلامتِ قلب سے محروم رہا جیساکہ ائمہ اخیار نے اس پر نص فرمایا پس **جواب دوم** یہ ہے کہ تمھیں کیا ہوا کہ لفظ من کو بسکون نون اسم موصول بناکر پڑھتے ہو اسے مَنِّ بہ تشدید وکسر نون آیت کریمہ کی طرف مضاف کرکے کیوں نہیں پڑھتے یعنی اللہ تعالیٰ ان پر درود بھیجے جو اس آیہ کریمہ کی نعمت ہیں اور وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جیساکہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو فرمایا کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بدل دیا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت کی

القرآن وخص هذه الآية بالذكر لمناسبة المقام
فانه صلی الله تعالی علیه وسلم اوّل العٰلمین
خلق نشهد کل الخلائق لوجوده اول منها جمیعا و
آخر المرسلین بعثا فجمع جمیع ما انزلت الیهم من
العلوم وظاهر بایاته منها باخباره بالغیوب و باطن
بحقیقته التی هی المظهر الأتم للذات العلیة والصفات
الأزلیة فهو صلی الله تعالی علیه وسلم عالم باعلام ربه
تبارك وتعالی جمیع ما کان وما یکون من اول یوم الی
آخر الایام فامتن الله تعالی علیه بتجلی هٰذه الاسماء
الخمسة وامتن علینا بارساله فهو منة تلك
الآیة الکبری **الجواب الثالث** لاشك انه
صلی الله علیه وسلم سمی بکثیر من اسماء الله الحسنیٰ
عد منها سیدنا الوالد قدس سره الماجد فی کتاب
المستطاب سرور القلوب فی ذکر المحبوب سبعة
وستین اسماء وزاد الفقیر علیه جملة صالحة فی
کتابی العروس الاسماء الحسنا فیما للنبینا من الاسماء
الحسنی وذکر مخارجها وماخذها ومعلوم ان الاوّل و
الاخر والظاهر والباطن ایضا من الاسماء التی اعطاها
ربنا تبارك وتعالی نبینا صلے الله تعالی علیه وسلم
انظر المواهب وشرحه للزرقانی وفیها جمیعا حدیث
نفیس عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما فیه ارسالہ تعالی

له قال العلامة القاری فی شرح الشفاء تدوری التلمسانی

تفسیر میں) فرمایا کہ نعمت الٰہی سے مراد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں
تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کی نعمت قرآن کی منت ہیں
اور خاص اس آیت کا ذکر مناسبت مقام کی سبب کیا اس لئے کہ نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آفرینش میں تمام جہاں سے اوّل ہیں تو تمام
مخلوقات الٰہی کو حضور نے دیکھا کہ حضور ان سب سے پہلے موجود
ہوئے اور تمام پیغمبروں سے بعثت میں آخر ہیں تو تمام انبیاء پر جتنے
علم اترے وہ سب حضور نے جمع فرمالئے اور حضور اپنے معجزوں سے
ظاہر ہیں، ان میں سے حضور کا غیب کی خبریں دینا ہے اور حضور اپنی ذات
سے باطن ہیں کہ وہ اللہ عزوجل کی ذات اور اس کی قدیم صفات کی مظہر
تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز اول سے روز آخر تک جو کچھ
ہوا اور ہوگا اپنے رب کے بتانے سے اس سب کو جانتے ہیں تو اللہ تعالیٰ عزوجل
نے حضور پر ان پانچوں ناموں کی تجلی سے منت فرمائی اور ہم پر حضور کے بھیجنے
سے احسان فرمایا تو حضور اس آیۂ عظمیٰ کی منت ہوئے **جواب سوم** کوئی شک
نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بہت سے اسمائے حسنیٰ کے
ساتھ موسوم ہوئے ان میں سے ہمارے سردار حضرت والد قدس سرہ الماجد نے
اپنی کتاب مستطاب سرور القلوب فی ذکر المحبوب میں ستر سٹھ ۶۷ نام شمار فرمائے اور
فقیر نے اپنی کتاب النعوس الاسماء الحسنیٰ من الاسماء الحسنیٰ میں ایک معقول تعداد ان پر
زائد کی اور جن محدثوں نے انھیں روایت کیا اور جہاں جہاں سے وہ نام لئے
گئے ان سب کا ذکر کیا اور معلوم کہ اول و آخر ظاہر و باطن بھی انھیں ناموں میں
سے ہیں۔ جو ہمارے رب تبارک و تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کو عطا فرمائے، مواہب اور اس کی شرح علامہ زرقانی کی دیکھو اور مجموعہ ان

جبریل علیہ الصلاۃ والسلام الیہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وتسمیتہ بتلک الأسماء الاربعۃ وبیان وجہ کل ذالک فاجعلوا من موصولۃ وتمت صلتہا الی قولہ والباطن اما قولہ وھو بکل شئ علیم فانا نسأ لکم ھل تصح اضافۃ ھذہ الجملۃ الی النبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ام لا ولیس یصلح لہا فان کان الاول فما ذا النفور وان کان الآخر فلم تجعلون الضمیر فیہ الیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم لا تجعلونہ للہ عزوجل وقد تقدم ذکرہ تعالیٰ فیہ فیکون المعنی صلی للہ تعالیٰ علی من ھو الأول والآخر

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتانی جبریل فسلم علیّ فقال السلام علیک یااول السلام علیک یا آخر السلام علیک یاظاھر السلام علیک یا باطن فانکرت ذلک علیہ وقلت انما ھذہ صفۃ الخالق فقال یا محمد ان اللہ تعالیٰ امرنی ان اسلم بہا علیک لانہ قد فضلک بھذہ الصفۃ وخصک بہا جمیع النبیین والمرسلین فشق لک اسما من اسمہ ووصفا من وصفہ وسماک بالاول لانک اول الانبیاء خلقا وسماک بالاخر لانک آخر الانبیاء فی العصر وخاتم الانبیاء الی آخر الامم وسماک بالباطن لانہ تعالیٰ کتب اسمک مع اسمہ بالنور الاحمر فی ساق العرش قبل ان یخلق اباک آدم بالفی عام الی ما لا غایۃ لہ ولا نہایۃ فامرنی بالصلاۃ علیک فصلیت علیک الف عام بعد الف عام حتی بعثک اللہ بشیرًا ونذیرًا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا وسماک بالظاھر لانہ اظھرک فی عصرک ھذا علی الدین کلہ

چاروں ناموں میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک نفیس[1] حدیث ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور انھوں نے آکر حضور کے یہ چاروں نام لئے اور ہر ایک کی وجہ بیان کی تو من کو موصولہ ہی ٹھہراؤ اور اس کا صلہ والباطن تک تمام ہو گیا۔ رہا یہ قول کہ وہ ہر چیز کا دانا ہے ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ اس جملہ کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ اور حضور کے لئے نہیں ہو سکتا اگر پہلی شق لیتے ہو تو یہ بدکنا کیسا اور اگر دوسری شق مانتے ہو

---

[1] قول العلامۃ القاری الخ علامہ قاری نے شرح شفا میں فرمایا کہ تلمسانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جبریل اترے مجھ پر سلام کیا تو اپنے سلام میں کہا سلام تم پر اے اول۔ سلام تم پر اے آخر۔ سلام تم پر اے ظاہر۔ سلام تم پر اے باطن تو

میں نے اس کا انکار کیا اور کہا کہ یہ صفت یقیناً خدا ہی کی ہے تو انھوں نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بلاشبہہ مجھے حکم فرمایا کہ میں تم پر ان صفات کے ساتھ سلام کروں کہ اس نے تمھیں ان صفتوں سے فضل عطا فرمایا اور تمام انبیا و مرسلین سے ان صفات کے ساتھ تمھیں خاص کیا اور تمھارے لئے اپنے نام سے نام اپنے صفات سے صفت نکالی اور تمھارا اول نام رکھا، کیونکہ تم اول الانبیا ہو پیدائش کے اعتبار سے اور آخر نام کیونکہ تم زمانہ میں انبیاء سے پیچھے اور پچھلی امت کے پچھلے نبی ہو اور تمھارا نام باطن رکھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے نام کو اپنے نام کے ساتھ سرخ نور سے ساق عرش پر لکھا قبل اس کے کہ تمھارے باپ آدم کو پیدا کرے دو ہزار برس پہلے تا بے نہایت بغایت مجھے تم پر درود کا حکم دیا۔ تو میں نے تم پر درود بھیجا۔ ہزار برس بعد ہزار برس کے یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے تمھیں مبعوث کیا خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکتا چراغ اور تمھارا نام ظاہر رکھا کیونکہ تمھیں غالب فرمایا تمھارے اس زمانہ میں ہر دین پر اور تمھاری

والظاہر والباطن وھو سبحٰنہ وتعالیٰ بکل شی علیم ختمہ بہا
کما ختم اللہ تعالیٰ عزوجل ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین
بقولہ وکان اللہ بکل شی علیما **فان** زعمتم ان فیہ
تفکیک الضمائر **قلت** کلا بل عدم صلوح الجملۃ لہ صلی اللہ تعالیٰ

وعرف شرعلک و فضلک اھل السمٰوات والارض فما
منھم من احد الا وقد صلی علیک صلی اللہ تعالیٰ علیک فربک
محمود وانت محمد وربک الأول والاخر والظاھر و
الباطن فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الحمد
للہ الذی فضلنی علی جمیع النبیین حتی فی اسمی وصفتی وفی
درۃ الغواص وفی الجواھر والدرر کلتا ھما لسیدی عبد الوھاب
الشعرانی عن شیخہ سیدی علی الخواص قدس سرھما فی
شانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سر جامع ومظھر لامع فھو الاول
والاٰخر والظاھر والباطن الخ اھ منہ غفرلہ **مدینہ**

علیہ وسلم کما زعمتم اجلی مرتبۃ علی ان الضمیر لیس لہ۔
الاتسمعون قول اللہ تبارک وتعالیٰ انا ارسلنک شاھدا
ومبشرا ونذیرا لتومنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ
بکرۃ واصیلا فضمائر تعزروہ وتوقروہ لرسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضمیر تسبحوہ للہ سبحانہ وتعالیٰ
ولذا وقف القراء علی توقروہ ولم یلزم الانتشار لانہ سبحٰن
الذی لا ینبغی التسبیح الا لہ لعدم صلوحہ لہ صلی اللہ تعالیٰ

(دہ) کی ضمیر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کیوں ٹھہراتے ہو اللہ عزوجل کے لئے کیوں نہیں قرار دیتے کہ اسی کلام میں اللہ عزوجل کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔
تو معنی یہ ہوئے کہ اللہ درود بھیجے ان پر جو اول و آخر و ظاہر و باطن ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر شے کا دانا ہے اس جملہ پر اسے ختم کیا جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد کو کہ ولیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اپنے اس قول سے ختم فرمایا کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے اب اگر تم یہ کہو کہ اس میں انتشار ضمائر ہوگا میں کہوں گا ہرگز نہیں بلکہ یہ بات کہ پچھلا جملہ حضور کے لائق نہیں جیسا تم گمان کرتے ہو روشن تر قرینہ ہے کہ یہ ضمیر حضور کے لئے نہیں کیا اللہ عزوجل کا یہ ارشاد نہیں سنتے کہ بے شک ہم نے تمھیں بھیجا، حاضر و ناظر اور خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور تعظیم کرو رسول کی اور توقیر کرو رسول کی اور تسبیح کرو اللہ کی صبح و شام تو تعزروہ اور توقروہ کی ضمیریں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہیں اور تسبحوہ کی ضمیر اللہ سبحانہ و

شریعت کی تعریف کی اور اہل سموات والارض پر تمھیں تفضیل دی تو ان میں سے کوئی نہیں مگر یہ کہ وہ تم پر درود پڑھتا ہے اللہ آپ پر درود بھیجے کہ آپ کا رب محمود ہے اور آپ محمد اور آپ کا رب اول و آخر و ظاہر و باطن ہے اور آپ اول و آخر و ظاہر و باطن ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس اللہ کے لئے حمد ہے جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی حتی کہ میرے اسم و صفت میں۔
اور درۃ الغواص میں اور جواہر و درر میں کہ یہ دونوں سیدی عبدالوہاب شعرانی کی ہیں اپنے شیخ سیدی علی خواص قدس سرھما سے شان نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم میں ہے راز ان کا جامع اور مظہر ان کا لامع ہے نور ہی اول و آخر و ظاہر و باطن ہیں اھ منہ غفرلہ مدینہ

علیہ وسلم کان اظہر قرینۃ علی ان ھذا الضمیر للہ تعالیٰ نما

لکم کیف تحکمون **الجواب الرابع** ھب ان المصنف راجع

فی نیتہ الضمائر کلہا للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مع انہ لیس لکم الحکم علی قلب احد فانبؤنا کیف یقضی بہ

علی خروجہ عن التوحید او عن دائرۃ السنۃ والجماعۃ

فان کونہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیما مما لا ینکرہ مسلم

بل ولا کافر سیر اخبارہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اما کل شیٔ

فاقول لہ موارد شتی ❊ والکل فی القراٰن اتی ❊ قال تعالیٰ

وکان اللہ بکل شیٔ علیما ھذا یشمل جمیع المعلومات والمفہومات

من الواجب والممکنات والمحالات وھو العلم المخصوص من قولہم

ما من عام الا وقد خص منہ البعض ❊ وقال تعالیٰ ان اللہ

علی کل شیٔ قدیر فھذا یشمل الممکنات الموجودات والمعدومات

ولا سبیل لہ الی الواجبات والمحالات کما حققتہ فی سبحٰن السبوح

عن عیب کذب مقبوح اذ لو قدر علی الواجب لم یبق الٰہا

کما تقدم او علی المحال فمن المحال فناؤہ فیقدر علیہ فیکون

فناؤہ ممکنا فلم یکن وجودہ واجبا فلم یکن الٰہا وقال تعالیٰ

انہ بکل شیٔ بصیر فھذا یشمل الموجودات جمیعا من الذات

والصفات والممکنات دون المحالات والمعدومات لان المعدوم

لا یصلح للرؤیۃ کما نص علیہ علماؤنا فی اصول الدین منہم

سیدی عبد الغنی النابلسی قدس سرہ فی المطالب الوفیہ

قلت الا تری ان من یری ما لا وجود لہ فی نفس الامر کالدائرۃ

(حاشیہ: فائدہ ان لفظۃ کل تختلف معانیہ باختلاف المحل)

تعالیٰ کے لیے ہے اسی واسطے قاریوں نے توقروہ پر وقف کیا اور انتشار ضمائر
لازم نہ آیا۔ اس لیئے کہ پاکی ہے اسے کہ تسبیح سوا اس کے دوسرے کو لائق نہیں
تو اس کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے نہ ہو سکنا روشن تر قرینہ ہوا کہ
ضمیر اللہ تعالیٰ کے لیے ہے کیا ہوا حکم لگاتے ہو۔ جواب چہارم ہم
نے مانا کہ مصنف نے اپنی نیت میں کل ضمیریں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
پھیریں حالانکہ تم کو کسی کے دل پر حکم لگانے کا اختیار نہیں تو اب ہمیں بتاؤ
کیونکر اس کے سبب مصنف پر اسلام یا دائرہ اہل سنت سے نکلنے کا حکم دیا
جائے گا۔ اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علیم ہونے سے
کسی مسلمان بلکہ کسی ایسے کافر کو بھی انکار نہیں ہو سکتا جس نے حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے احوال سے واقفیت حاصل کی اب رہا کل کا لفظ **اقول** اس
کے متعدد مواقع ہیں اور وہ سب قرآن عظیم میں آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
اللہ کل شیٔ کا عالم ہے اور یہ واجب ممکن و محال غرض جملہ مفہومات کو شامل ہے
اور یہ وہ عام ہے جو خاص کیا گیا اصولیوں کے اس قول سے کہ کوئی عام ایسا نہیں
جس میں کچھ نہ کچھ کوئی تخصیص نہ کی گئی ہو اور فرماتا ہے بے شک اللہ کل شیٔ پر قادر
ہے یہ ممکنات کو شامل ہے موجود ہوں خواہ معدوم واجب اور محال کی طرف
اس کو کوئی راہ نہیں جیسا کہ سبحن السبوح عن عیب کذب[۱۳۰] مقبوح میں ہم نے
اس کی تحقیق بیان کی اس لیے کہ اگر واجب پر قادر ہو تو خدا نہ رہے گا جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر
محال پر قادر ہو تو منجملہ محال اس کا فنا ہونا بھی ہے تو اس پر بھی قادر ہو گا تو اس کی فنا
ممکن ہو گی تو اس کا وجود واجب نہ ہو گا تو خدا نہ رہے گا اور فرماتا ہے بے شک اللہ
کل شیٔ کو دیکھ رہا ہے تو یہ جملہ موجودات کو شامل ہے۔ جن میں ذات و صفات الٰہی
اور ممکنات داخل ہیں نہ محالات و معدومات اس لیے کہ معدوم دکھائی دینے کے

فی الشعله الجوّالة والخط فی القطرة النازلة ودوران الدار بدوران الراس فانه یقال له اخطأ فی النظر ؛ وتعد تلك المرئیات من اغلاط البصر ؛ والله منزه عن الخطاء والغلط وقال تعالیٰ خالق کل شیٔ فهذا انما یشتمل الممکن الموجود فی شیٔ من الازمنة لا الواجب ولا المحال ولا الممکن الذی لم یوجد ولا یوجد الی ابد الابد ؛ وقال تعالیٰ کل شیٔ احصینٰه فی امام مبین فهذا لا یشمل الا ما وجد ویوجد من الحوادث من اول یوم الی اخر الایام لا غیر المتناهی لاستحالة ان یحیط به المتناهی کما تقدم فانظران اللفظة فی المواضع الخمسة واحدة والمراد بها فی کل مقام العموم لکن انما شملت کل کلمة فی دائرتها الا ما هو خارج عنها غیر صالح لها وهٰذا لا یرتاب فیه عاقل فضلا عن فاضل ؛ وقد اثبتنا عرش التحقیق ان القران العظیم ؛ وصحاح احادیث الرسول الکریم علیه وعلی آله افضل الصلاة والتسلیم ؛ ناطقة بحصول العلم ما کان وما یکون من اول یوم الی الیوم الاخر اعنی ما کتب فی اللوح المحفوظ لنبینا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ونص العلماء منهم العلائی فی الدر المختار انه یجوز اطلاق الاسماء المشترکة کعلی ورشید علی الخلق ویراد فیهم غیر ما یراد فی الله تعالیٰ ۔ فاذن قوله وهو بکل شیٔ علیم اذا اضیف الی الله تعالیٰ علیه یراد به المعنی الاول اذا اضیف الی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یراد به المعنی الخامس فلا محذور ولا محظور

الجواب الخامس سیدنا الشیخ المحقق

[margin notes, illegible]

قابل ہی نہیں جیسے کہ کتب عقائد میں ہمارے علماء نے اس کی تصریح کی ازانجملہ سیدی عبدالغنی نابلسی نے مطالب وفیہ میں **اقول** کیا نہیں دیکھتا جسے ایسی چیز نظر آئے جو واقع میں موجود نہیں جیسے شعلہ جوالہ میں دائرہ اور مینہ کی اترتی بوند سے خط اور سر کے گھومنے سے گھر کا گھومنا، اسے یہ کہا جائے گا کہ اس کی نظر نے خطا کی اور یہ جو چیزیں دکھائی دیں نگاہ کی غلطی سمجھی جائے گی اور اللہ تعالیٰ خطا اور غلط سے پاک ہے اور فرماتا ہے اللہ کل شے کا خالق ہے تو یہ صرف اس ممکن کو شامل ہوگا جس کے لیے کسی زمانہ میں وجود ہو نہ واجب و محال کو اور نہ اس ممکن کو جو کہ نہ کبھی ہوا اور نہ ابد الآباد تک کبھی ہو اور فرماتا ہے ہر چیز ہم نے شمار کر دی ہے ایک روشن پیشوا میں تو یہ صرف انھیں حادث چیزوں کو شامل ہے جو روز ازل سے روز آخر تک ہوئیں اور ہوں گی نہ غیر متناہی کو کہ متناہی کا اسے گھیرنا محال ہے جیسا کہ گذرا تو اب دیکھیے کہ پانچوں جگہ لفظ تو ایک ہی ہے اور ہر جگہ اس سے عموم ہی مراد ہے۔ مگر ہر بات نے اتنی ہی چیزوں کا احاطہ کیا جو اس کے دائرہ میں ہیں نہ اسے جو اس سے باہر ہے اور اس کی قابلیت نہیں رکھتا اور اس میں کسی عاقل کو شک نہ ہوگا چہ جائے فاضل اور بے شک ہم عرش تحقیق ثابت کر آئے کہ قرآن عظیم اور صحاح احادیث نبی کریم علیہ وعلی آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم ناطق ہیں کہ روز اول سے روز آخر تک کے جمیع ما کان وما یکون یعنی جملہ مکتوبات لوح محفوظ کا علم ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے اور علماء نے تصریح فرمائی ازاں جملہ مدقق علاء الدین نے درمختار میں کہ جو نام خالق و مخلوق میں مشترک ہیں مخلوق پر ان کا بولنا جائز ہے اور مخلوق کے لیے ان کے معنی اور لیے جائیں گے ان کے غیر جو اللہ کے واسطے مراد ہوں تو یہ قول کہ وہ کل شی کا عالم ہے جب اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کیا جائے تو اس سے پہلے

عبدالحق المحدث البخاری الدہلوی ؛ قدس سرہ المعنوی من اجلۃ العلماء واکابر الاولیاء ملأ ذکرہ الأسماع والبقاع وطاب بطیب نشرہ البلاد والقاع ؛ ولابد ان ساداتنا علماء مکۃ ایضا عالمون بجلالۃ شانہ ؛ ورفعۃ مکانہ لہ قدس سرہ مصنفات جلیلۃ الوقع ؛ جزیلۃ النفع ؛ فی الدین والشرع ؛ منہا لمعات التنقیح شرح مشکاۃ المصابیح واشعۃ اللمعات فی اربع مجلدات وجذب القلوب و شرح سفر السعادۃ فی جلدین وفتح المنان فی تائید مذہب النعمان وشرح فتوح الغیب ومدارج النبوۃ فی سیرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی مجلدین لطیفین واخبار الاخیار وآداب الصالحین ومقدمۃ فی اصول الحدیث الی غیر ذلک مضت علی وفاتہ قدس سرہ ثلثمائۃ سنۃ مزارہ بدہلی یزار ویتبرک بہ فہذا الامام الجلیل القدر الجلی الفخر ؛ قد بدء خطبۃ کتابہ مدارج النبوۃ ؛ بتلک[لہ] الآیۃ المتلوۃ ؛ وقال تلک الکلمات کما انہا مشتملۃ علی حمد اللہ تعالیٰ

[لہ] وازیدک اخرالذ داحلی قال سیدنا الشیخ الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی الباب العاشر من الفتوحات المکیہ ج ۱ ص ۱۲۷ اول نائب کان لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وخلیفۃ آدم علیہ الصلاۃ والسلام ثم ولد واتصل النسل وعین فی کل زمان خلفاء الی ان وصل زمان نشأۃ الجسم الطاہر المحمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نظہر مثل الشمس الباہرۃ فاندرج کل نور فی نورہ الساطع وغاب کل حکم فی حکمہ وانقادت جمیع الشرائع

معنی مراد ہوں گے اور جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کیا جائے تو اس سے پانچویں معنی لئے جائیں گے تو نہ کوئی قباحت نہ کوئی ممانعت **جواب پنجم** ہمارے سردار شیخ محقق عبدالحق محدث بخاری دہلوی قدس سرہ المعنوی جو اجلہ علما اور اکابر اولیا سے ہیں ان کی شہرت سے کان اور مکان بھرے ہوئے ہیں اور ان کی خوشبو کی مہک سے شہر اور میدان مہک اٹھے اور ضرور ہے کہ ہمارے سردار علما رمکہ بھی ان کی جلالت شان اور رفعت مکان سے آگاہ ہیں شیخ قدس سرہ کے لئے تصنیفیں ہیں جن کی ونعمت عظیم اور دین وشرع میں نفع کثیر ان میں سے لمعات[۱] التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح اور اشعۃ[۲] اللمعات چار جلدوں میں اور جذب[۳] القلوب اور شرح سفر[۴] السعادۃ دو جلدوں میں اور فتح[۵] المنان فی تائید مذہب النعمان اور شرح[۶] فتوح الغیب در احوال نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مدارج[۷] النبوۃ دو جلد لطیف میں اور اخبار[۸] الاخیار اور آداب[۹] الصالحین اور ایک مختصر[۱۰] متن اصول حدیث میں اور ان کے سوا شیخ قدس سرہ کی وفات کو تین سو برس گذرے ان کا مزار دہلی میں ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے اور اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے تو ان امام جلیل القدر جلی الفخر نے اپنی کتاب مدارج النبوۃ کا خطبہ اسی آیت سے شروع کیا اور فرمایا جس طرح یہ کلمات حمد وثنا الٰہی پر مشتمل ہیں

---

[۱] وازیدک اخریٰ الخ اور تمھارے لئے دوسری زیادہ کروں جو لذیذ اور شیریں تر ہے۔ فرمایا شیخ سیدنا اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دسویں باب فتوحات مکیہ جلد ایک ص۱۴۱ میں پہلا نائب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اور ان کا خلیفہ آدم علیہ الصلاۃ والسلام ہیں۔ پھر پیدائش ہوئی اور نسل کا اتصال ہوتا رہا۔

وثنا ئہ حمد بہا نفسہ فی کتابہ کذلک تتضمن نعت رسول

اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ و سلم و سماہ وصفہ بہا ربہ تبارک و

تعالٰی وکم من اسماء اللہ الحسنٰی فی الوحی المتلو وغیر المتلو سمّی اللہ

بہا حبیبہ صلے اللہ تعالٰی علیہ و سلم کالنور والحق والحلیم و المومن

و المھیمن والوالی و الھدی و الرؤف والرحیم وغیر ذلک و

ھذہ الاسماء الاربعۃ الاول والاخر والظاھر والباطن ایضًا

ثم اخذ بذکر وجہ تسمیتہ منہا ثم قال وھو بکل شیٔ

علیم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علیم بجمیع

الاشیاء من شیونات الذات الالٰھیۃ واحکام صفات

الحق والاسماء و الافعال والاثار واحاط بجمیع علوم

الظاھر والباطن والاول والاخر وصار مصداق فوق کل

ذی علم علیم علیہ من الصلوات افضلہا ومن التحیات

انتہاھ مترجما فان کان ھذا جرما فی الشرع فہذا الامام

الجلیل اشد جرما من المجیب ولہ اسلف فیہ فاحکموا علیہ

وانبئونی ھل ھو قدس سرہ اجاز بہ کافر عندکم او ضال مضل

الیہ ظہور سیادتہ التی کانت باطنۃ فہو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل

شیٔ علیم فانہ قال اوتیت بجوامع الکلم وقال عن ربہ ضرب بیدہ بین

کتفی فوجدت بردا نا ملہ بین ثدیی فعلمت علم الاولین والاخرین فحصل لہ

التخلق والنسب الالٰہی من قولہ تعالٰی عن نفسہ ھو الاول والاخر والظاھر والباطن

وھو بکل شیٔ علیم وجاءت ھذہ الاٰیۃ فی سورۃ الحدید الذی فیہ باس شدید

ومنافع للناس فلذلک بعث بالسیف وارسل رحمۃ للعالمین اھ منہ

حفظہ ربہ۔ مدنیہ

کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں ان سے اپنی حمد فرمائی۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت کو متضمن ہیں ان کے رب نے ان کے یہ نام رکھے اور ان اوصاف سے ان کا یہ وصف کیا اور قرآن مجید اور حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کے کتنے ہی اسمار حسنیٰ ہیں کہ اس نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان سے مسمی کیا جیسے نور اور حق اور حلیم اور حکیم اور مومن اور مہیمن اور ولی اور ہادی اور رؤف اور رحیم اور ان کے سوا اور یہ چاروں نام اوّل و آخر و ظاہر و باطن بھی انھیں میں سے ہیں۔ پھر ان میں سے ہر نام کی وجہ بیان کرنی شروع کی۔ پھر فرمایا وہ ہر شے کے عالم ہیں۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ذات الٰہی کے شانوں اور صفات حق کے احکام اور اسماء و افعال اور آثار غرض جمیع اشیاء کا علم ہے اور حضور نے جمیع علوم اول و آخر و ظاہر و باطن کو احاطہ فرمایا۔ اور اس آیت کے مصداق ہوئے کہ ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے۔ ان پر سب سے افضل درود اور سب سے اتم و اکمل سلام

اور ہر زمانہ میں خلفا متعین ہوتے رہے تا آنکہ زمانۂ پیدائش جسم طاہر محمدی پہنچا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ چمکتے آفتاب کی طرح ظاہر ہوئے کہ مندرج ہوا ہر نور ان کے چمکتے نور میں اور پوشیدہ ہو گیا ہر حکم ان کے حکم میں اور کھنچ آئیں سب شریعتیں ان کی جانب اور ان کی سرداری کہ پوشیدہ ہوئی تھی ظاہر ہو گئی تو وہی اول و آخر ظاہر و باطن اور وہی ہر چیز کے جاننے والے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ مجھے جامع کلمے دیا گیا اور حضور نے اپنے رب کا ارشاد فرمایا کہ اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے بیچ رکھا تو میں نے اس کی انگلی کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی تو میں نے علم اولین و آخرین جان لیا تو مناسل ہو گیا آپ کے تخلق باخلاق اللہ اور الٰہی نسبت قول الٰہی سے اپنے لئے وہی اول و آخر وہی تھا۔ وہی باطن اور وہی ہر چیز کا جاننے والا اور یہ آیت سورۂ حدید میں آئی کہ جس میں شدید سختی ہے اور لوگوں کے لئے فوائد تو سب بے شک مناسب ہوتے تلوار کے ساتھ اور بھیجے گئے سارے عالم کے لئے رحمت اھ منہ حفظہ ربہ مدنہ

اومسلم سنی من العوام او عالم کبیر عماد الدین ۔ وارث
لسید المرسلین ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین ۔
الوحی الوحی اسرعوا فی الجواب ۔ ولیحذر الصائلون ان یستتروا بنقاب
الاباذنہ ھذا الاستثناء راجع الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کانہ قیل من ذا الذی یشفع عندہ یوم القیمۃ الا عبدہ محمد صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فانہ ماذون فی الشفاعۃ موعود بہا
عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا یعلم محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ما بین ایدیہم من اولیات الامر قبل خلق الخلائق
وما خلفہم من احوال القیمۃ ولایحیطون بشی من علمہ
وانما ھو شاھد علی احوالھم وسیرھم ومعاملاتھم وقصصہم
وکلا نقص علیک من انباء الرسل ویعلم امورا خرتھم واحوال
اھل الجنۃ والنار وھم لا یعلمون شیئًا من ذلک الا بما شاء
ان یخبرھم عنہ وسع کرسیہ السموات والارض العرش
مع عظمتہ کحلقۃ ملقاۃ بین السماء والارض بالنسبۃ الی
سعۃ قلب المومن ولا یؤدہ حفظہما لا یثقل الروح
الانسانی حفظ اسرار السموات والارض وعلم آدم الاسماء
کلہا اھ فاحکموا علی ھذا اھو کافر عندکم ام انتم فی ضلال
مبین اھ منہ غفرلہ مدنیۃ ۔ **اقول** والقی فی روعی ان تقریرہ

لہ وازیدک اخری امرواد ھی ان العلامۃ نظام الدین
النیسا بوری رحمہ اللہ تعالیٰ فی تفسیرہ غرائب القرآن ورغائب
الفرقان ارجع قولہ تعالیٰ فی آیۃ الکرسی یعلم ما بین ایدیہم
وما خلفہم ولا یحیطون بشیٔ من علمہ الا بما شاء الی محمد صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذ یقول ج ۳ ص ۲۳ من ذا الذی یشفع عندہ

انتہی مترجما تو یہ کہنا اگر شرع میں جرم ہے تو ان جلیل اماموں کا گناہ مجیب سے بڑھ کر ہے، اور اس میں مجیب کے وہی پیشوا ہیں نواب ان پر حکم لگاؤ اور مجھے بتاؤ کہ کیا وہ معاذ اللہ تمھارے نزدیک کافر ہیں یا گمراہ یا گمراہ گر یا مسلمان سنی ہیں عام لوگوں میں سے یا بڑے عالم اور دین کے ستون اور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین کے وارث فورًا فورًا جواب دو اور حملہ کرنے والے نقاب میں منھ چھپانے سے بچیں۔

لے وازیدک آخری امر وادھی الخ اور میں تیرے لئے زیادہ کروں دوسرا زیادہ کڑوا اور سخت بلا یہ کہ علامہ نظام الدین نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان میں پھیر دیا قول الٰہی آیۃ الکرسی میں "یعلم ما بین ایدیہم رتا الا بما شاء" جانب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ج۳ ص۲۴ جہاں کے لئے ہیں "من ذا الذی یشفع عندہٗ الا باذنہ" پر استفسار راجع ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب

گویا کہ ارشاد ہوا کون ہے وہ کہ شفاعت کرے اس کے پاس قیامت کے دن مگر اس کا بندہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ وہی اجازت یافتہ شفاعت ہے حسب عدہٗ صادقہ قریب ہے کہ تیرا رب تجھ کو مقام محمود میں مبعوث کرے گا۔ "یعلم" یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانتے ہیں "بین ایدیہم" جو ان کے سامنے ہیں ابتدائی کاموں سے قبل پیدائش مخلوق کے "وما خلفہم" یعنی جو ان کے پیچھے ہے حالات فنا ممات سے "ولا یحیطون بشیٔ من علمہ" اور انھیں احاطہ کرتے ہیں ذرا کسی چیز کا اس کے علم سے اور جز میں نیست کر وہ معائنہ فرمانے والے ہیں ان کے حالات اور ان کی سیرتوں اور ان کے معاملات و حکایات کا اور تم سے ہم سب بیان کریں گے پیغمبروں کی خبریں اور وہ نبی جانتے ہیں آخرت کے سب کام اور جنت و دوزخ کے حالات اور وہ لوگ نہیں جانتے کچھ اس میں سے "الا بما شاء" مگر وہ چیز کہ وہ نبی چاہے کہ اس لئے انھیں خبردار کرے "وسع کرسیہ السمٰوات والارض" وسیع ہے اس کی کرسی سمائے ہوئے ہیں آسمان و زمین

على هذا انه لما اشار قوله عز وجل من ذا الذى يشفع عنده
الا باذنه الى محمد صلى الله عليه وسلم وانه هو الماذون
له بالشفاعة الفاتح بابها دون غيره صلى الله تعالى عليه
وسلم فكانه سئل سائل عن حكمة تخصيصه صلى الله تعالى عليه وسلم
بهما فاجيب بان الشفيع عند الله تعالى لا بد له ان يطلع
على كل ما صدر ويصدر عن المشفوع لهم وعن مراتبهم
فى ايمانهم واعمالهم الباطنة والظاهرة ليعلم من يستاهل
الشفاعة وانه الى اى قسم من الشفاعة يحتاج فى نفسه وبايها
ينبغى امداده فى الحضرة فان الشفاعة اقسام وكم لها من
... على ومقام فمن لا يعلم ذلك لا يكون على بصيرة مما يفعل و

يقول واليه يشير قوله تعالى لا يتكلمون الا من اذن له الرحمن
وقال صوابا ومحمد صلى الله تعالى عليه وسلم هو المحيط بكل
ذلك من بين العالمين فانه يعلم العالمين وما هم عليه الآن
وما بين ايديهم مما كان وما خلفهم مما يكون الى آخر الزمان
باعلام ربه العزيز العلام وكانه قبل الاطلاع على ما كان
وما يكون لا يختص به صلى الله تعالى عليه وسلم كما دل عليه
الحديث المار جليا نا من الله جلاه لى كما جلاه للنبيين من قبلى فاجيب
بانهم وان علموا فلم يعلموا الا بتعليمه وامداده صلى الله
تعالى عليه وسلم ومع ذلك لم يحيطوا كاحاطته ولا ادركوا
كادراكه كيف وانهم مع ما لهم الفضل والكمال لا يحيطون بشئ
من علمه صلى الله تعالى عليه وسلم الا بما شاء فانه

شمس فضل هم كواكبها ❊ يظهرن انوارها للناس فى الظلم ❊

فلكونه هو الاصل الاول وعليه فيه المعول وهو الاتم الاكمل

عرش باجر وسعت مثل ایک چھلہ ہے کہ پڑا ہے درمیان آسمان و زمین کے بہ نسبت وسعت قلب مومن کے "ولا یؤدہ حفظہما" نہیں گراں ہے روح انسانی کو تحفظا سرار سموات و الارض" کا اور سکھایا آدم کو سارے نام الخ مختصراً تو حکم کرو ان پر کیا وہ تمھارے نزدیک کا ذہن لا عقدہ میں کہتا ہوں کہ میرے دل میں القا کیا گیا کہ اس پر ان کی تقریر یہ ہے کہ جب اشارہ کیا قول اللہ "من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ" نے اس جانب کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہی ماذون بالشفاعت وہی اس کا دروازہ کھولنے والے ہیں نہ کوئی اور ان کے سوا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تو گویا پوچھنے والے نے ان دونوں کے ساتھ تخصیص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دریافت کیا تو جواب دیا گیا کہ بارگاہ الٰہی میں شفیع کے لئے اس سے چارہ نہیں کہ وہ مطلع ہو اوپر ہر اس چیز کے کہ صادر ہوئی اور ہوگی ان سے کہ جن کی شفاعت کرے دران کے ایمانی مراتب اور اعمال باطنہ وظاہرہ پر آگاہی رکھے تاکہ ہر وہ شخص نہ جو شفاعت کئے جانے کا اہل ہو تاکہ جان لے ہر اس شخص کو جو شفاعت کا سزاوار ہے اور یہ کون سی قسم شفاعت کا فی نفسہ محتاج ہے اور کون سی شفاعت بارگاہ ہی میں س کے لئے قابلِ امداد ہے۔ کیونکہ شفاعت کی بہت سی قسمیں ہیں اور کتنے اس کے لئے مواقع اور مقامات ہیں تو جو اسے نہ جانے اس کے کام کی بصیرت نہ ہوگی اور وہ کہتے ہیں کہ اس طرف اشارہ کر رہا ہے قول الٰہی "لا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمٰن وقال صوابا" کوئی بات نہ کرے گا مگر جسے رحمٰن نے اذن دیا اور ٹھیک بولا اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہی احاطہ کئے ہوئے ہیں اس سب کو سارے جہانوں میں سے تو بلاشبہ وہ سارے عالم جانتے اور وہ چیز جس پر وہ اس آن میں پہچانتے ہیں "یعلم ما بین ایدیہم" اور جانتے ہیں اس کو جو اس کے سامنے ہیں "ما کان" سے اور جو ان کے پیچھے ہے "مایکون" سے آخر زمانہ تک اپنے رب نہایت بڑے علم والے کے بتانے سے کیونکہ "ماکان و مایکون قبل اطلاع خاص تھیں ان کے ساتھ جیسا کہ ان پر گذشتہ حدیث نے روایت کی یعنی روشن کر دیا اللہ نے جس نے میرے لئے روشن کیا جیسا کہ مجھ سے پہلے تمام انبیاء کے لئے روشن فرمایا تو اس طرح جواب دیا گیا نہ انھوں نے اگرچہ جانا مگر نہ بیانہ بے ان کے سکھائے اور ان کی امداد کے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور باوجود اس کے انھوں نے احاطہ نہ کیا مثل ان کے حاصہ کے اور نہ تھیں اور کہ ہوا مثل ان کے ادراک کے اور بلاشبہ باوجود اس کے ان کے لئے فضل و کمال ہے "لا یحیطون بشیٔ من علمہ" اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے

خص بها دون غيره صلى الله تعالى عليه وسلم فكانه قيل في المشفوع لهم من الاولين والآخرين من الكثرة ما يحسر دونها العد فاذا لم يكن له الا شفيع واحد وهو صلى الله تعالى عليه وسلم بشر فلعله قد يضيق صدره ويحصل له بذلك نوع تبرم فتهلك البقية فاجيب كيف يضيق لهم صدره وقد وسع كرسيه السموات والارض فما ظنكم بقلبه الكريم الذي ما قبة العرش فيه الا كبقة تطير في الفضاء بين الارض والسماء فكانه قيل نعم ولكن نخاف لعله ينسى بعضهم لما لهم من الكثرة العظيمة فيهلك المنسي فاجيب كيف ينسى احدامنهم وهو الذي لا يؤده حفظهما مع ما فيهما من مخلوقات تفضل على المشفوع لهم بكذا كذا اضعافا لا يحصيها الا الله تعالى تم الكلام وزالت الاوهام وحصل الهناء التام لكل من تعلق بطرف من ذيله عليه وعلى اله افضل الصلاة والسلام واعلم انى لا ادعى ان هذا معنى الكريمة ولا ادعاه العلامة المفسر رحمه الله تعالى وانما هو من باب الاشارات المعهودة لاهل الباطن الربانى نفعنا الله تعالى ببركاتهم كقولهم في الحديث الصحيح لا تدخل الملئكة بيتا فيه كلب ان البيت القلب والملئكة تجليات الهية والكلب الشهوة ولا ينكرون المعنى الظاهر كالباطنية حاشاهم من ذلك وصنيعهم هذا محض الايمان وكمال العرفان كما قاله السعد في شرح العقائد وربما يأتون بشق ابعد واغرب في نظر اهل الظاهر فيومونهم بالخطاء والمبين وما هو الامن قبيل الخيار بدا نقين والشيء بالشيء يذكر

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو گویا کہا گیا مشفوع لہم ہیں اولین و آخرین سے وہ کثرت ہے کہ عدد اس کے حصر سے تھک رہے تو اگران کے لئے نہ ہوں مگر ایک ہی شفیع اور وہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک بشر ہیں تو شاید ان کا سینہ کبھی تنگی فرمائے اور حاصل ہو اس سے ایک نوع جدائی۔ باقی ہلاک ہو جائیں تو جواب دیا گیا کہ اس کا سینہ کیسے تنگی کرے گا حالانکہ "وسع کرسیہ السموٰت والارض" اور یقینی وسعت رکھتی ہے اس کی کرسی سارے آسمان و زمین کو تو تمہارا کیا گمان ہے ان کے قلب کریم کے ساتھ جس میں عرش کا گنبد ایک مچھری کی طرح کہ اڑ رہا ہو فضا میں آسمان و زمین کے درمیان تو گویا کہا گیا ہاں لیکن ہم ڈرتے ہیں شاید بھول جائیں کوئی اس عظیم کثرت کو کہ جو ان کے لئے ہو جائے بھولنے والا تو جواب دیا کیونکر بھول جائے گا کوئی ان میں سے اور وہ وہ ہے کہ اس پر گراں نہیں (ان دونوں آسمان و زمین کی حفاظت) مع اس کے کہ جو ان دونوں میں ہے مخلوقات سے اور فضل فرمایا، سفارش کئے گئوں پر ایسا الیسا دُہرا کہ جس کا احصار نہ فرمائے مگر اللہ برتر یہاں تک کہ انتہائے کلام اور ازالۂ اوہام ہوا اور پوری فرحت حاصل ہوئی اسے جو ان کا بالبستہ کنارۂ دامن ہے ان پر اور ان کی آل پر سب سے افضل صلاۃ وسلام۔ جان لو کہ میں اس کا مدعی نہیں کہ یہ معنی آیہ کریمہ کے ہیں نہ اس کا دعوی علامہ مفسر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا لیکن وہ کہ درحقیقت ان اشارات کے قسم سے ہے جو اہل ربانی اہل باطل

"الا ماشاء" مگر جتنا وہ چاہے۔
(ترجمہ شعر) وہ بزرگی کا آفتاب ہے یہ اس کے ستارے کہ لوگوں کے لئے اپنے انوار ظاہر کرتے ہیں تاریکیوں میں بہ سبب ان کے اصل اول ہونے کے اور اس میں انھیں پر اعتماد اور وہی اتم و اکمل ہیں تو وہی اس کے ساتھ خاص کئے گئے نہ ان کا غیر"

والقلب بحرف يتذكر وليس بابعد من ذهاب اذهانهم بسماع التغزل فی لیلی وسلمی وعزة وبثينة الى محبوبهم قال صلے اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی تفسير الاحسان ان تعبد الله کانک تراه فان لم تکن تراه فانه یراک ووقف بعض العارفين قدست اسرارھم على تراه الثانية بمعنى انك ان لم تكن اے فنيت عن نفسك فاذن تراه وتصل الى مقام مشاهدته تعالیٰ لان نفسك هی الحجاب بینك وبين شهود مولاك عزوجل واعترضه الامام ابن حجر العسقلانی ان لوكان المراد ما زعم لكان تراه محذوف الالف ويبقى قوله فانه يراك ضائعا لا ارتباط له بما قبله ثم سرد روايات فی لفظ الحدیث لا تحتمل هذا التاويل كرواية كهمس انك ان لا تراه فانه يراك واجاب عنه المولى المحقق الشيخ عبد الحق المحدث الدهلوی رحمه الله تعالیٰ فی لمعات التنقيح شرح مشكوة المصابیح بان اثبات الالف فی المضارع المجزوم لغة شائعة وعليه رواية قنبل عن ابن كثير فی قوله تعالیٰ ارسله معنا غدا يرتعی ويلعب وفی قوله تعالیٰ ومن يتقی ويصبر وقال الشاعر الم يأتيك والانباء تنمی على انه لا يجب جزم الجزاء اذا كان الشرط ماضيا ولو معنى اے كماهنا وارتباط فانه يراك انه لبيان امكان الروية كما استدل فی الكلام على امكان روية الله سبحنه بروية ايانا بغير جهة ومكان وخروج شعاع وغيرها يجوز ان الروايات الأخر بالمعنى بناء على ما فهم الراوی من معنى الحدیث قال على ان ذلك ليس تاويلا للحدیث وبيانا لمعناه المراد عند علماء العربية وانما ذلك

کے لیے معروف ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی برکتوں سے منتفع کرے مثل ان کے قول کے زیر حدیث صحیح کہ ملائکہ ان گھر میں نہیں جاتے جس میں کتا ہو کہ بیت قلب اور ملائکہ تجلیات الٰہی اور کلب شہوت اور حاشا انکار نہیں کرتے معنی ظاہر کا باطنیہ کی طرح اور ان کا یہ کام محض ایمان وکمالِ عرفان ہے جیسا کہ کہا علامہ سعدالدین تفتازانی نے شرح عقائد میں اور لبسا اوقات ایسی شق لاتے ہیں جو بعید وغریب تر ہو اہل ظاہر میں تو وہ ان پر خطا وجھوٹ کی تہمت رکھتے ہیں یہ نہیں ہیں مگراز "قبیل الحیا ربد النقین" (کلکر سے ٹی کھیر البعوض دو دانگ) اور ایک شے دوسری شے کے ساتھ ذکر ہونی اور قلب ایک حرف نصیحت پاتا ہے اور یہ زیادہ بعید نہیں ان کے اذہان کے منتقل ہونے سے ساتھ سننے تغزل لیلیٰ اور سلمیٰ اور عزہ اور تنبیہ (معشوقان خیالی شعراء) کہ ان کے محبوب کی طرف فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تفسیر احسان میں یہ کہ تو اللہ کی عبادت کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے تو اگر نہیں دیکھ رہا ہے تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے بعض عارفین قدس سرارہم دوسرے "تراہ" پر رک گئے اس معنی پر کہ "انک ان لم تکن" یعنی تو فنا ہو جائے اپنے نفس سے تو اب تو اسے دیکھے اور تو پہنچ جائے مقام مشاہدہ باری تعالیٰ تک کیونکہ تیرا نفس ہی حجاب ہے تجھ میں اور شہود مولیٰ میں اور اس پر امام ابن حجر عسقلانی نے یہ اعتراض کیا کہ اگر مراد وہ ہے جو انھوں نے کہا تو البتہ "تراہ" محذوف الالف ہوتا اور یقیناً قول "فانہ یراک" ضائع ہو جاتا کہ اس کو ماقبل سے کوئی ربط نہیں رہتا پھر الفاظ حدیث کی روایات پے درپے لائے کہ محتمل اس تاویل کی نہیں جیسے روایت کھمس "انک ان لاتراہ فانہ یراک" کہ بلاشبہ تو اگر اسے نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھتا ہے تو اس کا جواب شیخ محقق علامہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح یوں دیا کہ الف کا مضارع مجزوم میں ایک مروجہ لغت میں ہے اور اسی بنا پر ہے روایت قنبل کی ابن کثیر سے قول الٰہی میں "ارسلہ معنا غدا یرتعی و یلعب" اور قول الٰہی "ومن یتقی ویصبر" اور شعر کا

شیٔ یلوح علی بواطنہم لغلبۃ ما فیہا من حال المحو والفناء ولیس

ذلک الامن ھٰذا اللفظ الوارد فی ھٰذہ الروایۃ وذلک فی الحقیقۃ من

قبیل شعتربری والخیار عشرۃ بدانق واللہ تعالیٰ اعلم اھ مختصرا

وکذلک ردہ العلامۃ القاری فی المرقاۃ غیر انہ اوسع المقال

فی الجواب عن الایراد الاول والثالث لم یلم بجواب الثانی افصاحا اذ قال

ماقیل من انہ لا یساعد الرسم بالالف فمدفوع بحملہ علی لغۃ او علی

اشباع حرکۃ او علی حذف مبتدا وھوانت وجاز حذف الفاء من

الجملۃ الاسمیۃ الواقعۃ موقع الجزاء قال وقولہ فانہ یراک متعلق

بالکلام السابق وان کان لہ تعلق ما ایضا باللاحق قال وانما اطنبت

فی المقام لتخطیۃ بعض الشراح فی ذلک الکلام ولا ینافیہ ماورد

فی بعض الروایات فانک ان لاتراہ فانہ یراک وفی بعضہا فان لم تراہ

فانہ یراک فان القائل بما تقدم ما ادعی المراد من الحدیث المروی

بالعبارۃ بل ذکر معنی یؤخذ من فحوی الکلام بطریق الاشارۃ اھ ملخصا

اقول ولاح لھٰذا العبد الضعیف وجوہ آخر فی ارتباط فانہ یراک

ارجو انہا الطف واظرف وتکون الجملۃ علیہا لبیان ثبوت الرویۃ لامجرد

امکانہا الاول فان لم تکن وفنیت فی طلب شہودہ تراہ وتبلغ ماترید

فانہ یراک ولا یغفل عنک طرفۃ عین فاذا راک افنیت نفسک فی طلبہ

فانہ لا یخیبک لانک بلغت مقام کمال الاحسان وان اللہ لا یضیع

اجر المحسنین الثانی فان لم تکن فانک تراہ لانک قد فنیت وھو

الباقی فاذن ھو الرائی نفسہ وکیف لا یری فانہ یراک وقد فنیت

والباقی الوجود۔ الثالث۔ فان لم تکن فحینئذٍ تراہ بہ لا بک

اذ یصیر ھو بصرک الذی تبصرہ کما فی صحیح البخاری وبصرہ

قول ہے "الم یاتیک الانباء تنمی" علاوہ ازیں واجب نہیں جزم جزا کا جب شرط ماضی ہو اگرچہ معنی یعنی جیسا کہ یہاں ہے اور ارتباط "فانہ یراک" کا وہ بیان امکان رویت کے لئے ہے جیسا کہ استدلال کیا گیا ہے، کلام میں امکان دیدار الٰہی پر یعنی ہمارا اس کو دیکھنا بغیر جہت و مکان اور خروج شعاع وغیرہا کے اور ممکن ہے کہ دوسری بالمعنی روایتیں مبنی ہوں اس معنی کر اسے راوی نے سمجھا حدیث سے کیا علاوہ ازیں کے نہیں ہے یہ تاویل حدیث کی اور بیان معنی کا مثل مراد کے نزدیک علماء عربیت کے جز ایں نیست کہ یہ ایک چیز ہے جو ظاہر ہو جاتی ہے ان کے بواطن پر بہ سبب غلبۂ حال محویت وفنا کے ان کے قلب پر اور نہیں ہے یہ اس لفظ سے بیچ اس روایت کے اور یہ فی الحقیقت از قبیلہ ستر ہری اور دس کھیرے بعوض ایک دانگ کے واللہ تعالیٰ اعلم اھ مختصراً اور یونہی رد کیا اسے علامہ علی قاری نے مرقاۃ میں مگر انھوں نے ایراد اول وثالث کے جواب میں وسیع کلام کیا اور نہ قریب آئے، جواب ثانی کے نمایاں طور پر جہاں کے انھوں نے کہا جو کہا گیا کہ اس کے موافق نہیں ہے الف کے ساتھ رسم خط تو یہ مدفوع ہے اس کے محمول کرنے سے ایک لغت پر یا بر بنائے اشباع حرکت یا حذف مبتدا اور وہ انت ہے اور جائز ہے حذف (فا) کا جملہ اسمیہ سے جو واقع ہو جزا کے مقام پر کہا اور قول اس کا "فانہ یراک" کلام سابق سے متعلق ہے اگرچہ اس کا کچھ تعلق لاحق سے بھی ہے اور میں نے اس مقام میں تطویل اس کلام میں بعض شراح کے اظہار خطا ہی کے لئے کی اور اس کے منافی نہیں وہ جو بعض روایات میں وارد ہوا "فانک ان لاتراہ" "فانہ یراک" تو اگر اس کو نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھتا ہے "فان لم تره فانہ یراک" کہ یقیناً پہلے کے قائل نے ادعا نہ کیا مراد حدیث وہ ہونے کا جو عبارت نے ادا کیا بلکہ ذکر کیا ایسے معنی کو جو ماخوذ تھا، کلام سے ہی بطور اشارہ اھ مخلصاً میں کہتا ہوں ظاہر ہوتیں اس عبد ضعیف کے لئے دوسری وجوہ ارتباط "فانہ یراک" میں امید کرتا ہوں کہ یہ لطیف و ظریف تر آور ہو گا جملہ واسطے

لا یعجب فانہ یراك و انت خیال من بین عکوس و ظلال فکیف
لا یری اصل الجمال .... هذا وما قوله من
قبیل سعتربری فاشارة الی ما فی رسالة الامام القشیری رضی الله
تعالی عنه بسنده الی یحیی بن الرضی العلوی قال سمع ابو سلیمان
الدمشقی طوافا ینادی یا سعتر بری فسقط مغشیا علیه فلما افاق
فقال حسبته یقول اسع تر بری اه ای بکسر الباء وهو المعروف
والاحسان وان کان فی قول الطواف بفتحها وفی کتاب المرتقی فی مناقب
سیدی محمد الشرقی لحفیده عبد الخالق بن محمد بن احمد بن عبد القادر
ابن سیدی محمد الشرقی کان رجلا فی زقاق مصر یبیع یقول یا سعتر بری
ففهم منه ثلثة من العباد الاول من اهل البدایة اسع تر بری
ای اجتهد فی طاعتی ترمواهب کرامتی والثانی متوسط ففهم
یا سعة بری ای ما اوسع معروفی واحسانی من احبنی واطاعنی
والثالث من اهل النهایة ففهم الساعة تری بری ای الفتح جاء
فتواجد وااه وفی الاحیاء العجمی قد یغلب علیه الوجد علی الابیات
المنظومة بلغة العرب فان بعض حروفها توازن الحروف
العجمیة فیفهم منها معان آخر انشد بعضهم وما زارنی فی
النوم الا خیاله ÷ فقالت له اهلا وسهلا ومرحبا فتواجد علیه
العجمی فسئل عن سبب وجده ÷ فقال انه یقول ما زارلم
وهو کما یقول فان لفظ زار یدل فی العجمیة علی المشرف علی
الهلاك فتوهم انه یقول کلنا مشرفون علی الهلاك واستشعر
عند ذلك خطر هلاك الآخرة والمحترق فی حب الله تعالی

بیان ثبوت رویت کے نہ خالی امکان کے اول" فان لم تکن" پس اگر تو نہ ہوا اور
فنا ہوجائے اس کے شہود کی خواہش میں "تراہ" تو اسے دیکھے گا اور مراد کو
پہنچ جائے گا "فانہ یراک" کہ بے شبہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے اور تجھ سے ایک لمحہ
غافل نہیں تو جب اس نے تجھے دیکھا کہ تو نے اس کے لئے اپنی جان فنا کردی تو
وہ کسی کو ناامید نہیں کرتا کیونکہ تو مقام احسان تک رسا ہوگیا اور اللہ ضائع نہیں کرتا
محسنین کا اجر۔ ثانی" فان لم تکن" تو تو اگر نہ ہو تو یقیناً اسے دیکھ رہا ہے کیونکہ تو
فنا ہوگیا اور وہی باقی ہے تو اب وہی اپنی ذات کا دیدار کرنے والا ہے اور کیونکر نہ دیکھے
وہ تجھے دیکھ رہا ہے اور تو یقیناً فنا ہوچکا تو باقی ثالث پس اگر تو نہ ہوگا تو اس
وقت تو اسے دیکھے گا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے اور اس کی آنکھ کا پردہ نہیں
فانہ یراک "تو وہ بے شک تجھے دیکھ رہا ہے اور تو ایک صورت خیالی خواب میں آنے والی
پرتو تجلی عکسی وظلی میں سے ہے تو کیسے نہ دیکھے حسن حقیقی اور جمال اصلی یہ لو لیکن قول ان کا
من تبیلہ سعتر بری اشارہ ہے اس چیز کی طرف جو رسالہ امام قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
میں بلند یحیٰی بن رضی علی ہے کہ انھوں نے کہا، سنا ابوسلیمان دمشقی نے طواف میں ندا یا
سعتر بری تو غش ہوکر گر پڑے جب افاقہ ہوا دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا مجھے معلوم ہوا کہ
وہ کہتا ہے" اسعتر بری" یعنی کسرۃ بار سے اور وہ نیکی اور احسان ہے اگرچہ طواف کرنے والے
اسے فتح ربا) سے کہا اور کتاب مرقی فی مناقب سید محمد شرقی نے کہ ان کے نواسہ عبدالخالق
ابن محمد ابن احمد بن عبدالقادر کی مصنفہ ہے اس میں ہے کہ ایک شخص مصر کی گلیوں میں
بیچتا اور کہتا یا سعتر بری تو اسے تین بندگان خدا نے سمجھا پہلے نے جو اہلِ ہدایت سے
" اسعتر بری" یعنی کوشش کر میری اطاعت میں تو دیکھے گا میری کرامت کی عطائیں
دوسرا متوسط تو اس نے سمجھا " یا سعتر بری" یعنی کس قدر وسیع ہے میری بھلائی اور
احسان اس کے لئے جو مجھ سے محبت اور میری اطاعت کرے اور تیسرا اہل نہایت سے

وجدہ بحسب فہمہ الخ وبالجملۃ فلیس تمسکنا ھنا بتفسیر الکریمۃ بل بتاویل المفسر واعتقادہ بھذہ المعانی حتی سوغ اشارۃ الایۃ الیھا فھواذن ادلی عندکم بالکفر والعیاذ باللہ تعالیٰ والمقصود بیان انکم محجوبون عن معرفۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدرما عند علماء الظاھر فضلا عما اضح الاولیاء الکرام فالمسلمین تکفرون ومالم تعرفوا تنکرون وتحسبون انکم تحسنون کما قال تعالیٰ بل کذبوا بما لم یحیطوا بہ ذلک مبلغھم من العلم ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور نسأل اللہ العفو والعافیۃ اھ منہ جدیدہ

السؤال الثانی عن قول المجیب فی حقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ یعلم ماکان وما سیکون من الازل الی الابد اقول

الجواب الاوّل ترجم الکلام :: بما یکثر لمثلکم اثارۃ الاوہام فان فی لفظکم یحتمل تعلق من بیعلم فیکون المعنی علیٰ حمل الازل علی المصطلح الکلامی انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعلم من الأزل الذی لابدایۃ لہ وھذا کفر لبواح للزوم قدمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولامساغ لھذا الاحتمال فی قول المجیب فان ترجمۃ عبارتہ فی ص۷ ان جملۃ مالم تکن تعلم تشمل جمیع المغیبات التی تکونت من الأزل وستکون الی الابد اھ اما شمول علمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکل ماکان ویکون من الازل الی الابد فاعلم انھما یطلقان و یراد بھما ما اصطلح علیہ المتکلمون ممالا بدایۃ لوجودہ ولانہایۃ لبقائہ وشمول العلم لجمیع الاشیاء بھذا

مطلب الازل والابد اطلاقان

تو اس نے سمجھا "الساعۃ تری برّی" پس ان تینوں کو وجد آ گیا اھ اور احیاء میں ہے کہ عجمی پر کبھی وجد کا غلبہ عربی اشعار پر ہو جاتا ہے کیونکہ اس کے بعض حروف بروزن حروف عجمیہ ہوتے ہیں تو ان سے دوسرے معنی مفہوم ہوتے ہیں۔ کسی کا شعر تھا۔

مازارنی فی النوم الاخیاله　　فقلت لہ اھلاً وسھلاً ومرحبا

میں نے اس کی صورت خیالی کا خواب میں نظارہ کیا تو میں نے اس سے کہا اھلاً وسھلاً مرحبا تو اس پر ایک عجمی کو وجد آ گیا تو اس سے سبب پوچھا گیا تو اس نے کہا "مازارم" کہ مرنے کے قریب ہوں اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ لفظ زار بزبان فارسی ہلاکت سے قریب والے پر دال ہے تو اسے وہم ہوا کہ ہم سب ہلاکت کے قریب ہیں۔ اور اس نے اس وقت خطرۂ ہلاکت آخرت سمجھا عشق الٰہی میں جلنے والا اس کا وجد اس کے حسب فہم ہوتا ہے الخ خلاصہ یہ کہ ہمارا استدلال یہاں تفسیر آیۂ کریمہ سے نہیں بلکہ تاویل مفسر اور ان معنی پر ان کے اعتقاد سے ہے یہاں تک کہ اس نے جائز رکھا آیۂ کریمہ کا اس کی جانب اشارہ تو وہ اب تمہارے نزدیک کفر کے زائد لائق والعیاذ باللہ تعالیٰ اور مقصود اس بات کا بیان ہے کہ تم معرفت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محجوب ہو اور اتنی معرفت بھی نہیں جتنی علمائے ظاہر کو ہے کجا وہ کہ اولیائے کرام کو مرحمت ہوئی تو تم مسلمان کی تکفیر کرتے ہو اور بے علمی سے انکار کرتے اور اس انکار کو اچھا خیال کرتے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے بلکہ انھوں نے جھٹلایا اسے جسے انھوں نے نہ جانا یہ ہے ان کا مبلغ علم تو جسے اللہ نور نہ دے اس کے لئے نور نہیں۔

میں اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہوں عفو وعافیت اھ منہ جدیدہ

المعنى قد آذناك فيما سبق انه خاص بالمولى سبحانه و
تعالى محال فى العباد عقلا وسمعا لكنهما ربما يطلقان
ويراد بهما الأمد المديد فى الماضى والآتى كما صرح
به فى معنى الابد القاضى البيضاوى فى تفسيره وقال

؎ وفى الكوكب الانور على عقد الجوهر نقلا عن التوقيف الازل للقدم ليس له ابتداء ويطلق مجازا على من طال عمره اھ وفى الجواهر
والدرر للعارف بالله الامام العلامة سيدى عبدالوهاب الشعرانى
فيما استفاده من شيخه العارف بالله سيدى على الخواص رضى الله تعالى
عنهما مانصه فقلت له فما المراد بقولهم كتب الله ذلك فى الازل مع
ان الازل لا يتعقل الا انه زمان والزمان مخلوق والكتابة الالهية قديمة
فقال رضى الله تعالى عنه المراد بالكتابة الازلية هى العلم الالهى
الذى احصى الاشياء كلها فيه واما الازل فهو الزمان الذى
بين وجود الله ووجود موجودات المعقولة الآن فيه اخذ العهد
على الوجود الخ فقد ابان الامام السائل فى السؤال ان الازل بمعنى الزمان
ليس الا مخلوقا حادثا غير قديم و ابان السيد العارف المجيب فى
الجواب انه الزمان الذى اخذ الله فيه الميثاق فانتفى الريب؛
ورجع الى العائب العيب: قال الامام احمد ابن الخطيب القسطلانى
رحمه الله تعالى فى المواهب اللدنيه ج ۲ ص۳۸ فقد اجاد
العلامة ابو محمد الشقراطسى حيث يقول فى قصيدته المشهورة
؎ الملك لله هذا عز من عقدت — له النبوة فوق العرش
فى الأزل ۔ فلو اراد بالأزل القدم فاين كان اذ ذاك
العرش اھ منه غفر له

سوال دوم مجیب کے اس قول سے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ازل سے ابد تک جو کچھ ہوا اور ہوگا سب جانتے ہیں اقول جواب اول تم نے کلام مجیب کا ایسا ترجمہ کیا جو تم جیسوں کے لئے وہم زیادہ ابھارنے کا باعث ہوا اس لئے کہ تمھاری عبارت میں "ازل" سے کا تعلق "جانتے ہیں" سے بھی متحمل ہے ازل کو جب اصطلاح کلام پر حمل کیا جائے تو معنی یہ ہوں گے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ازل سے موجود ہے جس کے لئے ابتدا نہیں اور یہ کھلا کفر ہے کہ اس سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قدیم ہونا لازم آئے گا اور مجیب کے کلام میں اس احتمال کو راہ نہیں ان کی عبارت یوں ہے کہ بے شک جملہ مالم تکن تعلم شامل ہے ان تمام مغیبات کو جو ازل سے ہو گذریں اور ابد تک ہوں گی انتہیٰ۔

رہا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ازل سے ابد تک کے تمام کائنات کو شامل ہونا تو آگاہ ہو کہ ازل و ابد بولے جاتے ہیں اور ان سے وہ مراد ہوتی ہے جو متکلمین کی اصطلاح ہے یعنی وہ جس کے وجود کی ابتدا نہیں اور وہ جس کے بقا کی انتہا نہیں۔ اور اس معنی پر جمیع اشیاء کو علم کا شامل ہونا ہم تجھے بتا چکے کہ مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ خاص ہے بندوں کے لئے عقل و نقل دونوں کی رو سے محال ہے مگر رہا ازل و ابد بولتے ہیں اور ان سے گذشتہ و آئندہ کا طویل زمانہ مراد ہوتا ہے جیسا کہ معنی[1] ابد میں قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر میں تصریح کی۔

قدم ہے جس کی ابتدا نہیں اور اس کا اطلاق مجازاً اس پر آتا ہے جس کی عمر طویل ہو اھ اور بہا ہے دررمصنف عارف باللہ امام علامہ سیدی عبدالوہاب شعرانی میں استفادہ فرمایا اپنے شیخ عارف باللہ سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جس کی عبارت یہ ہے تو میں نے ان سے کہا کیا مراد ان کے قول سے کہ اللہ لکھ دیا اسے ازل میں باوجودیکہ ازل کا تعقل نہیں مگر یہ کہ وہ زمانہ ہے اور زمانہ مخلوق ہے اور اللہ کا لکھنا قدیم ہے تو فرمایا رضی اللہ

---

[1] یعنی کواکب لالو رلخ اور کوکب لالو رشرح عقد الجوہر توقیف سے منقول ازل

سیدی العارف باللہ مولانا النظامی قدس سرہ السامی
فی مدحہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم بالفارسیہ ؎

محمد کازل تا ابد ہر چہ ہست - بآرائش نامِ او نقش بست

ای کل موجود من الازل الی الابد انما تصور و تکون زینۃ
لاسم محمد صلی للہ تعالی علیہ وسلم ای لیکون من خدمہ
وحشمہ وینسلک فی موکب جلالہ وکرمہ فماذا تظن
انہ اراد ھھنا بالازل ان حملتہ علی المصطلح الکلامی کان معاذ
اللہ کفرا صریحا فلم لا تحملون کلام اخیکم علی ما
تحملون علیہ کلام ھذا السیّد لعاشر وقد کنت اردت ھذا الایضاح
اذا اتیت فی تصویر الدعوی بلفظۃ من اول یوم الی یوم القیمۃ
مکان لفظۃ الأزل الی الابد ولکن الأیلاع بالایراد یتسارع
الی محمل الفساد الجواب الثانی لو نظرتم کلام المجیب نفسہ علے
صحیفۃ ۱۶ لعلمتم مرادہ بالازل والابد کما علمنا فانہ یقول

معلوم ان اللوح المحفوظ مرقوم فیہ ومحفوظ جمیع ما کان و
یکون من الازل الی الابد ام فھل یتوھم عاقل ان اراد
اثبات مالا یتناھی وجودا ولا بقاء فی لوح محدود متناہ انما
اراد ما قلنا من اول یوم الی یوم الاخر کما قد صح فی الحدیث
عنہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لفظۃ الی الأبد فی مثبتات
اللوح ولیس المراد قطعا الا ما ذکرنا الجواب الثالث یا اتیکم
راجعتم رسالۃ المجیب نفسہا ص۱۱ حیث نقل عن تفسیر روح
البیان ما نصہ ما انت بنعمۃ ربک بمجنون بمستور عما

تعالیٰ عنہ نے کہ مراد کتاب ازلیہ سے وہ علم الٰہی ہے جس نے احصار کر لیا تمام اشیاء کا
اس میں لیکن ازل پس وہ زمانہ وہ ہے کہ درمیان وجود الٰہی اور وجود ان موجودات
کے معقول ہیں اب اسی میں لیا گیا عہد وجود پر الخ تو ظاہر فرمادیا سوال کرنے
والے امام نے سوال میں یہ کہ ازل بمعنی زمانہ نہیں ہے مگر مخلوق حادث غیر قدیم اور
ظاہر کردیا سردار عارف باللہ مجیب نے جواب میں کہ وہ زمانہ ہے جس
میں حق تعالیٰ نے اخذ میثاق فرمایا تو شک منتفی ہوگیا اور عیب عیبی کی
طرف پھر گیا۔ امام احمد بن خطیب قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مواہب
لدنیہ ج ۲ صفہ ۳۰ میں فرمایا خوب فرمایا علامہ ابو محمد مشقر شقراطسی نے جہاں
اپنے مشہور قصیدہ میں فرمایا ملک اللہ کے لئے ہے یہ عزت جس کے لئے نبوت
باندھی گئی ازل میں تو اگر ازل سے قدم مراد ہو تو اس وقت عرش کہاں تھا

اھ منہ غفر لہ مدنیہ

اور میرے سردار عارف باللہ مولانا نظامی قدس سرہ السامی نے نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت میں کہا ہے۔

محمد کا زل تا ابد ہر چہ ہست — بہ آرایش نام او نقش بست

یعنی ازل سے ابد تک جو کچھ موجود ہے اس نے اسی لئے صورت پکڑی اور موجود
ہوا کہ نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیبائش بنے یعنی حضور کے خدم وحشم
سے ہو اور حضور کے عزت وجلالت کے جلوس میں شامل ہو تو اب تیرا کیا گمان ہے
مولینا نے ازل سے یہاں کیا مراد لیا اگر تو اسے اصطلاح کلام پر حمل کرے تو معاذ اللہ
کفر ہوگا تو اپنے بھائی کے کلام کو اس معنی پر کیوں نہیں حمل کرتے جس پر ان سید
عارف باللہ کا کلام حمل کروگے اور میں نے اسی ایضاح کا قصد کیا کہ "ازل سے
ابد تک" کی جگہ "روز اول سے روز قیامت تک" لکھا مگر اعتراض کی لت
معنی فساد کی طرف جلدی جاتی ہے جواب دوم اگر تم صفہ ۱۶ پر خود مجیب کا کلام دیکھے

ذ م ... الأزل وما سيكون الى الابد لان الجن هو استر بل است علم بما كان خبير بما سيكون اھ فهذا المفسر الفاضل سلف المجيب فی ھٰذا اللفظ بل ان كان ھٰذا ذنبا فهو اشد ذنبا من المجيب لان ھٰذا انما قاله فی مقال نفسه والمفسر فسر به كلام ربه عزوجل. فكل ما حكمتم فی ھٰذا اللفظ من كفر او ضلال وغيرهما فاحكموا به اولًا على ذلك العالم الجليل ؛ ثم اجاوزوا الى المجيب النبيل

السوال الثالث - عن قول المجيب ان علمه صلى الله تعالى عليه وسلم شامل لجميع المغيبات هل ھٰذا حق ام لا - اقول الجواب اما الجميع بمعنى الأحاطة الحقيقة بكل معلومات الله سبحانه وتعالى تفصيلا فقد اخبرنا كم انه محال للخلق يقينا وقطعًا ؛ عقلا و شرعا وأما بمعنى جميع ما كان وما يكون من اول يوم الى اليوم الاخر فحق صادق طاعة وسمعا ؛ ياليت شعرى اذ يقول الله تعالى تبيانا لكل شئ ويقول جل وعلا تفصيل كل شئ ويقول رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فتجلى لى كل شئ ويقول العلماء حصل له صلى الله تعالى عليه وسلم جميع العلوم الجزئية والكلية واحاط بها وقالوا بيّن كل شئ وقالوا وسع العالمين وقالوا علم ما كان وما يكون وقالوا يرى ويسمع الكل كالمشاهد وقالوا هو صلى الله عليه وسلم بجميع الاشيا وقالوا احاط بجميع علوم الظاهر والباطن

تو ضرور اس سے ان کی مراد جان لیتے جیسے ہم نے جان لی پس بے شک وہ کہتے ہیں
بے شک لوح محفوظ کہ اس میں مرقوم و محفوظ ہے وہ سب جو ہو گذرا اور ہوگا ازل
ابد تک تو کیا کوئی وہم کرے گا کہ انھوں نے ایسی چیز کا جس کے نہ وجود کا اول ہے
نہ بقا کا آخر ایک محدود و متناہی لوح میں منقوش ہونا مانا ہے، بلکہ ان کی مراد
وہی ہے جو ہم نے کہا کہ روز اول سے روز آخر تک۔ جس طرح صحیح حدیث میں
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وارد ہوا کہ ابد تک سب چیزوں کا لوح میں ثبت
ہونا فرمایا اور وہاں پھر یقیناً وہی مراد ہے جو ہم نے ذکر کی جواب سوم کیا نہ
تم خود رسالہ مجیب کا صا دیکھتے جہاں تفسیر روح البیان سے یہ عبارت
نقل کی ہے کہ (اے نبی) تم اپنے رب کے فضل سے پوشیدگی والے نہیں
کہ جو کچھ ازل سے ہوا اور جو کچھ ابد تک ہوگا تم پر کچھ چھپا ہوا ہے کہ جنون
بمعنی پوشیدگی ہے بلکہ تم جانتے ہو جو کچھ ہو گذرا خبر دار ہو جو کچھ ہونے والا
ہے انتہی تو یہ مفسر فاضل اس لفظ میں مجیب کے پیشوا ہیں بلکہ اگر یہ گناہ ہے
تو ان مفسر کا گناہ مجیب سے سخت تر ہے اس لیے کہ مجیب نے تو اپنے کلام میں
کہا اور مفسر نے اسے کلام الہی کی تفسیر ٹھہرایا تو اس لفظ پر کفر یا گمراہی یا جو حکم
لگاؤ پہلے اس عالم جلیل پر لگاؤ پھر مجیب مقبل کی طرف بڑھو سوال
سوم مجیب کے اس قول سے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم تمام
غیبوں کو شامل ہے یہ حق ہے یا نہیں اقول جواب جمیع اس معنی پر کہ تمام
معلومات الہیہ کو تفصیل وار احاطہ حقیقیہ سے محیط ہو جائے یہ تو ہم تمھیں بتا چکے
کہ یہ مخلوق کے لیے یقیناً قطعاً عقل و شرع دونوں کی رو سے محال ہے
اور اس معنی پر کہ جو کچھ روز اول سے ہوا اور روز آخر تک ہوگا اس سب
کو محیط ہو یہ حق اور سچا ہے اللہ و رسول کا ارشاد سننے اور ماننے کی رو

والاول والآخر وقالوا ان العارف ينجلی له کل شئ کما تقدم کل ذلك فای بدع فی التعبیر بجمیع المغیبات اترون هذا اشد عموما من کلمات الله تعالی وکلم رسوله صلی الله تعالی علیه وسلم واقوال الائمة والفاظ العلماء بل ان اخذ تم الفطانة بید یکم وجد تموه اقصر عرضا واقل وسعا من اکثر ما مر، انما المراد ما تقرر واستقر ؛ فان کان هذا کفرا او ضلالة او خطاء او جهالة ؛ فاولا کلام الله تعالی ورسوله بدلوا والعلماء کفروا او ضلوا او جهلوا؛ ثم بعد الکل الی المجیب تحولوا؛ **السوال الرابع** هل علمه صلی الله تعالی علیه وسلم له ابتداء وانتهاء ومحدد بحد ام لیس کذلك **اقول الجواب** اما الابتداء فنعم لان علم الخلق لا یمکن الاحادثا واما الانتهاء فان ارید به ان یکون القدر الموجود من علومه صلی الله تعالی علیه وسلم فی کل زمان محدودا لعدد ما فی علم الله تعالی وان لم یستطع احصاره بشر ولا ملك ؛ فهذا ایضا صحیح و لا شك؛ وان ارید ان یقف علمه صلی الله تعالی علیه وسلم عند حد لا یتعداه ؛ فباطل والله لا یرضاه ؛ بل لا یزال حبیبنا صلی الله تعالی علیه وسلم فی ابد الاباد یترقی فی علمه بربه وصفاته عز وجل ؛ وقد فصلنا القول فی ذلك کله فی النظر الاول **السوال الخامس** عن قولی فی تقریظی ما عبر به السائل بقوله ما عزب عن علمه مثقال ذرة هل اردتم بذلك انه ما عزب عن علمه

سے اسے کاش میں جانوں جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر شے کا روشن بیان اور فرماتا ہے ہر چیز کی تفصیل اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہر شے مجھ پر روشن ہو گئی اور علماء فرماتے ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام جزئی و کلی علم حاصل ہو گئے اور سب کا احاطہ فرما لیا۔

اور فرماتے ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر شے بیان فرما دی اور فرماتے ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم نے تمام عالم کو گھیر لیا اور فرماتے ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو کچھ ہو گذرا اور جو کچھ ہو گا سب جان لیا اور فرماتے ہیں سب کچھ ایسا دیکھتے اور سنتے ہیں جیسا آنکھوں کے سامنے ہے اور فرماتے ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام اشیاء کے عالم ہیں اور فرماتے ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمیع علوم ظاہر و باطن واول وآخر کا احاطہ فرما لیا اور فرماتے ہیں کہ عارف پر ہر شے روشن ہو جاتی ہے جیسے کہ یہ عبارات اوپر گذریں تو جمیع غیوب کہنے میں کون سی انوکھی بات ہے۔ کیا اس کا عموم ان کلمات الٰہیہ اور کلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واقوال ائمہ والفاظ علماء کے عموم سے زیادہ خیال کرتے ہو بلکہ اگر تم عقل کا دامن تھامو تو اکثر ارشادات جو گذرے ان سے اس لفظ کی چوڑان اور وسعت کم پاؤ گے تو مراد وہی ہے جو ٹھہر چکا اور قرار پا گیا تو اگر یہ کفر یا گمراہی یا خطا یا نادانی ہے تو پہلے اللہ ورسول کا کلام بدلو اور عالموں کو کافر یا گمراہ یا جاہل کہو پھر سب کے بعد مجیب کی طرف پلٹو۔ سوال چہارم کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کی ابتدا اور انتہا اور کسی حد سے محدود ہے یا ایسا نہیں۔

اقول جواب ابتدا تو ضرور ہے اس لیے کہ مخلوق کا علم حادث ہی ہو کر ممکن ہے رہے انتہا اگر اس سے مراد یہ ہو کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معلومات کی نہ آنا

مثقال ذرة عن الازل الی الابد ام غیر ذلک اقول
الجواب الاول انما ترجمۃ لفظی لم تبق ذرة
خارجة عن علمه صلے اللہ تعالی علیہ وسلم وھو
صریحا ناظر فی الحدوث بخلاف ترجمة السائل علی انہ

زاد لفظة مثقال ولیس فی کلامی کانہ یرید ان یستقیم التردد
والتردید المذکور فی سؤالہ ھل اردتم من الازل الی الابد
ام غیرہ وذلک لانہ لو لم یزد لفظة مثقال وقام یسأل ھل
ما عزب من علمہ ذرة من الازل ؛ کان دلیلا انہ
یقول بوجود الذرات فی الازل فیکون کفرا بواحا اذل ؛
فزاد مثقال ولم یدر ان لیس فی الازل ما یوزن
بالمثاقیل ؛ انما ھو الجلیل وصفات الجلیل ؛ فبقی کلامہ
وتردده ناظر الی احتمال الکفر او ظاھرا فیہ ؛ وقد
تقرر ان ھذا ھو مأل من حفر بئر الاخیہ ؛ ثم قد
عرفناک الامر مرارا ؛ واعلنا لک بالحق جھارا ؛ ولفظة
الازل لیس فی کلامی ولا ھو بالمعنی المتوھم لہ مرامی -
الجواب الثانی ھنا ثلاث مراتب الاولی مرتبہ
المسلم ؛ الصالح السالم ؛ لا یظن بالمسلم الا الخیر ؛
فان وجد مالہ وجہ الی الخیر ؛ اول وحول عن
الضر والضیر ؛ الثانیہ من لم یوفق لھذا لکن لہ
نوع دیانة ؛ وفی الدین صیانة ؛ فھو لا یختلق لاخیہ
من نفسہ محالا ؛ لیجد الظن والریبة مجالا - والثالثة

ہیں کوئی گنتی ہے جسے اللہ جانتا ہے اگرچہ کوئی آدمی اور فرشتہ اسے شمار نہ کرسکے
تو یہ بھی بلاشبہ صحیح ہے اور اگر یہ مراد ہو کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم کسی
حد پر ٹھہر جائے کہ اس سے آگے نہ بڑھے تو یہ باطل ہے اور اللہ اسے نہیں مانتا
بلکہ ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابدالآباد تک ذات وصفات الٰہی
کے علم میں ترقی فرماتے رہیں گے اور ان تمام باتوں پر نظر اول میں ہم کلام مفصل
کہہ چکے سوال پنجم تقریظ میں میرے اس قول سے جسے سائل نے عربی بنانے
میں یوں کردیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے ذرہ بھر غائب نہ ہوا
کہ اس سے تمہاری مراد یہ ہے کہ ازل سے ابد تک ذرہ بھر کوئی شے حضور کے
علم سے غائب نہیں یا کچھ اور اقول جواب اول میرے کلام کا ترجمہ تو
یہ ہے نہیں باقی رہا کوئی ذرہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے
خارج ہو اور یہ صاف حدوث کی طرف ناظر ہے بخلاف ترجمہ سائل
کے علاوہ بریں سائل نے لفظ مثقال بڑھا دیا اور وہ میرے کلام میں
نہیں گویا وہ یہ چاہتا ہے کہ وہ تردید و تردد جو اس کے کلام میں کہ ازل
سے ابد تک مراد ہے یا کچھ اور یہ ٹھیک ہوجائے اس لئے کہ اگر وہ مثقال
کا لفظ نہ بڑھاتا اور یوں پوچھنے کھڑا ہوتا کہ کیا ازل سے کوئی ذرہ حضور
حضور کے علم سے غائب ہوا تو یہ اس پر دلیل ہوتا کہ وہ ازل میں ذروں
کا وجود مان رہا ہے تو کھلا ہوا سخت گمراہ کفر ہوتا تو اس نے مثقال بڑھادیا
کہ اور نہ جانا کہ ازل میں کوئی ایسی چیز نہیں جو مثقالوں سے تولی جائے وہاں
تو اللہ ہے اور اس کی صفتیں تو اس کا کمال وتردد احتمال کفر کی طرف
ناظر رہ گیا یا اس میں ظاہر اور ٹھہر چکا ہے کہ یہی انجام ہے اس کا جو اپنے
بھائی کے لئے کنواں کھودے پھر یہاں جو بات ہے ہم بار بار تجھے بتا

من تقاضی فی الحرمان من هذه الآلاء ۞ لکن فی عینه
بقیة حیاء فاذا رأی التصریح ۞ بخلاف ما یفتریه الظن
القبیح ۞ فلا یجترئ ولا یقدم ۞ لان بسراه ما یردو
یلجم ۞ اما من حسد وفسد ۞ تعدی الحد ۞ فیری
ویعرض ۞ ویسمع ویعترض ۞ وانا البه الصائل وقد
اوردته المناهل وافدته المسائل ۞ واجدت له
الدلائل ان لا یکون من اسفل الاسافل ۞ کیف وما کان
لکلامی مجرد تجرد عن لفظة الازل ۞ بل قد کان مصرحا
فیه بتصریح اجل ۞ ان المراد ما یکون وما کان الی آخر
الایام من الیوم الاول ۞ فالتنصیص بذلک اما کان
سدّ علی الظن المسالک ۞ ولکن الحسد حسک ۞
من تعلق به فسد وهلک ۞ فایاک ایاک ۞ وموارد
الهلاک ۞ والله یتولی هدانا وهداک ۞ الحمد لله
تم الجواب وظهر الصواب ۞ واذ قد خرجت
العجالة ۞ فی صورة الرسالة ۞ فاحب ان اسمیها
الدولة المکیة بالمادة الغیبیة لیکون
علما بموضوع التالیف و مکان التصنیف مشعرا
معلما و بحساب الجمل علی عام التالیف علامة و
علما ۞ الحمد لله کان العبد الضعیف اتم القسم الاول
فی النهار الاول فی سبع ساعات ثم زاد فیه النظر السادس
للافادة ۞ وکتب الیوم مع کثرة الاشغال القسم الثانی
بعد الظهر واتمه فی نحو ساعة وزیادة ۞ فتم بحمد

چکے اور صاف کھول کر ظاہر کر چکے اور ازل کا لفظ نہ میرے کلام میں ہے نہ اس معنی پر کہ جو سائل کے وہم میں ہے میری مراد جواب دوم یہاں تین مرتبہ ہیں۔ پہلا مرتبہ مسلمان صالح سلامتی والے کا جو مسلمان پر بدگمانی نہیں کرتا مگر نیک تو اگر وہ کوئی ایسا لفظ پاتا ہے جس میں دوسرا پہلو ہے اسے تاویل کر کے برائی اور نقصان سے پھیر دیتا ہے۔ دوسرا وہ جسے یہ توفیق تو نہیں مگر ایک طرح کی دیانت رکھتا ہے اور اس کا دین کچھ محفوظ ہے تو وہ اپنے بھائی کے لئے اپنی طرف سے کوئی محال نہیں گڑھتا تاکہ بدگمانی اور تہمت کے لئے مجال پائے، تیسرا وہ جوان نعمتوں سے محرومی میں حد کو پہنچ گیا مگر اس کی آنکھ میں کچھ حیا باقی ہے تو گمان بد جس کا افترا کرے جب یہ اس کے خلاف کی تصریح پاتا ہے تو جرأت کا اقدام نہیں کرتا، اس لئے کہ اس کے آنکھوں کے سامنے وہ چیز موجود ہے جو اس کے افترا کو رد کردے گی اور اس کے منھ میں لگام دے دے گی مگر وہ جس نے حسد کیا، اور تباہ ہو گیا اور حد سے گذر گیا۔ وہ دیکھتا اور منھ پھیر لیتا ہے اور سنتا اور اعتراض کرتا ہے اور میں حملہ آور کو متنبہ کرتا ہوں اور میں اسے گھاٹوں پر اتار لایا اور ایسے مسائل کا افادہ کیا اور اس کے سامنے کھرے مسائل بیان کئے کہ ہر لپیٹ سے پست تر نہ بننے پر کیونکر ہو حالانکہ میرے کلام میں اتنا ہی نہ تھا کہ یہ لفظ ازل سے خالی ہے بلکہ اس میں عظیم تصریح کے ساتھ مصرح تھا کہ وہ مراد ہے، جو روز آخر تک روز اول سے ہوگا اور ہوا تو کیا تصریح نے بدگمانی

نے لثلث بقين من ذی الحجة يوم الاحد بعد
قبل العصر ؛ وافضل الصلاة واكمل السلام على
المولى المخصوص بطيب النشر ؛ شفيعنا بمنه يوم الحشر
وعلى اله الكرام وصحبه العظام ما دار الفجر
وليالى عشر ؛ والحمد لله رب العلمين

تمت

پرراستے بند نہ کردیئے تھے ۔ مگر حسد ایک گوکھرو ہے کہ جسے لپٹ جاتا
ہے وہ تباہ و ہلاک ہو جاتا ہے تو بچ اور بچ ہلاکت کی جگہوں سے اوراللہ
ہماری اور تیری ہدایت کا والی ہو، الحمدللہ جواب پورا ہوا اور صواب
کھل گیا اور جب کہ یہ جلد لکھا ہوا ایک رسالہ کی صورت میں نکلا تو مناسب
ہے کہ اس کا نام الدولتہ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ رکھوں تاکہ یہ نام بھی ہو
اور مقصود و تالیف اور مکان تصنیف کا اشعار و اعلام بھی ہو اور
ابجد کے حساب سے سال تالیف کی علامت اور نشانی بھی ہو۔

الحمدللہ بندہ ضعیف نے پہلا حصہ پہلے دن سات گھنٹے
میں پورا کردیا تھا پھر اس میں فائدے کے لیے نظر ششم بڑھائی
اور آج باوصف کثرت اشغال کے دوسرا حصہ بعد ظہر کے لکھا۔
اور اسے ایک گھنٹے سے کچھ زائد میں تمام کردیا تو بحمداللہ ۲۷ ذی الحجہ
روز چہارشنبہ کو عصر سے پہلے پورا ہوگیا اور سب سے افضل درود
اور سب سے کامل تر سلام ان مولی پر جو مہکتی خوشبو سے مخصوص
اور اپنے احسان سے حشر کے دن ہمارے شفیع ہیں اور ان کی عزت
والی آل اور عظمت والے صحابہ پر جب کہ صبح اور دس راتیں دورہ کریں
اور سب خوبیاں اللہ کو جو مالک ہے سارے جہان کا۔

طابع

رضویہ پبلی کیشنز کراچی

آرام باغ روڈ۔ گاڑی کھاتہ کراچی ۱

فون :- ۲۱۶۴۶۴ ، ۲۱۷۸۸۹

ہماری دیگر مطبوعات

کی امتیازی خصوصیات :

- ○ صاف ستھری اور جدید کتابت ○ ہر صفحہ آیت پر ختم ○ تمام حروف واضح اور کشادہ
- ○ حافظ قرآن کیلئے بے مثال تحفہ ○ ناظرہ پڑھنے والوں کے لئے بیحد آسان
- ○ عمدہ طباعت ○ خوبصورت جلد ○ آفسٹ اور نیوز پیپرز پر پارہ سیٹ بھی دستیاب ہیں

مجموعہ وظائف

مع اٹھارہ سورۃ قرآن و دعائے حج و عمرہ و زیارت مدینہ منورہ

- ○ قرآن مجید مترجم اعلیحضرت بریلوی
- ○ قرآن مجید کنزالایمان کا انگریزی ترجمہ
- ○ دوازدہ سورۃ مرتبہ قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی
- ○ فتاویٰ رضویہ اول تا یازدھم
- ○ فتاویٰ امجدیہ اول
- ○ بہار شریعت ۱ تا ۶ جہیز ایڈیشن
  جس میں عقائد، طہارت، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کے مسائل ہیں
- ○ بہار شریعت ۱۸ تا ۲۰

- ○ سیرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- ○ الدولة المكية
- ○ زلزلہ
- ○ تبلیغی جماعت
- ○ جماعت اسلامی
- ○ جماعت اسلامی کا شیش محل
- ○ زیر و زبر
- ○ مدنی قاعدہ حصہ اول و دوم
- ○ دائمی نقشہ اوقات نماز سحر و افطار

دار العلوم امجدیہ

شعبہ نشر و اشاعت : مکتبہ رضویہ گاڑی کھاتہ. آرام باغ کراچی نمبر ۱ فون نمبر ۲۱۶۲۶۴ - ۲۱۷۸۸۹